مرشد کامل
و
معین عامل
در معمولات ابوالوقار
مصنفہ و مؤلفہ
الشاہ محمد باقر علی خاں جالسی وقاری مداری

باسمہٖ سبحانہٗ

وَاتَّبِع سَبِیلَ مَن اَنَابَ اِلَیَّ

مرشدِ کامل
و
معینِ عامل

در معمولاتِ ابوالوقار

مصنفہ و مؤلفہ

الشاہ محمد باقر علی خان جالسی وقاری مداری

نام کتاب ——— مرشد کامل و معین عامل در معمولات ابوالوقار
مصنف و مؤلف ——— مفکر ملت حضرت علامہ الشاہ محمد باقر علی خاں جاشی وقاری مداری مدظلہٗ العالی
پروف ریڈنگ ——— پیرزادہ حضرت مولانا قاری سید محضر علی جعفری محضر مکنپوری
ناشرین ——— مولوی عرفان احمد خانصاحب
الحافظ القاری محمد نسیم خانصاحب بہرائچی
کتابت ——— آفاق احمد خاں سید آباد چمن گنج کانپور
بار اول ——— ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۶ء
صفحات ——— تین سو سولہ ۳۱۶
قیمت ——— پچاس روپیہ
مطبع ———
ملنے کا پتہ

تشکر و امتنان

جناب مولوی محمد عرفان خانصاحب مداری وقاری قصبہ رسول آباد ضلع فرخ آباد اتر پردیش نے اصل شریعت و حقیقت و معرفت اور احسان و تصوف اور اسلام و سنیت کی نشر و اشاعت کیلیے اس کتاب کی طباعت میں پورا پورا تعاون فرمایا۔ خدائے عزوجل انکے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور ان کی ساری دینی خدمات کو قبول فرما کر اجر جزیل و جزائے جلیل بے مثیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین

ناشرین

محمد عرفان خاں۔ محمد نسیم خاں۔ ڈاکٹر جاوید احمد صدیقی
محمد یونس انصاری۔ محمد سعید صدیقی

شرفِ انتساب

میں انتساب سے شرف کر رہا ہوں اسکے نام
صراطِ دین کا جویا بنا دیا جس نے
ابوالوقار کی اس چشم ملتفت کے نثار
زبانِ گنگ کو گویا بنا دیا جس نے

اور

مادرِ مقدس رحمہا اللہ کے نام جو میری دستار بندی سے
پہلے ہی مجھے عالم دین بنانے کی آرزو لیے ہوئے اس دنیا
سے رخصت ہو گئیں۔ باری تعالےٰ ان کی قبر کو انوارِ تجلیات
سے معمور فرمائے۔ آمین

باقر جالسی وقاری

شیخ المشائخ حضور سیدنا ابوالوقار رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

- ہمارا مرید جہاں کہیں ہوگا دور سے پہچانا جائے گا"
- جو نماز کی پابندی نہیں کرتا اس سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں، اور نہ اسکے کسی قول کا اعتبار ہے۔
- زندگی بھر کیلئے ایک ہی ورد کافی ہے، اگر سچائی اور خلوص کے ساتھ ہو۔
- اس نے کوئی کمال نہیں کیا جو تنہا جنت میں چلا گیا۔ جبتک اس کا پورا خاندان و قبیلہ نہ ہو۔ "

فہرست مضامین

ارکینِ بزمِ زندہ شاہ مدار کانپور کے پیہم اصرار اور غیر معمولی تکرار نے مجبور کر دیا کہ صحافت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور ملک و بیرونِ ملک کے گوشہ گوشہ میں برادرانِ روحانیت وعقیدتمندانِ مداریت سے رابطہ پیدا کرنے میں اس سے زیادہ قریب تر ہونے کا رشتہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟

صرف اس لئے کہ اپنے آقائے نعمت ومحسن روحانیت حضور پُر انوار مداریت، منبعِ رشد وہدایت، صاحبِ غوثیت وقطبیت سیدنا ابوالوقار سید کلب علی جعفری المداری قدس سرہٗ العزیز الحکیم کے ارشادات کے جواہر پاروں کا فیض عام کر دیا جائے۔ تاکہ "تصوف" کے معانی ومراد لوگوں کے ذہن ودماغ میں صحیح سرایت کر جائیں کہ یہ خالص اسلامی شے ہے۔ جو کہ جوگ و یوگ اور تنتر ومنتر وہپناٹزم اور مسمریزم واشراق سے بالکل خالی ومبرا ہے۔

لیکن تصوف کا حصول وادراک کوئی ہم سے بالاتر چیز نہیں صرف اور صرف ایمان ویقین کا وہ جوہر ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد انسان اوصاف واخلاقِ خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اور اسکے ہاتھوں ایسی چیزوں کا صدور واجرا ہوتا ہے کہ دنیا کی عقل اسکے سمجھنے کے بعد حیران وششدر رہ جاتی ہے۔

تصوف پر ابتدائی تجربہ

میں سنہ ۱۹۶۶ء کے اوائل میں دارالعلوم احسن المدارس قدیم کی عظیم درسگاہ میں درسِ عالیہ درسِ نظامیہ کی تکمیل کر رہا تھا باوجود اسکے کہ میں نے ملازمت بھی اگلین ہل کمپنی

ڈرائنگ ڈپارٹمنٹ میں ایک ڈزائنر کی حیثیت سے کرلی تھی، اس کا سبب کسب معاش ہی نہ تھا بلکہ قوم کی زبوں حالی کا درد میرے ضمیر کو ہمیشہ جھنجھوڑتا، احساس کی دنیا بیدار ہوتی گئی قوم و ملت کا جذبہ تڑپاتا گیا۔ آخر بے چینیوں نے اس کا حل نکال ہی لیا اور یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ انسان اپنے معاشی و اقتصادی حالات کو حیات دینوی کا فقدان نہ سمجھ لے بلکہ شرع کی چھاؤں میں افکار و آلام کی دھوپ سے بچنے کے لئے یہ ایک وسیع سائبان ہے جس میں وہ پناہ گزیں ہو سکتا ہے۔

اور میری یہ خوش نصیبی تھی کہ میرے اساتذہ میں ملک کی مایۂ ناز ہستیاں اور جلیل القدر شخصیتیں اپنے فیضان کرم سے مجھے نواز رہی تھیں، ان میں قابل ذکر محسن گرامی سابق والیٔ ریاست پٹنہ، حضرت علامہ سید محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات تھی، شیخ الحدیث والفقہ اور معلم اصول و معقولات ہونے کے باوجود تصوف و اخلاق میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ وہ دلی خصلت صوفی باصفا تھے، تلامذہ پر آنا شفیق و مہربان مدرس میں نے آج تک نہیں پایا جو ان کا مزاج شناس بھی ہو اور ماہر نفسیات بھی۔

اس ناچیز کو اکثر کچھ ایسی باتوں کی تلقین فرمایا کرتے تھے جو کہ زبان و قلم سے ادا نہیں کی جا سکتیں اور بار بار یہ فرماتے تھے کہ مولوی .... درسگاہ میں جا ہے جتنا تم چوں وچرا کرو۔ مگر خانقاہ پیر میں جب تم پہونچو گے تو زبان و نظر کی ساری افلاطونیت بھول جائیگی اور وہاں اسکی قطعاً گنجائش نہیں ہے جناب باقر علی خانصاحب ....!

اسوقت سے ایک تجسس پیدا ہو گیا، ذہن میں تلاش پیر و مرشد کی جولانیت زور پکڑتی رہی حالات سے کچھ ایسا دوچار ہوا کہ چند روز کسی ایسی جگہ رہنے کی ضرورت محسوس ہوئی جہاں دل و دماغ افکار و مکروہات سے محفوظ رہیں اور دل کو کچھ سکون میسر ہو۔ اس ارادے سے میری نظر انتخاب اور ارادہ فقیر ایک ایسے آستانہ کے صدر سجادہ نشین کی بارگاہ پر پڑی جو بستی کے شور و شغب سے کہیں الگ تھلگ دریائے ایسن کے کنارے سبز و شاداب مناظر سے بھرپور نواح میں واقع ہے۔ بہرحال میری تلاش جستجو نے مراد کے کناروں تک پہونچا ہی دیا۔

ظہر کا وقت تھا میں عالمگیری مسجد میں پہونچا اور وضو کر کے ان بزرگ کی اقتدا میں نماز ادا کی اسکے بعد میں نے دیکھا کہ وہی بزرگ مسجد سے ملحق ایک حجرے میں تشریف لے گئے۔

آپکے ہمراہ ملک کے مختلف صوبوں میں سے آئے ہوئے چند لوگ اور بھی تھے۔ وہ لوگ حضرت کے گرد بصورت حلقہ بیٹھے ہوئے نیز کچھ سوالات اور اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے۔ میں اجازت مانگ کر دو زانو باادب بیٹھ گیا۔ لوگ اپنے حالات اذکار و اشغال اور اوراد وظائف بیان کر رہے تھے کبھی نفی و اثبات، کبھی اسم ذات کا، اور کبھی مرحلہ فنا و بقا کا کچھ ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ عام آدمی کے لئے جواب مشکل تھا، مگر حضرت نے دیوار پر آویزاں دو خاکوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل صورت کیفیت یوں ہونا چاہئے۔ ان خاکوں پر پان کے پتے کی شکل کا بنا ہوا تھا اور ایک سبز رنگ کا، دوسرا سرخ رنگ کا تھا ان کے بیچ میں اسم ذات باری تعالےٰ " اللہ " جلی سفید حرف میں لکھا ہوا تھا۔ اسم ذات کے ذکر میں جلی و خفی و ضرب الا اللہ اور تصور مرشد یہ سب میں مشتاق رہا اس وقت مگر یہ طریقہ رشد و ہدایت میرے لئے غیر مانوس ہی نہ تھا بلکہ حد درجہ نا قابل برداشت بھی تھا جب مجھ سے چپ نہ رہا گیا تو میں نے بنہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا .... کہ

" حضور! ساری زندگی دین کے بارے میں جو کچھ بھی پڑھا لکھا اور دیکھا ہے میری سمجھ میں تو یہ آیا کہ اصل دین صرف وہ ہی ہے جو رسول مقبول محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے اور جسکی تعلیم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کو دی اور پھر صحابہ کرام سے بعد والے لوگوں نے سیکھا اور صحیح نقل و روایت کے ذریعہ ہم تک پہونچایا۔

اور ان حضرات کو جو اسوقت آپ تلقین فرما رہے ہیں۔ میرا علم جہاں ہے نہ تو حضور اکرم نے صحابہ کرام کو تعلیم فرمایا تھا اور نہ صحابہ کرام نے تابعین کو ایسے طریقہ پر ذکر فرمایا اور نہ تابعین نے اپنے متبعین کو یہ طریقہ بتلایا تھا لہٰذا .... اذکار و افکار کے اس طریقے پر مجھے ذہنی تشویش ہے اور خواہش میری یہ ہے کہ ایسا اگرچہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہے تو اسکی تصحیح ہو جائے

• ان بزرگ نے میرے سوال کو قطعاً نظر انداز فرماتے ہوئے خلاف توقع ایک عجیب انداز میں فرمایا۔

- مولوی صاحب! یہ مریدین جو میرے پاس بے چارے آتے ہیں یہ کسی اور کام کے نہیں ہوتے بس ان کے لئے یہی اشغال ہیں اور یہ اسی واسطے آتے ہیں اسلئے میں ان کو

یہی بتلا دیتا ہوں۔ اور آپ جو کام کرتے ہیں یعنی کسب معاش اور حصول علم دین، یہ بھی ایک بہت بڑا جہاد ہے اور آپ یہی کرتے رہیں ان کے چکر میں نہ پڑیں۔"

ظاہر ہے کہ یہ میرے سوال کا جواب نہ تھا مگر ان بزرگ نے میری بات کے جواب میں بس اتنا ہی فرمایا۔ اسکی مہلت دیئے بغیر کہ میں کچھ عرض کرتا اور اپنے سوال کی طرف توجہ دلاتا۔ فرمانے لگے چلئے گھر تشریف لے چلئے۔ پہلے آپ حضرات کھانے سے فارغ ہو لیں بڑی تاخیر ہو گئی ہے۔ سب لوگ آپ کے ہمراہ گھر پہونچ گئے۔ دسترخوان بچھا دیا گیا وہ بزرگ بھی کھانے پر شریک تھے۔ کھانا برابر تناول فرما رہے تھے اور وہ بزرگ از راہ شفقت بار بار اصرار فرماتے جا رہے تھے کہ بلا تکلف آپ حضرات نوش فرمائیں خوب شکم سیر ہو کے کھایا، دسترخوان اٹھا دیا گیا سب لوگ نے اپنے اپنے ہاتھ دھوئے اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا، پھر وہ بزرگ فرمانے لگے کہ تھوڑی دیر آپ لوگ آرام کریں، میں بھی اوپر جاتا ہوں......."

چند لمحے کی استراحت رہنے کے بعد ہی وہ بزرگ تشریف لے آئے اور کچھ ورد فرماتے رہے۔ ہاتھ سے تسبیح اور ذکر سے زبان تو آپ کی رکتی ہی نہ تھی اس پلنگ پر جو صحن میں پڑا ہوا تھا آپ بیٹھ گئے اور حضرات کا آنا تانتا پھر شروع ہو گیا کہ اتنی دیر میں عصر کی اذان گھر سے ملحق مسجد میں ہوئی اور باجماعت سب نے نماز ادا کی، اور وہ بزرگ جیسے ہی تشریف لائے ان لوگوں نے گفتگو کا پھر نیا سلسلہ شروع کر دیا۔ میں نے غنیمت سمجھتے ہوئے اپنا وہی پہلا سوال پھر دہرایا۔ لیکن اس وقت بھی ان بزرگ نے وہی ظاہر والا انداز جواب اختیار فرمایا یعنی کہ میری بات بالکل نظر انداز فرما کر۔

حضرت وارث لولاک، شمس الافلاک، قطب الافلاک، زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے مختلف حالات و واقعات پر گفتگو کا سلسلہ طویل دلچسپیوں کا محور بنا رہا اور میرا سوال پھر رہ گیا۔ لیکن میں مایوس نہیں تھا اس لئے کہ مجھے جو علم کم و بیش تھا اس کا مجھے یقین کے ساتھ اعتماد تھا اور میں اپنے آپ کو ناکام گفتگو نہیں سمجھ رہا تھا آج نہیں تو کل سہی کبھی تو جواب باصواب ملے گا ہی بہر کیف میں ان بزرگ کے اس رویے سے کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوا کہ میرے سوال کا جواب ان کے پاس نہیں ہے بلکہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید

یہ ہے سوال کو اہلِ ذوق اور طالبِ صادق کا سوال نہیں سمجھا گیا جس سے آپ پہلوتہی فرما رہے ہیں بلکہ مبتلائے زعم و کبر کا اعتراض سمجھ کر اس کو اس طرح نظر انداز فرمایا جا رہا ہے اور حقیقت بھی کچھ اس طرح ہی تھی۔ سوال سے اپنی تشفی مراد نہیں تھی۔ دہریت کی نیت کچھ اور ہی تھی۔ کیونکہ فلسفہ و سائنس نے مجھے بری طرح تباہ کر رکھا تھا۔

نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر میں وہاں جا کر لیٹ گیا جہاں وہ بزرگ آرام فرما رہے تھے اور یہ حکم بھی فرمایا تھا کہ آج آپ ہمارے پلنگ کے پاس حجرے میں آرام کریں۔ اب میں تنہا تھا۔ جیسے ہی لیٹا کچھ خوف سا طاری ہونے لگا لیکن سکون حاصل ہوا۔ نیند تو نہیں آ رہی تھی۔ تصوف کے انہیں مشاغل اور اعمال پر خود ہی غور کرنے لگا۔ بیٹھے لیٹے آپ ہی سوال تیار کرتا اور خود ہی اس کا جواب دیتا۔ ذہنی بحث کو کسی طرح ختم کرنا چاہتا تھا۔ نیند کسی طرح نہیں آ رہی تھی۔ میں یہ چاہتا تھا کہ ذہن بالکل یکسو ہو جائے۔ اگر میرے سوچنے میں کوئی غلطی واقع ہو رہی ہے تو اس کی صحت ہو جائے۔ اور اگر میں اپنی فکر پر درست ہوں تو مجھے کوئی ایسا حل مل جائے جس سے میں پوری قوت کے ساتھ ان باتوں کا رد اور انکار کر دوں۔ ان چیزوں کے باطل ہونے پر ایک سچے حق پرست کی طرح اصرار کر دوں۔

اسی غور و خوض کی کشمکش میں کافی دیر کے بعد میرا ذہن اس طرف پلٹا کہ جو تصوف کے مخصوص اعمال و اشغال کے طریقوں کو جو مشائخ عظام کے تجویز کردہ ہیں، اپنی وضع و قید کے ساتھ سنت رسول سے ثابت نہیں ہیں۔ اسے بدعت سمجھا اگر صحیح ہو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضور قطب مدار رضی اللہ عنہ و حضرت غوث الاعظم و سرکار خواجہ غریب نواز اور شیخ نقشبند وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان سے بھی پہلے ان جیسے بہت سے حضرات کو معاذ اللہ بدعات کا حامی اور خرافات کا رواج دینے والا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ان حضرات نے صرف اتنا نہیں کہ کسی مخصوص یا وقت کے تقاضے سے ان چیزوں کے بارے میں تسامح اور تساہل برتا ہو۔ بلکہ ان کی تعمیر سے کئی کتابیں بھری پڑی ہیں اور ساری عمر اپنے طالبین کو انھوں نے ان ہی طریقوں سے ذکر و شغل کرا کے منازلِ سلوک طے کرایا ہے بلکہ ان حضرات میں اکثر کی زندگیوں کا یہ جز تھا۔ یہ پہلو نمایاں ہے کہ ان کی کتابوں کے پڑھنے والے اور حالات کے جاننے والے جانتے ہیں کہ غالباً کوئی دوسرا پہلو اتنا نمایاں نہیں ہے۔

ذہن کے اس طرف جانے کے بعد دل نے یہ فیصلہ تو جلد ہی کر لیا کہ مجھ جیسے کم فہم اور ناقص العلم کا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں غلطی کر جانا زیادہ ممکن ہے بہ نسبت اسکے کہ ائمہ سلاسل و شیوخ حضرات و اکابر اولیاء اللہ کیطرف غلطی کو منسوب کیا جائے اور وہ ایسے فن کے متعلق مسئلہ میں جس سے ہمارا تو صرف تعلق نظری ساہے۔ اور ان حضرات کا زندگی بھر کا گہرا عملی تعلق رہا ہے۔

دل نے اپنے خلاف یہ فیصلہ جلدی اور آسانی سے اسلئے کر لیا کہ ان حضرات کی تصانیف کے مطالعہ اور ان کے شخصی احوال اور اصلاحی و تجدیدی خدمات کی کچھ واقفیت کی وجہ سے ان کے رسوخ فی العلم و تفقہ فی الدین اور عند اللہ مقبولیت کا میں پوری طرح قائل تھا۔

اور میرا دل کسی طرح قبول نہیں کر سکتا تھا کہ یہ سب حضرات اپنے اپنے زمانے میں اسرار دین کے عارف اور امامت کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود چند بدعتوں کو قرب خداوندی کا ذریعہ سمجھ کر خود بھی ساری عمر مبتلا رہے اور اللہ کے لاکھوں بندوں کو ان میں مبتلا کرتے رہے۔

بیشک عارف و قطب نبی کی طرح معصوم اور صاحب وحی تو نہیں ہوتا۔ لیکن وہ بدعت کا داعی اور مروج بھی نہیں ہو سکتا۔ خاص کر دین کے جس شعبہ میں اسکو دوسرے سب شعبوں سے زیادہ انہماک ہو اور وہ اس کا خاص داعی ہو۔ اسی کے ذریعہ اصلاح و ہدایت کا کام کیا ہو۔ اس میں اگر بدعت وغیر بدعت کا امتیاز نہ کر سکے گا تو یقیناً وہ اصلاح سے زیادہ فساد اور ہدایت سے زیادہ ضلالت کے پھیلانے کا مرتکب ہوگا۔"

بہرحال یہ چند خیالی نکتے تھے جن پر پہونچ کر میرے ذہن کی الجھنیں کچھ کم ہوئیں اور میں نے مان لیا کہ غالباً مجھ سے ہی اس معاملے کے سمجھنے میں کوئی غلطی ہو رہی ہے اور اب مجھے اپنی غلطی ہی کو گرفت میں لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رات کافی گذر چکی تھی اس نتیجہ پر پہونچ کر میں نے اس غور و فکر کا سلسلہ اس وقت تمام کر کے سو جانے کا ارادہ کر لیا اور سو گیا۔

جن بزرگ کی خانقاہ کا یہ قصہ ہے ان کے تمام معمولات کے ساتھ ایک اور معمول تھا کہ روزانہ فجر کے بعد آستانہ قطب المدار پر حاضری دیتے اور وہیں کافی دیر تک ذکر فرماتے آپ کو اس درگاہ شریف سے غیر معمولی لگاؤ تھا اور اس وقت میری سمجھ میں یہ آ رہا تھا کہ جیسے کوئی طالب علم اپنے مربی کے حضور اکتساب فیض کر رہا ہو۔

اس روز یہ گنہگار بھی ساتھ ہولیا اور رات کے اپنے ذہنی بحث و مباحثہ اور اسکے نتیجہ فکر کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ

"میرے دل و دماغ نے یہ تو مان لیا ہے کہ تصوف کے ان اعمال و اشغال کے بارے میں جو اب تک میں نے سمجھا ہے غالباً وہ صحیح نہیں ہے اور اس میں کوئی غلط فہمی مجھے ہو رہی ہے لیکن ابھی تک میں اس غلطی کو پکڑ نہیں سکا ہوں، چونکہ طبیعت طالب علمانہ پائی ہے اسلئے چاہتا ہوں کہ یہ گرہ بھی کھل جائے اور جو خلش باقی ہے وہ نکل جائے۔"

موصوف میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا:

مولوی صاحب! آپ کو تو یہی شبہ ہے کہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ یہ تو بتلایئے بدعت کی تعریف کیا ہے؟

میں نے عرض کیا حضور! بدعت کی تعریف تو علماء نے کئی طرح سے بیان فرمائی ہے اور ان کی قسمیں بھی بتائی ہیں لیکن جو سب سے زیادہ صاف ستھری معلوم ہوتی ہے وہ یہی سیدھی سی تعریف ہے کہ دین محمدی میں کسی ایسی چیز کا اضافہ کیا جائے جسکے لئے شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو۔

فرمایا کہ:-

"ہاں ٹھیک ہے لیکن یہ تو بتلائیے کہ اگر دین میں کوئی چیز مقصود اور مامور بہ ہو اور اللہ و رسول نے اس کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہو، لیکن کسی وقت زمانے کے حالات بدل جانے سے وہ اس طریقے سے حاصل نہ کی جا سکتی ہو جس طریقے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں حاصل ہو جایا کرتی تھی، بلکہ اس کے واسطے کوئی اور طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو اس نئے طریقے کے استعمال کو بھی آپ "دین میں اضافہ" اور "بدعت" ہی کہیں گے؟

پھر اپنے مقصد کو زیادہ واضح کرنے کیلئے فرمایا۔

"مثلاً دین سیکھنا سکھانا ضروری ہے اور دین میں اس کا نہایت تاکیدی حکم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں اس کیلئے

صرف صحبت کافی ہوجاتی تھی۔ تعلیم کے لئے کوئی مستقل انتظام نہیں تھا۔ مدرسے تھے، نہ کتابیں تھیں، لیکن بعد میں حالات ایسے ہوگئے کہ صحبت اس مقصد کیلئے کافی نہیں رہی، بلکہ کتابوں کی اور پھر مدرسوں کی بھی ضرورت پڑ گئی تو اللہ کے بندوں نے کتابیں لکھیں اور مدرسے قائم کئے اور اسکے بعد سے دین کی تعلیم و تعلّم کا سارا سلسلہ اسی سے چلا، اور اب تک اسی سے قائم ہے۔ تو کیا تعلیم و تعلّم کے طریقے میں اس تبدیلی کو بھی دین میں اضافہ، اور بدعت کہا جائیگا ؟

میں نے عرض کیا :۔

" نہیں، دین میں اضافہ جب ہوتا ہے جبکہ مقصود اور امر شرعی بنا کر کیا جائے لیکن اگر کسی دینی مقصد کے حاصل کرنے کیلئے قدیمی طریقے کے ناکافی ہوجانے کی وجہ سے کوئی نیا طریقہ جائز اختیار کر لیا جائے تو اس کو " دین میں اضافہ " اور بدعت نہیں کہا جائیگا۔"

فرمایا :

- بس سلوک کے جن اعمال و اشغال پر آپ کو بدعت ہونے کا شبہ ہے ان سب کی نوعیت بھی یہی ہے ان میں سے کوئی چیز مقصود و مطلوب سمجھ کر نہیں کیجاتی۔ بلکہ یہ سب نفس کے تزکیہ اور تجلیہ کیلئے کیا کرایا جاتا ہے، جو دین میں مقصود اور مامور بہ ہے مثلاً یوں سمجھئے کہ اللہ تعالٰی کی محبت اور ہر وقت اس کا، اور اسکی رضا کا دھیان اور فکر رکھنا، اور اسکی طرف سے کسی وقت غافل نہ ہونا۔ یہ کیفیتیں دین میں مطلوب ہیں اور قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بغیر ایمان کامل ہی نہیں ہوتا۔

لیکن حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ و التسلیم کے زمانے میں دین کی تعلیم و تربیت کی یہ ایمانی کیفیتیں بھی آپ کی صحبت ہی سے حاصل ہوجاتی تھیں۔ اور حضور کے فیضان صحبت سے صحابہ کرام کی صحبتوں میں بھی یہ تاثیر تھی، لیکن بعد میں ماحول کے زیادہ بگڑ جانے اور استعداد کے ناقص ہوجانے کی وجہ سے اس مقصد کیلئے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی تو دین کے اس شعبہ کے اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرنے کیلئے صحبت کے ساتھ " ذکر و فکر " کی کثرت کا اضافہ کیا اور تجربہ سے یہ تجویز صحیح ثابت ہوئی ــــــ اسی طرح بعض شائخ نے اپنے زمانے کے لوگوں کے احوال کا جائزہ لے کر خواہشات نفسانی کو توڑنے اور شہوانی قوتوں کو مغلوب کرتے اور طبیعت میں نرمی و دل میں رقت پیدا کرنے کیلئے ان کے واسطے مخصوص قسم کی ریاضتیں

اور مجاہدوں کا تعین کیا۔

اسی طرح اذکار و اشغال کو زوردار اثر بنانے کیلئے اور فطری طبیعت میں رقت و یکسوئی پیدا کرنے کیلئے ان دونوں کا طریقہ نکالا گیا تو ان میں سے کسی بھی چیز کو مقصود و مطلوب اور مامور بہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہ سب کچھ علاج و تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے اور اسی لئے مقصد حاصل ہوجانے کے بعد یہ سب چیزیں چھڑا دی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق و سلوک اپنے اپنے دور کے حالات اور تجربات کے مطابق ان چیزوں میں رد و بدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے رہتے ہیں۔

بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لئے خاص حالات اور انکی استعداد و ذوق کے الگ الگ اعمال و اشغال کرنے کو بتا دیتا ہے اور کچھ ایسے بھی اعلیٰ استعداد والے ہوتے ہیں جنھیں اسطرح کا کوئی ذکر و شغل کرنے اور کرانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور اللہ تعالےٰ انھیں یوں ہی عطا فرما دیتا ہے اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کو صرف علاج و تدبیر کے طریقے پر ضرورتاً استعمال کیا جاتا ہے۔

ان بزرگ کی اس تقریر اور توضیح سے میرا ذہنی انتشار تو دور ہو گیا لیکن ایک نئی پیاس پیدا ہو گئی کہ یہ جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے اسکو خود آزما کے دیکھا جائے اور اپنے ذاتی تجربے سے قلبی اطمینان اور مزید یقین حاصل کیا جائے۔ لیکن میرے حالات اجازت نہ دیتے تھے اور نہ اپنے مشاغل میں اسکی قطعاً کوئی جگہ نہ تھی کہ اس تجربے کیلئے میں کوئی بڑا اور مستقل وقت دے سکوں۔ اسلئے میں نے بے تکلف صفائی سے عرض کیا۔

کہ "اگر یہ ذکر شغل ان مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں پھر تو میں بھی اس کا محتاج ہوں، حضور! لیکن میں مجبور ہوں کہ زیادہ وقت نہ دے سکوں گا کیونکہ میری مدرسے کی ذمہ داری میری ملازمت پر بھاری ہے اور بھی دوسرے کاموں میں مصروفیت رہتی ہے اور میں ان کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا ہوں۔"

"کیا آپکے والدین نہیں ہیں؟ اور جس مدرسہ میں آپ تعلیم حاصل کرتے ہیں کیا وہاں کا انتظام آپکی کفالت نہیں کرتا۔ اس چھوٹی سی عمر میں اتنی مصروفیت کیوں؟" ابھی آپ اپنے والدین کی سرپرستی میں رہیں اور ان کی خدمت کریں اور تعلیم مکمل کر کے پھر میرے پاس آئیں،

پھر ان امور پر گفتگو کریں، بڑا دشوار معاملہ ہے جسطرف آپ بڑھنا چاہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔

حضور! بحمد اللہ میرے والدین زندہ ہیں اور میں حتی الوسع انکی خدمت بھی کرتا ہوں اور آپ خوب اچھی طرح جانتے ہیں مدارس کا حال کہ کس آدمی پر زیادہ تر وہاں کے نظم و نسق کا انحصار ہے۔ یتیموں، بیواؤں غرباء و مساکین کو مستحق بتلا کر ان سب سے زیادہ حقدار اپنے آپ کو جتاتے ہیں اور قوم و ملت کی زکوٰۃ و خیرات کی ساری رقمیں بلا جھجک ہڑپ کرتے رہتے ہیں اور پارسا کے پارسا بنے رہتے ہیں۔ کمائی کے سیل کو ہم اگر اپنے لئے کفیل سمجھیں تو گویا ہم مر گئے اور جنیہ بٹ گیا۔ کیا دین میں دیانت برتی جائیگی؟ .... اس کا کھلا ہوا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ لوگ دین حاصل کرتے ہیں اور نائب رسول ہونے کے مدعی ہیں لیکن ان حضرات میں رسول کے اوصاف حمیدہ میں سے کوئی بھی صفت نہیں پائی جاتی، یہی وجہ ہے کہ راہبر نما قزاقوں، لیڈروں، مولوی نما بدمعاشوں نے اس دور حاضرہ میں تدین وپی دنا موس رسالت، یا ہیں شریعت کی دھجیاں بکھیر کر رکھدیں، صحف اسلام کے پرخچے اڑا دیئے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ان ہی قیامت خیز اور محشر بپا حالات سے دوچار ہو کر .... آپ کے حضور میں پناہ لینے آیا ہوں کہ شاید تقبیت اور سکون خانقاہوں میں باقی ہو، درحقیقت ایسے ہیں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ بقائے دین محمدی کے دعویداروں کے مقابلہ میں اگر اخلاق حسنہ ہیں تو وہ یہاں ہیں فیضِ کرم اگر کہیں ہے تو یہاں ہے، صداقت و گفتار کی جھلکیاں ہیں تو یہاں ہیں، یقیناً صورت دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا ہے میں تو ابھی تک سنتا ہی تھا مگر آج دل پر کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ آج اور ابھی میں نے ابھی کلمہ پڑھا ہے اور ایمان لایا ہوں، میری آنکھیں اب سب کچھ دیکھ رہی ہیں جو کبھی نہیں دیکھا اور سنا تھا۔

اے میرے اللہ کدھر جاؤں! جی نہیں چاہتا اب کچھ کہنے کو اور نہ کرنے کو، مجبوریاں اس درجہ حائل ہیں۔ اقتصادی حالات بگڑے ہوئے ہیں، معاملات الجھے ہوئے ہیں، سوچتے سوچتے مجھ پر ایک عجیب سا سناٹا چھا گیا، میں خاموش تحیر کے عالم میں کھڑا رہا۔

.... چند لمحوں بعد جب افاقہ ہوا اور پھر،

میں نے عرض کیا:۔

حضور! میں کسی طرح دین و دنیا دونوں کو ہی نہیں چھوڑنا چاہتا، کیا تصوف کی دقتوں

میں ممکن سہولت کی کوئی ایسی گنجائش ہے ؟

فرمایا: مولوی صاحب ! تصوف دین اور دنیا کے کام چھڑانے کیلئے نہیں ہے بلکہ اس سے تو دین کے کاموں میں قوت آتی ہے اور دنیا کے کام اپنے آپ سنور جاتے ہیں اور ان میں جان پڑ جاتی ہے ۔ لیکن کیا کہا جائے اللہ کی مرضی کچھ ایسی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے دین کے کاموں کے قابل بنایا ہے ' وہ اب ادھر توجہ ہی نہیں دیتے ، اور دنیا کو وہ زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اسے ہی مراد حاصل سمجھتے ہیں حالانکہ اگر تھوڑی سی توجہ وہ ادھر دیدیں تو دیکھیں گے کہ ان کے کاموں میں کتنی قوت وطاقت آتی ہے ۔ دنیا جسم ہے اور "دین" اس کا پیرہن ہے بغیر اس کے ظاہری زینت اور "تصوف" اسکی جان ہے باطنی بقا ، دونوں ہی ممکن نہیں ۔ حضرت سرکار سرکاراں زندہ شاہ مدار نے 'خواجہ سنجر نے ' مخدوم سمنان نے ' مجدد سرہندی نے ہمارے اس ملک میں دین اسلام کی جو خدمتیں انجام دیں ' جو کچھ کر دکھایا جس کا کروڑواں حصہ بھی ہماری بڑی سے بڑی تنظیمیں اور جماعتیں نہیں کر سکیں گی ، اس میں ان کے اخلاص اور بے لوث اخلاق اور قلب کی اس طاقت کو خاص دخل تھا جو تصوف کے راستے سے پیدا کی گئی تھی ۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ اس طرف صرف وہی بیچارے آتے ہیں جو بس اللہ اللہ کرنے کے کام کے ہی ہوتے ہیں ' یہ تو آپ ہی جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں میں مختلف استعداد رکھی ہیں ۔ ناقص استعداد کا آدمی اعلےٰ استعداد والوں کا کام ہرگز نہیں کر سکتا ۔ جیسے ہاتھی کی غذا چوہے کو دی جائے اور چوہے کی غذا ہاتھی کو تو نشوونما میں معمولی سا تغیر پیدا ہو سکتا ہے ' نا کہ چوہا ' اور ہاتھی چوہا بن جائے گا اسطرح سے کچھ لوگ خدا بنانے کے خاص بندے ہیں اور عام آدمی اپنے اعمال میں جلاء وتقویت تو پیدا کر سکتا ہے ' اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ غوث و قطب یا ابدال ہو جائے بلکہ وہ اللہ کا محبوب بندہ ہو سکتا ہے ۔ اعمال واشتغال کے سہارے پھر بھی یہ سب کچھ ہونا ' اسکی رضا وخوشی پر منحصر ہے ۔ پل کی اوٹ وہ جانے کیا سے کیا مرتبہ ومقام عطا فرمادے ۔"

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا ۔ " خدا معلوم لوگ تصوف کو کیا سمجھتے ہیں ' تصوف تو بس اخلاص اور عشق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور جو کام عشق کی طاقت سے اور اخلاص کی برکت سے ہو سکتا ہے وہ اسکے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ تو در اصل تصوف ضروری نہیں ہے بلکہ عشق واخلاص پیدا

کرنے کی ضرورت ہے' ہاں! اگر کسی کو اس کے حاصل کرنے کا اس سے بھی آسان اور سہل و مختصر کوئی راستہ معلوم ہو جائے تو مبارک ہے' تو وہ اسی راستے سے حاصل کرے' اور ہم کو بھی بتلائے ہم تو اسی راہ کو جانتے ہیں جس کا اللہ کے ہزاروں ایسے بندوں نے سیکڑوں برس سے تجربہ کیا ہے جن میں سیکڑوں وہ تھے جو دین کے اس شعبہ کے امام اور مجتہد بھی تھے اور صاحب کشف و الہام بھی تھے میں نے عرض کیا، کہ

"جو شخص پہلے سے کسی دینی کام میں لگا ہوا ہو، اور وہ محسوس کرتا ہو کہ اسے عشق و اخلاص نصیب نہیں تو وہ کیا کسی مدت تک اس کام کو چھوڑ کے پہلے اسکی تحصیل کرے' یا یہ ہو سکتا ہے، کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کو بھی کرتا رہے اور اسکے ساتھ اس کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرے؟

فرمایا۔ ہاں! ہو سکتا ہے۔ البتہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ انھیں کچھ مدت کے لئے یکسوئی کے ساتھ اسی کی طرف مشغول رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔"

میں نے عرض کیا۔

پھر تو یہی بات ہوگی کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اسے قطعی طور پر چھوڑ دے اور اسی طرف لگ جائے اسلئے کہ ہمارا جہاں تک اندازہ ہے یکسوئی کیلئے اس سے دنیا داری کا کوئی پہلو وابستہ نہ ہو اور نہ ہو وہ کسی ایسے شعبہ سے متعلق ہو ورنہ زندگی پھر یکسو نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو اپنے حال پر قیاس کرتا ہوں"۔ جو بے سر و سامان ہیں لوگ انھیں دن اگر کسی طرح گزر بھی جائے تو رات بستہ پر کاٹے نہیں کٹتی اور وہ ذکر و فکر ایسا ہوتا ہے کہ انھیں خفقان ہو کر موجب مرض خاص بن جاتا ہے اور قویٰ و اعصاب کس بری طرح سے مضمحل ہونے لگتے ہیں اور ایک ایسی نیک گھڑی آتی ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کے حضور بلا مشقت کے پہونچ جاتا ہے۔ اب بتائیں حضور! کہ ایسے لوگ کیا کریں اور آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے اور اس کا بھی لحاظ رکھیں کہ کسی کا مرتبہ و منصب شامل نہیں بن سکتا۔

.......و.....نبوت، رسالت، قطبیت و غوثیت وغیرہ۔"

فرمایا کہ:۔

یہ ایک عمدہ مشورہ ہے اگر آپ کی سمجھ میں آجائے، سب سے پہلی بات کیا کوئی زندگی کا ایسا شعبہ ہے جو کہ واجبہ حضرت رسالت مآب علیہ التحیۃ والثناء سے تشنہ ہے؟ ہر پہلو سے اخلاص و عشق و اخلاق اور معاشرہ کے اصول فراہم کرتا ہے، جو دنیا کے کسی سماج میں اور نہ دین میں ملتا ہے، اصل

یہی۔ تصوف ہے چاہے تجارت ہو یا سیاست، ریاست ہو یا سلطنت، خانہ داری ہو یا اخوت اقتصادی ہوں یا معاشرتی، مذہبی ہو یا معاشی، حتیٰ کہ عبادت و ریاضت ہر ایک شعبۂ عمل میں یکسانیت اور ورس یکسوئی ملتا ہے۔ اب رہا یہ اگر اسکی کسری اسے ہلاک کر دے اور اس کا ادراک تباہ و برباد کر دے تو یہ اس کا قصور ہے۔ دین اس سے بالکل مبرا ہے۔"

میں نے عرض کیا:۔

"حضور! یہ تو بتلا دیجئے کیا اس کے لئے بیعت ہونا ضروری ہے؟ چونکہ میں تو اس جدید دور میں پیدا ہوا ہوں۔ صحیح طور سے مطمئن نہیں ہو سکا ہوں اور مجھے تو سن سن کر وحشت سی ہونے لگی ہے، آپ اس کا تشفی بخش جواب ارشاد فرمائیں......"

فرمایا:۔

اچھا تو آپ دورِ جدید کے مولوی ہیں! سنیئے، آپ کبھی اپنے یا پرائے مریض کو کبھی کسی ڈاکٹر یا سرجن کے پاس لے گئے ہیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ مریض کو ڈاکٹر نے دیکھا اور مرض اس کا حال دریافت کیا ہو گا پھر وہ اسے دوا تجویز کر کے دیتا ہے کہ گولیاں کھانے کی ہیں اور یہ مکسچر پینے کا ہے اور فلاں وقت میں کھائی اور پی جائیگی اور یہ پرہیز کرنا ہو گا اور اتنے دنوں تک تمہارا علاج چلے گا۔ جب تک تم اچھے نہ ہو جاؤ گے، پرچہ پر لکھ کر کام چلا لیا جاتا ہے اور دوسرے دن بھی مریض اسی مرض اور نام سے پکارا جاتا ہے لیکن جب کبھی مرض مہلک اور مریض نامراد کو سرجن کے ہاتھوں سے علاج ہونا طے پاتا ہے تو سرجن ایک بڑا فارم منگا کر کہتا ہے کہ اسکے سارے کالم بھرو۔ اور جو اس کا ولی، خاندان، مالک ہو وہ ضمانت دے کہ میں اس مریض کو سرجن کے حوالے کرتا ہوں۔ خدانخواستہ اگر یہ مر گیا تو ہم قانونی اور غیر قانونی کوئی چارہ جوئی و کاروائی نہیں کرینگے اور دستخط بنا دیتا ہے بغیر کچھ سمجھے کیونکہ اب اس کا آپریشن ہونا ہے۔ دماغ، دل، گردہ، جگر، جہاں کا بھی ہو جسم کے اس حصہ کو وہ چاقو سے کاٹ کر کھول دیتا ہے اور خرابی دور کر کے پھر ٹانکوں سے اسی سی کر بند کر دیتا ہے جانے کتنے بے چارے مریض جاں بحق ہو جاتے ہیں۔"

کیا آپ نے ابھی تک ان ڈاکٹروں اور سرجنوں پر کوئی چارج لگایا؟ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہی مریض اگر ہاتھ پیروں پر آ جائے تو ڈاکٹر سرجن پیر کاٹ کر لنگڑا، ہاتھ کاٹ کر لولا کر دے اور مانا کہ نہیں کاٹتا تو آپ کو معلوم ہے پورے جسم میں زہر باد، سیپٹک اور کینسر ہو جانیکا یقینی۔

اسی طرح جو آپ نے بیعت کا ہونا لازمی ہے ضروری ہونے کے بارے میں سوال کیا ہے بالکل ویسا ہی ہے کہ بہت سے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور اپنی اپنی تکلیفیں، حاجتیں بیان کرتے ہیں کوئی اگر کہتا ہے کہ ہمیں حضرت! ایسا نقش عنایت فرادیں یا تعویذ عطا کریں کہ میرا بچہ بیمار ہے اور لاعلاج ہو گیا ہے اسکی برکت سے صحت مند ہو جائے۔ کوئی آتا ہے کہ میرا مقدمہ چل رہا ہے میں نتیجاب ہو جاؤں غرض کہ مختلف مسائل و مقاصد کے تحت لوگ آتے اور جاتے ہیں اور ان کے لئے میں ویسا ہی کر دیتا ہوں اور کچھ لوگ ایسے خاص آتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی دعا بتا دیجئے یا وظیفہ جسکے ورد کرنے اور پڑھنے سے ہم بلاؤں سے محفوظ رہیں جو بیماری ہے اس سے صحتیاب ہو جائیں یا کہ جو ہمارا مطلب ہے اسمیں ہم کو کامیابی سے اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے عطا فرمائے ان کو میں اوراد و وظائف بتا دیتا ہوں اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا فرمائے اور تم اپنے مقصود و مطلب میں بامراد ہو۔ اور کچھ لوگ ایسے خاص الخاص خدا کے بندے آتے ہیں جنکی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت ہم کو کوئی شغل، عمل، ذکر وغیرہ بتا دیں جس سے تزکیۂ نفس اور تقرب بارگاہ الوہیت حاصل ہو اور مخلوق خدا کی ہم خدمت کریں۔ وہ لوگ جو ہم سے بیعت بھی کرتے ہیں اور ہر طرح سے وہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیتے ہیں ان کو میں طبائع اور مزاج کے مطابق اشغال واذکار تعلیم کر دیتا ہوں اور وہ راہ سلوک طے کرتے ہیں اس طرح سے ان راستوں پر چلنے کے لئے بیعت ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ پہلے کے دونوں طبقوں کے طالبوں کے لئے کوئی ضرورت نہیں۔ مگر ہاں "اعتقاد کے ساتھ محبت اور صحبت ضروری ہے۔ بیعت تو صرف تعلق اور اعتماد کے اظہار کیلئے ہے، نہیں تو اصل مقصد میں بیعت کو کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔"

میں نے عرض کیا، کہ:۔

پھر مجھ کو بھی کچھ فرمادیں حضور!۔

فرمایا:۔ مولوی صاحب سرکار کی حدیث پاک ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے اسکو پوری دیانتداری سے مشورہ دینا چاہیئے میں آپ کے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ اس مقصد کیلئے سب سے پہلے اپنا آپ خود کوئی مستقل فیصلہ کریں اور اہل علم حضرات سے استفادہ کریں، خوب اچھی طرح سے اس مسئلہ کو کھنگالنے کے بعد جن صاحب کی طرف چاہیں رجوع کریں اور بینا سوچے سمجھے اتنی جلدی کیا ہے کہ ایک کام پورا نہیں کر سکے اور دوسرے کام میں ہاتھ ڈال دیا،

مثل مشہور ہے کہ پانی پیے چھان کر اور پیر کرے جان کر تو آپ نے مجھ میں کون سی خوبی پائی جو اس طرف مائل ہو رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا :۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی سے اس مسئلہ میں رجوع کروں کیونکہ آپ نے ایسے وقت پر میری رہنمائی کی جب کہ میں انتشار اور دہشت کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ اب آپ ہی حضور میری ۔۔۔ فرمائیں اور حقیقت تصوف سے آگاہ فرمائیں اور اشغال و اعمال کے مکافات و مفادات سے روشناس کرائیں جیسیں آپ کی توجہ کرم بھی شامل حال رہے گی اور یقین و نسبت اور احسان و اخلاص کو صحیح طریقے سے جان لونگا اور خدمت خلق کا جذبہ مجھ میں بکار فرما ہے آپ کے بتلائے ہوئے اسلوب پر ہی کر سکوں اور لوگوں کو جو اشکال، شکوک و شبہات ہیں وہ دور ہو جائینگے۔" اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ مجھ میں خوبی کیا ہے اور کیا دیکھا ہے؟

درحقیقت میں جس چیز کی تلاش میں تھا وہ میں نے پا لیا۔ اور میرا حال تو حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے مرید جیسا تھا جس نے بارہ برس تک حضرت جنید کی خدمت کی اور ہمہ تن گوش حاضر باش رہا۔ جب رخصت ہونے لگا تو اس مرید نے عرض کیا حضور! میں اتنی طویل مدت میں آپکی خدمت میں رہا، مگر آجتک آپ سے کوئی کرامت تو دیکھی ہوتی؟ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا۔ اے جان عزیز کیا تو نے مجھ کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ کے خلاف کبھی ذرہ برابر کہیں کبھی خلاف بھی دیکھا ہے؟ اس مرید نے عرض کیا؛ ہرگز نہیں"۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ یہی میری سب سے بڑی کرامت ہے۔"

میں نے وجد میں آکر عرض کیا :۔

مجھے فخر ہے کہ آپ کو میں نے جنید ثانی پایا۔ اور اگر آپ گستاخی معاف فرمائیں تو

عرض کروں۔ حضور! مجھے آپکی خانقاہ شریف میں چار پانچ روز گذر گئے اور میں آپکی گفتگو میں منہمک ساعت تھا لیکن میری ناقدانہ عیب جو نگاہ آپ کی ہر نشست و برخاست، چلنے پھرنے، بولنے پر چیل کی طرح جھپٹ رہی تھی اور میں نے اس تھوڑی سی مہلت میں اچھی طرح سے آپکو پرکھ لیا ہے کہ سہو سے بھی شریعت مصطفوی کا کوئی گوشہ آپ فراموش نہیں فرماتے اب اس سے زیادہ اور کیا میرے لئے کامرانی کی حدوں کی سند و ثبوت ہوگی؟

ان بزرگ نے فرمایا۔ کہ

مولوی صاحب! جن بزرگ کی خدمت میں میں نے بیعت ہونے کی استدعا کی تھی انکی یہ خاص شرط تھی کہ اگر ایک وقت کی نماز ترک کردیا کسی نے تو وہ میری حق ارادت سے باہر ہے۔"

(میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ارے اللہ کیسے کیسے لوگ تھے استحکام دین واقعی انہیں سے تھا، باتوں ہی باتوں میں ......) میں نے عرض کیا کہ میرے لئے بھی وہی مشروط ہے جو آپنے اپنے مرشد کی طرف سے بیان فرمائی ہے! اور یہ حکم لازمی پاکر تو بیٹھی؛

فرمایا۔

آپکیلئے یہ حکم ہمارا لازمی ہے اگر قصداً آپ نے ایک وقت کی نماز قضا کردی تو آپ ہمارے مرید نہیں رہیے، اور پھر ہمارا آپ سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔"

میں نے مجبوراً یہ شرط قبول کرلی یہ سوچ کر دیکھا جائے گا جو ہوگا اب اس سے اچھا موقع نہیں ملتا، اور نہ ایسے مخلص اور متقی دیکھنے کو ملیں گے، غنیمت سمجھ کر میں نے قدم بڑھائے، اور یہ میدان تصوف میں میرا پہلا قدم تھا۔

شرف بیعت سے سرفراز ہوا لیکن جو ہوا میں لکھ رہا ہوں ان بزرگ۔ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ مولوی صاحب کیلئے شربت بنا دیجئے۔ موسم سرا اور شربت، ذرا آپ غور تو فرمایئے کیا

تصور قائم کیا ہوگا۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ وضو فرمالیں، میں وضو کرکے آگیا۔ ان بزرگ نے مصلیٰ بچھایا اور اس پر بیٹھے اور پھر مجھ سے کہا کہ دوزانوں نماز کی حالت میں جیسے بیٹھا جاتا ہے آپ ویسے ہی بیٹھئے۔ حسب ارشاد حکم میں بیٹھا اور پھر فرمایا استفسار ہے کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ قنغوریہ میں بیعت ہونا آپ کو منظور ہے؟ .... کچھ توقف و سکوت کے بعد عرض کیا، حضور بسروچشم مجھے قبول ہے، پھر میرے ہاتھ پکڑے اور اپنے ہاتھوں میں لیکر عجیب انداز سے مصافحہ کی صورت جکڑ لئے اس پر ایک رومال ڈال کر بالکل ڈھانپ دیا۔ اور پہلے مجھ سے توبہ و استغفار کروائی گناہوں سے، اور کچھ خطبے کی طرح آپ نے پڑھا جسمیں بیعت رضواں کی آیتیں بھی شامل تھیں اور مجھ سے ساتوں کلمے پڑھوائے۔

اور آپ کو یہ بات واضح ہے کہ ابھی تک جب میں نے کلمہ پڑھا تھا نادانستہ۔ اب اور دانستہ، اور اب دانستہ پڑھ ہی نہیں رہا ہوں بلکہ اعتراف کر رہا ہوں اور کلمات کے معنی بھی سمجھ رہا ہوں اور اپنے اندر اک عظیم انقلاب محسوس کر رہا ہوں گویا کہ آج میں اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہوں اور بے گناہ ہوں پہلے آنکھیں بند ہوتی تھیں تو سب کچھ بند ہو جاتا۔ اور اب کھلی ہوں تو بند ہوں تو یکساں، ہر طرف نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔

میری روح پر بہت ہی کثیف بوجھ لدا ہوا تھا کسی نے یک بیک اتار لیا ہے اور اب میں آسمانوں پر پرواز کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، اور وہ شربت شیریں جو میری رسم بیعت ادا کرنے سے پہلے تیار کیا گیا تھا وہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت نے اپنے لبہائے مبارک سے لگایا اور تھوڑا سا پی کر مجھ کو دے کر فرمایا اسے کھڑے ہو کر پی لو .... یہ پہلی خطا میں کرنے جا رہا ہوں، میں نے توقف کیا کہ یہ شربت اور کھڑے ہو کر پینا، پھر کسی کا وہ بھی جھوٹا۔ کیا مصلحت ہے کہ جب کوئی بیتر عارضی نہیں ہے یہ تو کھڑے ہو کر پینا قطعی ناجائز ہے۔ اور سنن رسول کے سراسر خلاف ہے اور جھوٹا پینا ہماری ذاتیات

کے برعکس ہے۔" مگر میں نے سوچا کہ جب میں کسی کے ہاتھوں بک چکا ہوں، تب مجھے انھیں کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے اور اباحت کے بارے میں بعد میں سوچوں گا، انشاء اللہ العلیم پھر بلا جھجک کھڑے ہو کر سارا شربت پی گیا، لیکن میرے دماغ سے یہ بات دور نہ ہو سکی اور بیٹھ کر بڑی سنجیدگی سے اسے سوچنے لگا کہ آخر کہیں اس کا جواز ہے یا نہیں اول تو یہ سوچا کہ مرشد کا پہلا پہلا حکم ہے بغیر سوچے سمجھے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ ایک امتحان بھی ہے اپنی وفاداری کا، کیونکہ جو مرشد اتنا متبع سُنت ہو وہ کیسے غیر شرعی امر کا اجرا کر سکتا ہے اور حکم مکروہ صادر کرے گا۔

" اگر آب زمزم اور وضو سے بچا ہوا پانی پینا باعث ثواب ہو سکتا ہے، تو ان بزرگ کے لب مبارک سے مس ہوا گلاس بھی موجب نجات بن سکتا ہے" اور پھر سوچا کہ حضرت کا وہ ارشاد گرامی جو پہلے گفتگو میں آچکا ہے، "ڈاکٹر اور سرجن والی بات کہ آپ کو جو اور جیسا معالج بتائے ویسا ہی اس پر عمل کرنا چاہئے اور جس چیز سے پرہیز بتلائے اس سے پرہیز لازم ہے، اگر کھڑے ہو کر پانی پینا مفید بتلاتا ہے تو اب بیٹھ کر پینا مضر ہوگا صحت کیلئے اور جیسا نسخہ تجویز کرے ایسا ہی کرنا چاہئے اور یہ کیوں بھولتے ہو باقر .... اکہ تم ان کے حضور عہد کر چکے ہو۔ اور پھر بھارا وہ احساس کہ ایک نوزائیدہ بچے کی مانند ایک بے گناہ کا وجود ہو لہٰذا تو اصول شرع میں ہے جب کوئی بچہ پیدا ہو تو سب سے پہلے اسکے کانوں میں جانے والی آواز اللہ اکبر کی ہوگی اور حلق میں اترنے والی چیز خرمایا دوسری کوئی میٹھی چیز جو کسی صالح اور بہت نیک آدمی سے چبوا کر اسکے تالو میں لگادی جائے جو رس کر بآسانی نوزائیدہ کے حلق کے نیچے اتر جائے اسے دستور اسلام میں "تحنیک" کہتے ہیں اور مسنون ہے، نیک اور صالح شخص کی ضرورت کیوں؟

دسلئے کہ اگر نیک آدمی نے چبا کر دیا ہے تو بچے میں نیک خصائل و اوصاف پیدا ہونگے،

اور اگر بڑے آدمی سے جیوا کر دیا گیا تو وہ بچہ رذائل اور برائیوں سے پیراستہ ہو جائیگا۔"

یہ شربت جو بظاہر ان بزرگ کا جھوٹا ہے میرے حلق سے اتر کر دل و دماغ کو اوصاف حمیدہ کے قابل بنا دے گا اور یہ میرے لئے تحنیک کا حکم رکھتا ہے اور اب میں اپنے سے براحت ہو کے اچھی طرح مطمئن ہو گیا۔

اور میں نے عرض کیا کہ :۔ حضور مجھے کوئی ذکر بتلادیں کہ میں وہ کرتا ہوں ؟

فرمایا :۔ افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جب سانس اندر کو جلسے تو لَآ اِلٰہَ مَوْجُوْدٌ اور فسرو ہو تو اِلَّا اللّٰہ اور دس پندرہ منٹ کے بعد منہ سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہدیا اسطرح یہ ذکر نفی و اثبات و پاس انفاس کریں۔"

اور فرمایا دیگر حضرات کے یہاں اس کے برعکس ہے جب سانس اندر کو جاتی ہے تو اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں اور جب باہر کو سانس آتی ہے تو لَآ اِلٰہَ کہتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر دم نکل جائے اسی پر کسی کا تو نفی پر ہی نکلے گا اور اثبات نہیں رہے گا، اسلئے ہمارے مسلک میں اوروں سے جداگانہ طریق ہے کہ جو سانس اندر جانے والی ہے باہر کو ضرور آئیگی اور دم اس کا اثبات پر ٹوٹے گا۔ اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔

اور ذکر کرتے وقت یہ تصور کرو کہ ہر شے کی نفی کر رہا ہوں صرف مراد اثبات ذات باری تعالےٰ واجب الوجود ہو اور رات دن دیر بعد محمد رسول اللہ کہدینے سے پورے کلمے کا ثواب ملجائیگا اور آہستہ آہستہ کرتے کرتے خود بخود عادت پڑجائیگی اور ذکر جاری ہو جائیگا۔"

یہ ری سمجھ میں تالی مقدم کا فلسفہ خوب آگیا۔ اور ان بزرگ نے ذکر کر کے بھی بتلادیا تھا اور میں اسی وقت سے مشق کرنے لگا۔ اور اسطرح میری عادت میں داخل ہو گیا۔ اور یہ وقت وہی وقت تھا جس وقت میں یہاں آیا تھا، اور میں نے اجازت چاہی رخصت ہونے کی اور یہ بھی دریافت کر لیا کہ آپکے یہاں سے کوئی سواری ایسی مل جاتی جو مجھے جلدی اور سیدھے

کانپور شام تک پہونچا دیتی......

فرمایا:۔ اچھا جایئے خدا حافظ ابھی آپ کو بس ملے گی میں جیسے ہی اسٹیشن پر آیا ویسے بس بھی آگئی اور ٹکٹ لیکر سوار ہو لیا اور بآسانی کانپور آگیا۔"

گھر جب میں پہونچا تو سارا واقعہ میں نے اپنی والدہ معظمہ سے تفصیلاً بیان کیا اور والدہ نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے آزادی ہے آپ کے لئے کیونکہ آپ "مرشد" کے انتخاب میں بہت کامیاب ثابت ہوئے اللہ پاک آپکی مدد فرمائے۔ اور منازل سلوک طے کرادے آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

واقعہ یہ ہے کہ خانقاہیت اور خانقاہی مشاغل اور اہل خانقاہ سے مجھے جو بُعد تھا اس میں اچھا خاصا دخل میرے اس احساس کو بھی تھا کہ ان حلقوں میں دین کا فکر اور اسکی خدمت کا جذبہ میں کم پاتا تھا، حالانکہ میں اسکو سرکار مدینہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص میراث سمجھتا ہوں میرا خیال ہے کہ ان بزرگ نے میرے اس احساس کو سمجھ کر طبع شناسی فرماتے ہوئے میری اصلاح فرمائی میرے لئے ذکر کا تعین کتنا سہل اور بالاتر فرمایا کہ میری مصروفیتوں کا پورا پورا لحاظ فرمایا، گویا مجھے صاحب اخلاص زندہ دل بندے کے دین کے درد اور اس راہ میں اسکی تڑپ اور بے کلی کا مشاہدہ کرانا تھا کہ دین کی خدمت کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں

بائیس، تیئیس برس پہلے کا واقعہ ہے مجھے جتنا یاد رہا وہ سب لکھدیا ہے، اپنی اور ان بزرگ کی گفتگو کا جو حصہ نقل کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ اتنے عرصہ بعد اصلی الفاظ میں پیش کرنا ممکن نہ تھا۔ اسلئے اس سب کو روایت بالمعنی ہی سمجھنا چاہئے، بلکہ اس کا بھی توی امکان

ہے کہ اس سلسلہ کی بعض باتیں رہ گئی ہوں اور بعض ایسی باتیں یہاں پر لکھی گئی ہیں جو اس موضوع پر بعد میں کسی صحبت میں ان بزرگ سے سنی گئی ہوں بہرحال جو توضیحات و تشریحات ان بزرگ کی طرف منسوب کر کے یہاں لکھی گئی ہیں اس کا اطمینان ہے کہ وہ سب انھیں کی ہیں۔

تصوف کے اعمال و اشغال کے بارے میں جس ذاتی تجربہ کا ارادہ کیا گیا تھا، افسوس ہے کہ اپنی کم ہمتی اور لاابالی پن کی وجہ سے اور کچھ اپنے دیگر مشاغل کی کثرت اور ان کے اشغال سے ان چند برسوں میں رہا، اور اسی وجہ سے اس راہ کے بعض اکابر سے جو قرب حاصل رہا، اور ان کے احوال اور ماحول کو قریب سے دیکھنے کا جو موقع ملا اس سے چند یقین حاصل ہوئے جن میں سے بعض تصوف کے مخالفین اور منکرین کی خدمت میں عرض کرنے کے قابل ہیں، اور بعض خود اہل تصوف کے حضور میں پیش کرنے ضروری ہیں۔ ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ بیچارہ تصوف اپنے منکروں اور مخالفوں کا ستایا ہوا ہے ہی، لیکن جو اس کے علمبردار ہیں کچھ ان کی بعض چیزیں بھی اس ستم ظریفی کا سبب بن رہی ہیں اور اس سے نفرت و بیزاری ہوتی جا رہی ہے نہ کہ عقیدت و محبت پیدا ہونی چاہیئے چند لاحاصل وجوہ اور اقتدار و ہوس کے بندوں نے خدا کی بندگی، خلوص زندگی کے ماتھے پر بدنما داغ لگا دیا ہے کیا کریئے گا۔ ہر دور میں اہل حق اور اہل باطل رہے ہیں اور رہیں گے۔ اللہ جسے چاہے ہدایت دے اور اپنا مقرب بنالے اور جس کی قسمت میں سعادت نہیں ہے، وہی باطل کا ساز بانہ اور خدا کی بارگاہ کا دھتکارا ہو جاتا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ابتدائی کے بعد درمیانی اور پھر آخر تجربہ پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔"

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر ٭ نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو ٭ سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

تصوف پر دُرمیانی تجربہ

میں کانپور آ کر ان تمام امور پر سختی سے عمل کرنے لگا، نماز بڑی باقاعدگی سے ادا کرنا، اور ذکر پاس انفاس میں گم رہتا، دنیا سے بے رغبتی، بے نیازی اور خود وضعداری اور خودداری پیدا ہوگئی۔ ہر شے کو منفی اور اپنے کو مثبت سمجھنے لگا لوگوں کو طنزاً یہ کہتے سنا کہ بہت مغرور ہو گئے کبر و غرور نے تسلط کر لیا ہے۔ درحقیقت بات کچھ اور ہی تھی وہ یہ کہ جو سانسیں پہلے ان نتھنوں سے گذر رہی تھیں وہ ہی تو ابھی تھیں، اور یہ تصور تھا کہ (آکسیجن) داخل ہوتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائڈ بن کر خارج ہوتی ہے، آکسیجن پھیپھڑوں میں داخل ہو کر تقویت دیتی ہے اور خون بناتی ہے اور خارج ہو کر گندی ہوا مرت جسم کو صاف ستھرا کرتی ہے۔ جس سے جسم میں توانائی اور تازگی پیدا ہوتی۔ لیکن روح و نفس میں کسطرح یہ آکسیجن داخل کیجائے اور نفس کی غلاظتوں کو باہر نکالا جائے۔ جہاں حیوانیت اور خوابیدگی داخل ہو رہی ہے اور شرک و کفر بن کر نکل رہی ہے، ایمانیات کی صاف ستھری فضا کو مکدر کر دیتی ہے اور ایمان خراب ہو جاتا ہے جسطرح آکسیجن کی جگہ کاربن ڈائی آکسائڈ جانے لگے اور آکسیجن باہر آنے لگے تو خود کی زندگی تو خراب ہو جائیگی اور دوسروں کو فائدہ پہونچے گا۔

صرف ایک ذرا سے خیال و تصور سے جن سانسوں کی غیر شعوری آمد و رفت تھی وہ شعوری ہو گئیں اور حیوانیت سے نکال کر انسانیت کے مرتبہ میں پہونچا دیا کیونکہ ابھی تک یہی جسم کی تغذیہ کرتی تھی اب روح کی بالیدگی کا سبب بنی برباد جانے والی سانسیں اب کارآمد ہو گئیں اور قرب خداوندی کا خاص ذریعہ بنیں اور جب شعوری طور پر ایسا ہوتا ہے تو ہر شے کی نفی ہوتی ہے اور ذات کبریا کا اثبات ہوتا ہے۔

اس صحبت ذکر کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذاکر کو کبر و غرور ہے حالانکہ ایسا نہیں

ہوتا کہ جتنا انکساری خاکساری اور خشوع و خضوع اس ذکر سے پیدا ہوتا ہے اور کوئی عمل اتنی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ کفر اسلام میں، شرک ایمان میں، شک یقین میں، گمان، اطمینان میں بدل جاتا ہے۔"

ایک صاحب نے سوال کیا کہ۔ علم نفس کو کیا دخل ہے؟ اور ان سانسوں کا سیارون سے کوئی تعلق ہے یا نہیں؟ نفسیاتی طریقے پر جسم و روح کو متاثر کرتی ہے یا نہیں؟ آپ ذرا مجھے مطمئن فرمایئے اور اپنے تجربہ کی روشنی میں جواب دیجئے۔

آپ نے میری ایک بات جو تصوف سے متعلق تھی اسے نہ مان کر سوالات کی بوچھار کر دیئے۔ کیا ضروری ہے کہ ان تمام شعبوں پر مبتدی کو عبور حاصل ہو؟ یہاں نفس کے معنیٰ سانس کے ہیں۔ علم النفس سانس کا جاننا۔ جو یہ جان جائے سانسوں کے بارے میں تو وہ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے۔ اسی میں موت و حیات کا راز پوشیدہ ہے۔ گفتگو طویل ہو جانے سے اپنے موضوع سے ہٹنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپکو تفصیل سے سمجھاتا۔

توجہ چاہتا ہوں آپ غور فرمایئے۔ سمجھئے سنیئے.......... ایک ناک کے دو نتھنے ہوتے ہیں داہنا نتھنہ شمسی ہے اور بایاں قمری۔ نتھنہ کو فنی اصطلاح میں سُر کہتے ہیں جب داہنا نتھنہ چلتا ہے تو سورج سے متعلق ہوتا ہے اور جب بایاں نتھنہ چلتا ہے تو چاند سے متعلق ہوتا ہے۔ داہنے سر کا کام ہے حرارت پیدا کرنا مثلاً حرارت غریزی وغیرہ جس سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور جسم کے فضلات کو ختم کرتا ہے اور جب بایاں سُر چلتا ہے تو یہ برودت پیدا کرتا ہے۔ متحرک اعضاء کو راحت دیتا ہے۔ تبخیر ختم کرتا ہے اور حرارتوں کو معتدل کر دیتا ہے اور اسی سے آدمی کو نیند آتی ہے اور کہیں تین روز تک مستقل یہی سُر چلے تو وہ موت ہوگی۔ صبح و شام جب دونوں سُر برابر چلتے ہیں تو دونوں قوتیں برابر چلتی ہیں ایک غروب ہوتا ہے دوسرا طلوع ہوتا ہے اور پھر باری باری سُر اپنا کام کرنے لگتے ہیں۔ جیسے سورج ڈوبنے کے وقت آپ دیکھیں گے کہ

دونوں سُر برابر چلتے ہیں جب سورج ڈوب جاتا ہے تب بایاں سُر یعنی قمری چلنے لگتا اور سورج نکلنے کے وقت دونوں سُر چلتے ہیں جب سورج نکل آتا ہے تب قمری بایاں سُر بند ہو جاتا ہے اور داہنا سُر چلتا ہے پھر دن بھر باری باری اپنے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ فطرت ہے اور جب کبھی اسکے خلاف ہوتا ہے جیسے کسی کا بایاں، اگر متواتر تین روز دن و رات تک چلتے رہیں تو یقینی طور پر وہ مرجائیگا۔ کیونکہ ساری جسم کی حرارتیں نارمل ہی نہیں بلکہ ڈاؤن ہو جاتی ہیں، سرد پڑ جاتی ہیں اور حرکت قلب بند ہو جاتی ہے۔

یہ معاملہ نَفَس کا تھا اور اب نَفْس کا:-

اب آپ کا سوال کہ نفسیاتی تاثر کیا ہے؟

" نفسیاتی تاثر، آواز سے، ساؤنڈ سے پیدا ہوتا ہے، کسی کی رونے کی آواز آدمی کو رنجیدہ کرتی ہے اور ہنسنے کی آواز مسرور کرتی ہے۔ نفس حیوانیہ گلنے بجانے کی آواز سے فوراً متاثر ہوتی ہے، نفس روحانیہ ان آوازوں کے سننے سے متنفر ہوتی ہے اور ذکر و فکر سے اسے سرور پیدا ہوتا ہے۔ نفسیاتی اثر بہت جلد قبول کر لیا جاتا ہے بہ نسبت دوسرے اثرات کے اگر وحدانیت کی موثر آواز ناک کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے ضروری ہے کہ نفس و جسم کو تکلیف پہونچے لیکن روح کو تسکین پہونچتی ہے۔ جسم و نفس میں کثرت ہے، اور روح میں وحدت ہے، کثرت اکثریت کو قبول کرتی ہے اور وحدت وحدانیت کو قبول کرتی ہے۔ نفس پر نفسیاتی اثر پڑ سکتا ہے لیکن روح کسی طرح متاثر نہیں ہوتی یہ اسلئے ذکر الٰہی، ذکر الوہیت سے ہی روح کو تسکین و راحت طمانیت قلب فراہم کیا جا سکتا ہے۔

"جسطرح روڈ پر آپ چل رہے ہیں اور ٹرک، موٹر کار کی ہارن کی آواز آپکے پیچھے آتی معلوم ہوتی ہے، آپ سترک اور ہوشیار ہو جاتے ہیں اور تصور یہ قائم ہو جاتا ہے

کہ اگر نہ ہٹے تو کچل کر مر جائینگے آخر کیوں؟ .... یہ اسکے ساؤنڈ ہی کا نتیجہ ہے کہ ایک ایک روز نگے کھڑے ہو گئے، جو ابھی تک بالکل مطمئن و بے خبر تھے۔"

وہ باتیں میں آپکو بتلائے دیتا ہوں اور آپ مشاہدہ کرلیں۔

کسی شخص کو بے خوابی، جنون ہے، تفکرات سے نیند نہیں آتی ہے۔ پاگل پن اور دیوانگی کی حد کو پہونچ رہا ہے تب اسے چاہیئے کہ سوتے وقت وہ بایاں سر تری نتھنے سے سانس لے اور چاند نکلا ہے تو بہتر اسے دیکھے اور چاند نہیں ہے تو چاند کا تصور ضروری ہے فوراً نیند آجائیگی اور صبح تازگی اور سکون محسوس کریگا۔

دوسری مشق جسم کے ہر مرض کو مفید ہے چاہے وہ جلدی ہو یا خونی، سورج نکلتے وقت صرف پندرہ منٹ تک سیدھے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ لمبی لمبی سانسیں لیں اور ایک آدھ بار منہ کھول کر سانس لیں روزانہ یہ عمل کرتے رہیں ہفتہ بھر نہیں گذرے گا کہ آپ کا جسم شل کندن کے ہو جائیگا اور اگر کچھ مدت بڑھادیں تو مفلوج اعضاء اور متروک اعضاء قوی اور صحتمند ہو جائیں گے۔ اب آپ میری باتوں سے مطمئن ہو گئے ہونگے، سمجھا تھا جسے حقیر میں نے ÷ وہ خاک تھی خیر خواہ میری!

جی ہاں .... اللہ کا شکر ہے کہ آپ کے جواب نے مجھے مطمئن بھی کر دیا۔ اور دو بڑے فائدوں کا مالک بھی میں بن گیا۔

ایک فلاسفر نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اتنے ہوشیار آدمی ہو کر کہاں۔ فقیروں صوفیوں کے چکر میں پڑ گئے، روح اور روحانیت کی تقویت کی لایعنی باتیں کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا، جناب خال فیلسوف صاحب! ہاں میں نے یہ سب سیکھا ہے ان بزرگ نے بھی پہلے پہل مجھے مولوی ہی سمجھ کر فرمایا تھا کہ آپ ان چکروں میں نہ پڑیں۔ اور آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ میں صوفیوں کے چکر میں پڑ گیا ہوں یہ سب خود کا چکر ہی اتنا

وبال جان ہے کہ کسی کے چکر میں نہیں آسکتا۔"۔

آپ کو واضح ہو کہ جسم کی غذا الگ، نفس کی غذا الگ، جسم کی خواہش کو نفس نہیں پورا کرتا، نفس کی خواہش روح سے نہیں ہوتی یہ تینوں چیزیں جداگانہ ہیں۔ ان کی نشستیں الگ، انکے کام الگ ہیں انکی صحت الگ ان کا مرض الگ الگ اگر جسم بیمار ہوتا ہے تو نفس کو غذا نہیں پہونچائی جاتی اور نفس کو بھوک لگی ہو تو روح کو غذا فراہم نہیں کیجاتی۔ اگر ایک کی غذا دوسرے کو پہونچادی جائے اور دوسرے کی غذا تیسرے کو پہونچادی جائے تو دوسرے اور تیسرے کا کچھ بھلا نہیں ہوگا اور پہلے اور دوسرے مر جائینگے اسلئے غذائیں جسم کو ابھی تک فراہم کرتا رہا جسم میرا تندرست اور توانا ہے اگر کوئی بیماری نقاہت و اضمحلال پیدا تو شفا بخش غذاؤں سے اس کا علاج کر لیا اور درست ہوگیا۔

نفس کے اشتہا پر اسے بھی وقت پر اسکی خواہش کے مطابق غذائیں مہیا کرتا رہا اور جب اسمیں کوئی نقص پیدا ہو تو بواپرست ذریعوں سے اس کا تدارک کر لیا۔ اب روح کی بات رہی یہ ابھی تک تشنہ کام ہے اسکو ابھی تک سیراب نہ کر سکا اور اسکی چاہت کی غذائیں نہیں پہونچیں سے تا بہ نفس ہے زیست کا دارو مدار ہے

آئے نہ آئے سانس کیا اعتبار ہے

روح افسردہ پژمردہ ہو چکی تھی لہٰذا اسکی توانائی اور صحت کیلئے اس کی غذا کا اور روح بیمار کا علاج کرنا پڑا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں اسکی غذا ذکر اللہ ہی ہے اور اس کا علاج بھی محویت باللہ ذکر الٰہی اللہ ہے۔ اگر کوئی دوسرا علاج اور غذا آپکے ذہن و فکر میں ہو تو مجھے آگاہ فرمائیں میں آپکا ممنون کرم ہونگا۔ اسی موقع پر ایک سائنسٹسٹ سے نہ رہا گیا ان حضرات نے دریافت فرمایا کہ :۔ آپ نے اسکی وضاحت نہیں فرمائی کہ جسم۔ نفس اور روح کی غذائیں کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ مسٹر...... اول تو میں اسکی ضرورت محسوس نہیں کر رہا ہوں

کیونکہ جس سے میں مخاطب ہوں وہ بہتر انداز سے اس معاملہ کو سمجھتے ہیں، اگر آپ خود اپنی تشفی چاہتے ہوں تو کوئی بات نہیں مجھے اس سے بھی عار نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں نفس کی غذا سمجھنے سے پہلے انکے کام سمجھ لیں وہی انکی غذائیں اور دوائیں ہیں جسم کا کام اپنے اجزاء واعصاب کے ساتھ حرکت میں رہنا اسلئے اسے حیاتین، پروٹین، وٹامنس، کھانا، پانی چاہیے اگر ان اجزاء میں سے کچھ کمی واقع ہو جائے تو اسے انھیں اجزاء سے پورا کر دیا جاتا ہے اور جسم صحتمند ہو جاتا ہے، نفس کی غذائیں حرص، ہوس طمع، کبر و عجب، مدح نسب، اگر ان میں سے کسی جز کی کمی ہو جاتی ہے تو انھیں اجزاء سے پورا کیا جاتا، اور خاص غذا اسکی تعریف ہے اور یہ اسکی خاص دوا بھی ہے اگر کسی کی تعریف کر دی جائے تو نفس زندہ، صحتمند توانا رہتا ہے یہ سب مادیات سے متعلق ہیں اور مادے ان کی غذا ہیں۔

" روح مادہ نہیں ہے۔ امر رب ہے اور امر معاملہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ میرے رب کا معاملہ ہے جو امر ہے اسکی غذا، امر کا تقرب آمر کے پاس ہونا جو جس کو زیادہ چاہتا ہے یا جسکی جو خواہش ہوتی ہے اسی کا ذکر ہر وقت رہتا ہے، روح کی غذا ذکر الٰہی ہے اور روح جب مضمحل ہونے لگے بیمار ہو جائے ذکر الٰہی سے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔"

کوئی قصہ واقعہ نہیں سنایا، میں نے کہا۔ اجی حضور والا آپ کیوں محروم رہیں آپ کے مطلب کی بھی ہو جائے اچھا تو سنیئے بڑا دلچسپ اور سبق خیز واقعہ۔ کسی ادبی کتاب میں میں نے شاید پڑھا تھا کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ وعظ فرما رہے تھے ہزاروں افراد سننے والے حاضر تھے ان میں ایک گروہ دور سے آیا ہوا تھا، اور اسی جماعت میں ایک نوجوان لڑکا بھی تھا جو شیخ کے وعظ کی سماعت کر رہا تھا، شیخ شبلی نے دوران تقریر میں کسی واقعہ کو دہراتے ہوئے استعجاب کے عالم میں، اللہ اکبر کہہ دیا اور یہ جوان تڑپا اور تڑپ کر مر گیا۔ اسکی جماعت برادری کے لوگوں نے وقت کے سلطان کی عدالت میں شیخ پر مقدمہ دائر کر دیا کہ ہمارے جوان کو شبلی نے مار ڈالا ہے

ان سے تاوان' دیت خون دلوایا جائے۔ شبلی علیہ الرحمہ اور مدعیان کٹ گھروں میں کھڑے کردیئے گئے' اور سلطان نے دعویٰ پر شبلی سے جواب طلب کیا کہ آپ نے ان کے جوان کو مار ڈالا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جملہ ادا کیا تھا وہ مجھے ابھی تک خوب یاد ہے فرمایا۔ نُوحٌ حَنَّتْ فَرَنَّتْ دُعِيَتْ فَلَبَّتْ فَمَا ذَنْبِي؟ روح مشتاق ہوئی' تڑپی بلائی گئی' پہونچ گئی تو میرا کیا گناہ ہے؟ سلطان سن کر روتے ہوئے بیہوش ہو گیا اور یہ بری ہو گئے۔"

آپ سمجھے کہ نہیں۔ فرمایا جی ہاں...... سمجھ میں آگیا۔ ان حضرات سے میں نے پھر کہا کہ اگر آپ حضرات کو کوئی الجھن اب بھی ہو تو وہ بھی دور کرلیں۔

میری طرف ساعت نشاط نہ دیکھ ✤ تو سایہ دار نہیں دامن قضا کی طرح

دوران انشاء اللہ العزیز آگے چل کر اس بحث میں' جو ان بزرگ سے استفادہ کیا ہے وہ میں ضرور بیان کرونگا۔

بزرگ سے اکتساب فیض کئے ہوئے تقریباً بیس دن یوں ہی گذر گئے' مگر بڑی بے چینی تھی کہ کب اور کیسے دوبارہ ان بزرگ کے رُخ زیبا کی صرف زیارت ہی کرلوں' اور واپس چلا آؤں۔ وہ وقت آیا کہ میں تیار ہو گیا۔ کسی صورت سے پھر اتوار کے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے پہونچا' اور وہ بزرگ مجھے اپنی خانقاہ میں ملے۔ میں نے سلام عرض کیا اور قدمبوس ہو کر کھڑا رہا وہ بزرگ مجھ سے خیریت مزاج پوچھتے رہے میں نے سب کے جواب میں الحمدللہ کہا۔ میں تو پہونچا ہی تھا یہ سے ساتھ بڑے پیچیدہ سوالات بھی تھے اور راستے بھر انھیں سوالات کی سٹنگ کرتا ہوا چلا آیا تھا' ایسے پوچھوں گا اور پھر یہ مسئلہ پیش کروں گا اور کبھی ایسا سوال کروں گا کہ جواب دیتے نہ بنے۔ جانے کیسے کیسے ارادے اور تمنائیں وابستہ تھیں بس موقع کی

موزونیت تلاش کر رہا تھا کہ ان بزرگ نے پہلے ہی جیسے ان کو اس کا علم ہو گیا ہو، ان پیچیدہ مسائل پر گفتگو خود ہی شروع فرما دی اور شرم و حیا سے میں زمین میں گڑ گیا کہ میری تمام آرزوؤں پر پانی پھر گیا۔۔

میں نے عرض کیا حضور! آپ کو لوگ شیخ و پیر کیوں اور کس مناسبت سے کہتے ہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ :۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ لیکن آپ کے خیال میں شاید یہ ہے کہ شیخ اور پیر ضعیف اور بوڑھے کو کہتے ہیں تو کیا یہاں حقیقی معنی مراد ہیں تو پھر مولوی صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔ و شیخ الحدیث، شیخ الجامعہ، اور دو میں پیر کنشت، پیر میکدہ، پیر مغاں وغیرہ کا استعمال ہے، مطلب یہ ہوا کہ حدیث کا بوڑھا، جامعہ کا ضعیف مہمل ہو جائیگا۔ یہاں پر جو بولا جاتا ہے مجازی معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ پیر بوڑھے ہی کو کہتے ہیں۔ مگر پیر وہی ہے جو پیر ہو، اور پیر وہی ہے جس میں پیر کی صفتیں موجود ہوں۔ پیری اور بڑھاپے میں کیا ہوتا ہے؟ قوی کمزور ہو جاتے ہیں، اعصاب کام نہیں کرتے ہیں۔ گناہوں کی طرف مائل نہیں ہوتا، معصیت سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ بس ہر وقت اس کا مطمح نظر اللہ ہی اللہ ہوتا ہے اور یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ ایک پیر قبر میں ہے جانے کس وقت پیغام اجل آ جائے ؎

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

اور ان سب کے باوجود اولادوں کے لئے شب و روز کوشاں رہتا ہے کہ کیا بنا دوں، کیا کر دوں، میرے بچوں کا اچھا گھر ہو اور اچھا کاروبار ہو۔ ہر طرح سے اچھا اچھا ہی رات بھر سوچا کرتا ہے اور اسے یقین بھی ہے کہ ہم مر جائیں گے۔"

یہ پیر اپنے مریدین، معتقدین و متوسلین کے لئے فلاح و بہبود کے حریص ہوتا ہے کیونکہ یہ سب اسکے اہل و عیال میں، بچے ہیں، اولادیں ہیں۔ ان ارادت مندوں کا اسے ہر وقت

خیال رہتا ہے اور عاقبت بنانے میں سرگرداں رہتا ہے، اسلئے کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی اُمتہٖ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے گویا کہ نبی اپنی اُمت میں قرآن پاک میں آیا ہے کہ نبی محترم صلے اللہ علیہ وسلم اُمت کیلئے حریص ہیں اور ایمانداروں کیساتھ رؤف ورحیم بھی ہیں، اور شیخ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت کرتا ہے، اس کا مقام قوم میں وہی ہوتا ہے جو نبی کا مقام اُمت میں ہے، جو شیخ کے فرائض انجام دے اسے چاہئے کہ اخلاص وایثار ہمدردی ونرمی شفقت ومحبت سے ہر ایک سے پیش آئے یہاں پر عمر متقاضی نہیں بلکہ تقضاء منصب ہوتی ہے کہ ہر صورت اور ہر حال میں وہ وارث رسول ہے اسے ان صورتیں خیانت نہیں کرنی چاہئے اگر کرتا ہے تو ابلیس ہی کے گروپ میں داخل ہوگا۔"

میں نے عرض کیا حضور! پیر کو اپنے مریدین سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے فضل وکرم سے بطفیل پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بعد فنا وبقا اجازت طریقہ مرشد کامل سے دلادے تو چاہیئے کہ ہر معاملہ میں پیر ان کبار کی تقلید کرے اور ان کی کتابوں کو دیکھتا رہے اور اسی کے مطابق ہر کام کرتا رہے اپنی تحقیقات علمی یا کشفی والہامی پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ ائمہ طریقت کا قول فعل مقلدین کے قول وفعل کا امام ہے جیسے کسی کا ارشاد ہے کہ کلام الملوک ملوک الکلام علاوہ اسکے ائمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تحقیقات اور ارشادات کی تصدیق وتائید تواتر کے ساتھ ہزاروں علماء اور صلحاء کرچکے ہیں کہ جن میں سے ایک طرف بھی خیال کذب نہیں ہوسکتا۔ مثلاً امام ربانی محدث دہلوی وسمنانی وغیرہم اور جو کسی کو الہام یا کشف ہوتا ہے۔ یا ہو تو اس کی تصدیق سوائے اسکے نفس اور عقل کے کوئی نہیں کرتا۔ تو اسے ائمہ کرام کے مصدقہ کلام کو چھوڑ کر غیر مصدقہ پر چلنا سراسر دھوکہ ہے

اپنے مریدوں کے ساتھ نہایت خلوص و محبت سے پیش آئے اور مصداق اس آیت کا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ "تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے جو کہ تمہاری ذاتوں کو عزیز رکھتے ہیں تمہاری بھلائی اور نیکی پر تم پر حریص ہیں اور ایمان والوں کے ساتھ مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔" اور اپنا کام طالب سے نہ لے جبتک کہ اس میں محبت خدا غالب نہ آجائے کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تو ہر کام سخت آسان ہو جاتا ہے اور بلا محبت ہر آسان کام سخت معلوم ہوتا ہے اگر کسی طالب سے کام لیا اور وہ گھبرا کر بھاگ گیا تو حشر میں مواخذہ ہوگا کہ یہ طالب تیرے پاس آیا اور تو نے اپنا کام لے کر اسکو بھگا دیا اور اس مضمون کا وہ پیر مستحق ہوگا۔ بر حکایت موسیٰ مولانا فرمود سے

تو برائے وصل کردن آمدی ❊ نے برائے فصل کردن آمدی

بلکہ ہو سکے تو خود طالب کی خدمت ہاتھ پاؤں، زبان، روپیہ وغیرہ سے کرے اور اگر ہو سکے تو مرید کے انتقال کے بعد اسکے اہل وعیال کی روپیہ پیسہ اور ہر قسم کی خدمت کرے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ یا داؤد اذا رأیت طالباً فکن خادماً۔ پھر فرماتے ہیں کہ، جب تک طالب میں جذب پیدا نہ ہو اسکو مشکل شے کے بکھیڑے یعنی اس سے خدمت لینے سے دور بھاگے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کفار کے واسطے بھی بددعا نہیں کی۔ تو پیر کو چاہیئے کہ مریدین اور مسلمانوں کے واسطے بھی کبھی بددعا نہ کرے۔ طالبان حق سے خصوصاً اور مسلمانوں اور غیر قوموں سے عموماً نہایت خلق سے پیش آئے اور ان کی باتیں جو اسکی مرضی کے خلاف ہوں ان پر غصہ نہ ہو بلکہ معاف کرے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرے جیسے اپنی اولادوں کی خطاؤں پر درگذر کرتا ہے ویسا ہی معاملہ مریدوں سے بھی ہونا چاہیئے۔

ایک مرید نے حضرت کو بہت برا بھلا کہا اور گالیاں دیں مگر آپ نے جواب نہ دیا، دوسرے وقت پھر وہ مخلصین کی جماعت میں توجہ لینے حلقہ میں آ بیٹھا۔ میں نے چاہا کہ اسے سزا دوں تو آپ نے منع فرما دیا اور دیگر مخلصوں کے ساتھ اسے بھی توجہ دی۔ میں نے عرض کیا حضور! آپ دیگر مخلصوں کی طرح اسکی طرف بھی متوجہ ہو گئے آخر کیا سبب تھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکو توجہ نہ دیتا تو خداوند قدوس جب حشر میں پوچھتا میرے سینہ میں ہم نے نور ہدایت عطا کیا پھر تو نے اس ہمارے بندے کو کیوں محروم رکھا تو میں کیا جواب دیتا۔ کیا میں یہ کہتا کہ اس نے مجھے گالیاں دی ہیں تمام برا بھلا کہا ہے اور یہ جواب کب قابل قبول ہوتا۔ مولوی صاحب! یہ ہے درویشی۔ جیسے از روئے شرع و مسئلہ شرعی اپنے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم رکھ کر دوسرے غیر مستحق کو [illegible] وغیرہ دینا پسند کرتا ہے اسی طرح غریب مرید کے اہل و عیال کو مقدم سمجھ کر ان سے [illegible] تاکہ اہل حقوق کی حق تلفی نہ ہو اور مواخذہ عاقبت سے بچے اور یہ دونوں جب ہی ہو سکتا ہے جب تمام انبیاء علیہم التحیۃ والتسلیم کا نائب بن جائے تو اپنے خلق اور معاملہ کو نائب و وارث بنکے دکھانا ہے اور نمونہ اس آیت کا وانک لعلیٰ خلق عظیم ہونا چاہیے۔

حضرت فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر گر خرد داری تمام ٭ نرم و شیریں گوئے با مردم کلام

(اے عزیز اگر تو عقل کامل رکھتا ہے تو لوگوں سے ہمیشہ نرم اور میٹھی باتیں کر)

جیسے پیر اپنی بیوی اور بہنوں، بیٹیوں کا پردہ مریدوں سے کرانا مناسب سمجھتا ہے اسی طرح مرید عورتوں سے پیر کو پردہ کرنا چاہیے۔ اور پردہ کی ہمیشہ احتیاط رکھے اور اپنے مریدوں کو پردہ کے معاملہ میں تاکید کرتا رہے۔ کیونکہ بیعت ہونا سنت اور پردہ فرض ہے۔

جب پردہ نہ کیا اور ترک فرض کیا تو سنت بیعت کیسے قائم اور فائدہ بخش رہ سکے گی!

نامحرم سے پردہ نہ ہونا بہت سی خرابیوں کو پیدا کرتا ہے۔ نفس شیطانی سے کسی کو اطمینان نہ ہونا چاہئے اور نہ ہو سکتا ہے، چنانچہ "ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مکان میں یہ دونوں باپ اور بیٹی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہ دونوں ذاتیں وہ ہیں جنکی پاکیزگی اور بزرگی کی کئی جگہ قرآن پاک میں آیات نازل ہوئی ہیں، تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوبکر شیطان دور نہیں تنہا بیٹی کے پاس نہ بیٹھا کرو۔

جو پیر پردہ کا لحاظ نہیں رکھتے وہ نہایت خطرہ اور اندیشہ میں ہیں، سوال کسی چیز کا کسی سے نہ کرے اگر خود بخود کوئی شے پیش کرے اسکو واپس نہ کرے بشرطیکہ وہ شے اسکی تحقیق میں حرام نہ ہو جب پیر ایسا معاملہ مریدوں سے برتے گا تو مریدوں کو خواہ مخواہ محبت ہوگی اور جب محبت ہوگی تو اس کو جلد ترقی ہوگی۔ جب کوئی شخص بیعت ہونے آوے تو اس مرید کے ذریعہ حق تعالے کی جناب میں اپنے گناہوں کی بخشش اور فتوحات دارین کی دعا کرے اور اپنے کو مریدین غیر مریدوں پر ترجیح نہ دے نامعلوم عاقبت میں کون اچھا ہے اور مسلمان کیسا ہی گنہگار ہو اس پر اپنی ذات کو ترجیح دینا حرام ہے، مریدوں کی قوت جسمانی و تعطلات دنیوی حالت جسمی وخشکی و تقاضائے عمر وغیرہ پر لحاظ کرکے استعداد ذکر و اذکار و وظائف تعلیم کرے کہ جسکو وہ بآسانی بطیب خاطر و بمزہ ادا کر لیا کرے۔ "خیر الامور اوسطھا"

مرید کو ہر وقت پاس نہ رکھے جمیں اندیشہ کی محبت نہ خلاف عادت کی وجہ سے بیزاری کا باعث ہوگا کیونکہ جیسے شکلوں میں فرق ہے اسی طرح ہر انسان کی عادت میں فرق ہوتا ہے اسیطرح ہر وقت مرید کے پاس نہ رہے۔ مرید کے حالات اور امور خانہ داری و خرچ اخراجات میں دخل نہ دے کیونکہ ہر شخص اپنے ضروری اور غیر ضروری اخراجات کو خوب جانتا ہے اگر یہ اپنے مرید کو یا کسی مسلمان کو بتا دے آیت شریف کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ

ہدایت کرنا چاہے تو تذکرہ و حکایتہ سمجھائے، ذکر حق و فکر حق کی طرف زیادہ رغبت دلائے جب ذکر حق و فکر حق غالب جائیگا تو مُرید کی سب برائیاں خود بخود دور ہو جائینگی اور سب بھلائیاں اسمیں پیدا ہو جائینگی۔ اور کوئی بات ایسی نہ کرنی چاہیئے کہ مخلوقات کی نفرت کا باعث بنے۔ اور مریدوں کی نظر میں ذلت و خواری ہو اور مریدوں سے زیادہ خلا ملا نہ ہو اور فضول باتیں اور حکایتیں بیان نہ کرنا چاہئے۔ اس سے رعب و ادب شیخی میں فرق آتا ہے۔ اور جب مُریدوں کے دل میں شیخ کی وقعت اور ہیبت اور آداب نہ ہوں تو فائدہ نہیں ہو سکتا۔

میں نے عرض کیا حضور! یہ تو بتلائیں کہ بیعت کرنے اور ہونے کا کیا طریقہ ہے کیا اسکے کچھ اصول بھی ہیں؟

فرمایا کہ جی ہاں ہر کام کے اپنے اصول و طریقے ہوتے ہیں اور اسکے بھی اصول ہیں... تو ملاحظہ فرمائیں:

"جب کوئی طالب راہ خدا آپکے پاس آئے بیعت ہونے کیلئے تو اسکو حکم استخارہ دیں اور خود بھی استخارہ کریں، بحالت اطمینان طرفین کے پھر بیعت کرے، ہاں بیعت کیلئے ضروری ہے کہدے کہ فلاں فلاں بزرگ اس شہر میں ہیں، ان سے ملو اور مجھ سے وہ ہر طرح بہتر ہیں، جب وہ طالب مصر ہو کہ نہیں میں تو آپکے دست حق پرست پر بیعت کرونگا تو پھر انکار نہ کرے کیونکہ زیادہ انکار کرنے سے طالب کا دل پژمردہ ہو جاتا ہے اور بعض طالب تو مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں، بیعت کرنے سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور پیران عظام کی ارواح طیبات کو درود شریف، درتین سے لیکر گیارہ تک یعنی طاق عدد سے سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر بخشے اور ان کے توسل سے اپنے اور طالب کیواسطے فتوحات ظاہری و باطنی جناب باری سے چاہے اور آپ قبلہ رو ہو کر باوضو بیٹھے اور مرید

کو اپنے سامنے منھ کر کے اور کعبہ شریف کی طرف اسکی پیٹھ کرا کے دو زانو بٹھلائے، پہلے کلمہ شہادت اور استغفار تین تین مرتبہ خود بھی پڑھے اور مرید کو بھی پڑھنے کا حکم دے، جب پڑھ چکے تو مرید کا سیدھا ہاتھ اپنے سیدھے ہاتھ میں اور انگوٹھا انگوٹھے سے اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے اور اسپر رومال یا کسی پاک کپڑے سے ڈھانپ دے اور اپنے کو ذلیل و خوار اور سیہ رو سمجھ کر اپنے پیر یا امام طریقہ حضرت جعفر صادق یا حضرت قطب المدار یا پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کر کے مرید سے کہے، تو کہہ قبول کیا میں طریقہ مداریہ یا جس سلسلہ سے بیعت کرنا چاہتا ہے اور یہ الفاظ تین مرتبہ خود کہے تاکہ مرید سنکر الفاظ کو ادا کرے اور پھر اسکے بعد انگشت شہادت سے طالب کے دل پر اسم ذات باری تعالےٰ لکھدے۔ یہ کسی سیاہی یا قلم سے نہیں ہوگا۔ کلمے کی انگلی سے نقش اسمہ تعالےٰ (اللہ) کرے پھر طالب کو ہدایت کرے کہ وہ اپنے دل سے بقوت خیال اسم اللہ جاری کرے اور منھ بند رہے اور آواز نہ نکلے اور زبان حرکت نہ کرے، اور طالب سے کہے کہ تو اپنی آنکھیں بند کر کے یہ ذکر کرے دل سے جاری کرے، یہ طریقہ دو ہے جو میں اپنے بارے میں ذکر کر چکا ہوں۔ سب اچھا طریق بیعت ہے۔

ہمارے شیخ غوث العالم حضرت سید ابو الوفا علیہ الرحمۃ و رضوان کی شخصیت نظر و توجہ کے معاملہ میں ایسی تھی کہ آپ کو تسلیب و تثبیت دونوں کا ملکہ تھا، ولایت سے سلب و نصب کا اختیار، آپکو لکھنے اور پڑھنے کی قطعی ضرورت نہیں پڑتی تھی ایک بار جب کسی پر توجہ کر جاتی اس کا قلب اپنے آپ جاری ہو جاتا اور جو کوئی چیز مراد میں حائل ہوتی بیان سے باہر ہے، آپ صاحب اور اللہ والوں کی یہی پہچان ہے ان پر نظر پڑے تو اللہ یاد آنے لگے، اور ان کی نظر پڑے تو دل سے اللہ اللہ کی آواز نکلنے لگے اور پھر نفس نفس ہو

اللہ اللہ لہذا شیخ کو چاہئے کہ ہمت باطنی سے نور باطنی اپنے قلب سے اسکے قلب میں ڈالے توجہ کی اصل حدیث یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اپنی چادر بچھاؤ تو حضرت ابو ہریرہ نے بموجب ارشاد چادر بچھادی اور حضور نے تین مرتبہ تین لپ سینہ اقدس کی طرف سے بھر بھر کر اسمیں ڈالے پھر فرمایا حضور نے کہ اے ابو ہریرہ باندھ لے۔ پس انھوں نے اس چادر کو باندھ لیا فرماتے ہیں حضرت ابی ہریرہ اس روز سے نہ بھولا میں کوئی بات جو سنا میں نے برابر یاد رہا مجھ کو۔ اسکے علاوہ اور احادیث سے توجہ والقا کی اصلیت ثابت ہے۔ اور یہ خیال کرے کہ نور دل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام سے ہوتا ہوا علی قدر مراتب سلسلہ یعنی قلب میں ہوتا ہوا میرے قلب میں آتا ہے اور میرے قلب سے قلب طالب میں جاتا ہے جیسے قلب سے او وہ قلب ہے جسکو اس پیر نے اپنی جگہ قائم کر رکھا ہے۔ اور اپنے کو برا اور ناکارہ جان کر علیحدہ کر دیا ہے۔ اس کو توجہ کہتے ہیں۔ اس طرح ہر لطیفہ اور ہر مقام کی توجہ طالب کو دینی چاہئے۔ تاکہ طالب کا دل ذکر اللہ سے جاری ہو جائے اور توجہ کرے کم تین ہفتہ کو طالب کو دے اور زیادہ جسقدر ہو سکے بہتر ہے۔

سوال: عورتوں کے بیعت کرنے کا طریقہ کیا مردوں کی طرح ہے یا نہیں؟

عورتوں کے بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت پردہ میں ہو سامنے نہ ہو جو الفاظ مردوں سے کہلوائے جائیں وہی عورتوں سے لیکن فرق اتنا ہے کہ نہ عورت کا ہاتھ پکڑا جائیگا اور نہ اسکے قلب پر انگشت شہادت سے اسم ذات لکھی جائیگی۔ اسم ذات صرف قوت خیال سے عورت کے قلب پر لکھنا چاہیئے اور عورتوں کا صرف زبانی اقرار کافی ہوگا۔ بروقت بیعت مستورات کے اگر عورت کا محرم داخل سلسلہ ہے تو اس کو اپنے اور عورت کے درمیان بٹھا لیا جائے اور اگر داخل سلسلہ نہیں ہے تو اس کو اپنے سامنے اتنی دور بٹھال دیا جائے کہ وہ حقیقت کے

اعتدال پر کاربند ہونے کا حکم کرے۔ قلب کے اجزاء میں جہانتک ہوسکے، پیر و مرید دونوں کوشاں رہیں۔ قلب تمام مقامات کا مرکز ہے جسقدر قوت ذکر قلبی میں ہوگی اسی قدر ہر مقام میں ترقی اور قوت ہوگی اور ذکر قلبی اگر قوی ہوگا تو حالات ذکر کے زیادہ منکشف ہونگے اور اگر سلطان قوی ہوگا تو انشاء اللہ تعالٰے ولایت صغرٰی نہایت قوی ہوگی اور ولایت صغرٰی تمام مقامات کی سیڑھی اور کنجی ہے۔ جب طالب کا ذکر قلبی نہایت قوی ہوجائے تو چاہیئے کہ لطیفہ نفس کی نور باطن سے پرورش کرے پھر لطیفہ نفس پر اثر ذکر قوی ہوگا تو درمیانی لطائف اور سر خفی اور اخفی خود بخود منور اور ذاکر ہوجائینگے۔ اور سب جاری ہوجائیگا۔ یہ طریقہ اختصار شدہ الوثقیٰ ہے۔

فرمایا سیدی ابوالوقار رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اسی طرح سلطان الاذکار کو نہایت قوی ہونے دے۔ یہانتک کہ علاوہ جسم کے تمام پتے اور پتھر دیوار و در ریزہ ریزہ ذرہ ذرہ زمین و آسمان، تمام مخلوقات سے ذکر کی آواز طالب کو آنے لگے۔ جب سلطان الاذکار قوی ہوجائیگا تو نور ولایت صغرٰی بہت جلد اثر کرے گا۔ اور بلا کسی تعلیم کے حال و مقام ذہن و دست کا اسپر طاری ہوجائیگا اور اسی طرح ولایت صغرٰی کو شامل ذکر قلبی سلطان الاذکار خوب قوی اور پختہ ہونے دے۔ یہانتک کہ علم سالک میں غیریت اٹھ جائے بلا اس فنا و بقا کے آگے مقامات میں ترقی نہیں ہوتی۔ بقول رومیؒ ؎

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا ✿ نیست رہ در بارگاہ کبریا

جبتک کسی کو فنا نہ ہوا اسوقت تک اسکو بارگاہ ایزدی کا راستہ نہیں ملتا۔

میں نے عرض کیا حضور! آپ کے ارشادات سے یہ تو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ جو حضرات رشد و ہدایت کا کام انجام دیتے ہیں تو ان کے لیئے قانون و ضوابط رشدیہ کی مراعات ضروری لازم ہیں۔

لیکن مرید کو کیا کرنا چاہیئے براہِ کرم اسکی بھی وضاحت وصراحت فرما دیجئے۔

آپ فرمانے لگے ۔ بہت وقت ہو گیا ہے اور کھانا منگوا رہا ہوں تناول فرمائیں، اور تھوڑی دیر آرام کریں پھر ظہر کے وقت آپ سے گفتگو کرونگا۔ بعد از فراغت طعام و آرام کانوں میں اللہ اکبر کی آواز آئی اور حضرت جی تشریف لے آئے میں ان کے ہمراہ ہولیا اور نماز باجماعت ادا کی اور پھر وہ بزرگ اپنے حجرہ میں تشریف لائے اور میں بھی باادب بیٹھ گیا۔ ان بزرگ نے سوال کا جواب دینا شروع کیا میں لکھی ہوئی کتابیں مجھے مطالعہ کو دیں۔ اور فرمانے لگے مولوی صاحب آپ اسے پڑھیں اور ترجمہ بتائیں۔ وہ کتابیں ساری کی ساری حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تھیں پہلے تو میں یہ سمجھا کہ یہ بزرگ میرا امتحان لے رہے ہیں کہ انھیں عربی آتی ہے یا نہیں، مگر جب میری اس عبارت پر نگاہ پڑی تو مجھے یاد آیا ۔ یہ تو میرا بہت بڑا سوال ہے جو دو تین سے میرے دل میں خلش کی صورت اختیار کر رہا تھا ، وہ یہ کہ آخر غوث و قطب میں کس کا مرتبہ اعلیٰ ہے اور اس سوال کی جسارت بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ آج ان بزرگ نے حضرت غوث الاعظم کے قلم سے ہی دور فرما دیا۔ وہ عبارت یہ تھی ۔ القطب یا رجل فضل اللہ

میں نے عرض کیا۔ حضور میں اپنے سوالات سے بہت شرمندہ ہوں۔ جواب میری کامل تشفی ہوگئی ۔

موضوع سے ہٹ جانے اور گفتگو طول پکڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کتابوں کی عبارتیں بھی نقل کرتا اور اب تو سیکڑوں مصنفین نے نہ جانے کتنی ان گنت تالیف و تصنیف فرمائی ہیں عربی و فارسی کے علاوہ جن کتابوں کا مطالعہ میں نے کیا ہے انکے نام ترتیب کا لکھے دیتا ہوں، فتوحات مکیہ۔ بحرالمعانی۔ تفسیر عزیزی۔ اخبار الاخیار۔ کشف المحجوب، فیوض یزدانی، لطائف قدسی، لطائف اشرفی۔ نفحات الانس۔ تاریخ فرشتہ۔ اور

ذوالفقار بدیع ۔ مدار اعظم، شمس الافلاک، سیر المدار، وغیرہ خصوصاً جس کا میں الحمدللہ مترجم بھی ہوں۔ الکواکب الدراریہ وغیرہ آپ انکا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

ان بزرگ نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ آپ نے بڑے کام کی بات پوچھی ہے۔ کہ مرید کو کیا کرنا چاہیئے؟

تو لیجئے سنئے! مرید ہونے کے بعد جو پیر بتائے اسکو اور اتباع سنت کو مضبوط پکڑے اور رات دن اسی میں لگا رہے جسقدر پیر سے محبت زیادہ ہوگی اسی قدر ترقی جلد ہوگی۔ نقصان جو کچھ پایا ہے وہ اپنے پیروں کی غیر محبت سے پایا ہے اور جو کچھ اوراد و وظائف ہوں، ان سب کو پیر ظاہر کردے۔ جس چیز کے واسطے پیر منع کردے اسے چھوڑ دے اور جس کی اجازت دے اسکو کرے اور جس معاملہ میں پیر ساکت رہے اسمیں بار بار کہنا اور اپنی حسب منشا اس معاملہ کا طے ہونا یا طے کرلینا نہیں چاہیئے اس میں نقصان کی صورت ہے مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر مثل حکیم کے جو دوا بتلائے اسپر عمل کرنا چاہیئے اور جس سے منع کرے پرہیز لازم ہے جبتک کہے تب کسی معاملہ میں اپنی طرف سے زیادتی یا کمی نہ کرے۔ اگر ذکر و فکر یا وظائف و اشتغال میں زیادتی کی یا زیادتی کیجائیگی تو فائدہ ہرگز نہ ہوگا اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اسکو دریافت کرلینا چاہیئے ؎

بمے سجادہ رنگیں کن اگر پیر مغاں گوید ٭ کہ سالک بےخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

از طاعت شیخ خود قاصر مشو ٭ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر شو

پیر کی خدمت میں باادب رہنا چاہیئے کہ جس کا ذکر پہلے کرچکا ہوں، پیر کی خدمت میں سوائے ذکر و فکر کے اور کسی طرف مخاطب نہ ہونا چاہیئے بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ بجائے ذکر و فکر کے اگر اپنے دل کو پیر کے قلب کیطرف رجوع کر کے ہمہ تن اس خیال میں مشغول رہے کہ قلب مرشد سے میرے قلب میں نور باطن آرہا ہے اس کو جِلا اور ترقی ہوتی ہے۔ پیر کی خدمت

میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خاموش رہنا افضل ہے، پیر کے معاملات خانہ داری واخراجات میں دخل نہ دے اور اسکی عادات کہ جو اسکے منشاء کے خلاف ہوں ان پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ باطن اس کا نورانی اور ظاہر اس کا عام بندوں کا سا ہوتا ہے۔ پیر سے اسوقت گفتگو کرے کہ جسوقت یہ گفتگو کرنے کو ہو۔ ہر وقت ذکر و فکر، حلقہ و مراقبہ میں اس سے گفتگو نہ کرے۔ ایسی حالت میں گفتگو کرنے سے مرید کو نقصان پہونچتا ہے اور اپنی عورتوں کا پیر سے پردہ کرانا چاہیئے۔ پیر کے پاس رات دن اکثر نہ رہے بلکہ اور حلقہ و مراقبہ کیوقت ضرور حاضر ہو رہے اور روزمرہ حاضری صحبت کیلئے حضرت عبداللہ احرار فرماتے ہیں، ذکر حق چاہے قضا ہو جائے لیکن ہماری نماز صحبت قضا نہیں ہوتی۔"

اور بعد نماز تہجد نماز صبح تک اور ہو سکے تو اشراق تک مراقبہ اور ذکر میں رہنا چاہیئے اور بعد مغرب کے عشا تک یہ دونوں وقت خاص نزول فیضان و التفات ارواح طیبات پیران عظام کے ہیں۔ ہر قریب رہنے سے بعض باتیں پیر سے بوجہ بشریت ایسی صادر ہوتی ہیں کہ جس سے مرید کو اچھی نہیں معلوم ہوتی اور بہت سی باتیں مرید کی ایسی ہوتی ہیں جنکے سرزد ہونے سے پیر کے منشاء کے خلاف ہوں اور یہ دونوں کی عادتیں محبت فی اللہ میں فرق ڈالنے والی ہوتی ہیں اور یہ کی محبت، یاد لیں ہیں اعتقاد کے فرق آنے سے طالب نور باطن سے محروم رہجاتا ہے۔ پیر سے روپیہ قرض نہ لے اور نہ پیر مرید سے قرض لے، اگر بحالت مجبوری و معذوری قرض لیا بھی جائے تو معاملہ کی صفائی رکھنا چاہیئے ورنہ محبت و خلوص میں فرق آتا ہے، اور پیر کے وصال کے بعد اسکے اہل و عیال کی خدمت کرتے رہنا چاہیئے۔ اس میں خوشنودی حق، وخوشنودی ارواح طیبات و پیران کبار کا باعث ہے۔ پیر کے پاس سونا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات خراٹوں کی آواز سے، اور بعض اوقات کھانسی سے اور بعض وقت نیند میں بڑبڑانے سے دوسرے آدمی کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے اور

بعض وقت بشریت اخراج ریاح کی خرم دامنگیر ہوتی ہے اور جو وقت پیر کے آرام اور سونے کا مقرر ہو اس وقت سے علیٰحدہ ہو جائے کیونکہ وقت پر نہ سونے سے طبیعت مکدر ہوتی ہے۔ پھر پچھلی شب کے اٹھنے میں سستی و کاہلی پیدا ہوتی ہے اور یادِ خدا اور وظائف میں پورا حظ و ذائقہ نہیں آتا۔ بعض وقت سوتے میں اور بعض وقت جاگتے میں شیطان بشکل بشر پیر کی ایسی برائیاں کرتا ہے جس سے محبت میں فرق آئے اور طالب نورِ باطن سے محروم رہجائے یہ باتیں مجھ پر خود گذری ہیں۔ ایسے حالات میں لاحول اور استغفار پڑھنا چاہیئے۔ علاوہ ذکر و فکر کے خدا تعالیٰ توفیق دے تو پیر کی ہر قسم کی خدمت میں دریغ نہ کیجئے۔ جب پیر کی طبیعت خوش ہو گی تو خدا بھی خوش ہوگا۔ کیونکہ پیر کی خوشی اور ناخوشی وابستہ ہے۔ پیر کی خوشنودی سے ترقی باطن اور ظاہر کی جلد ہوتی ہے جو کہ ذکر و فکر سے نہیں ہوسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دروغ گو تو دعویٰ کرتا ہے دینداروں کے ساتھ محبت کا اور اپنے دیندار دوست (مومن) ہم ان سے چھپاتا ہے کہ کہیں کسی کو دینا نہ پڑے۔ حالانکہ ان کی قربت اور مصاحبت کا خواہاں ہے۔ پیر کی خدمت دنیا و آخرت میں مصیبت سے بچانے والی اور آفات دین و دنیا سے نجات دلانے والی اور ہر آرزوئے دین و دنیا کو پورا کرنے والی ہوتی ہے۔"

جیسے کہ نانبائی صاحب نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور خوشنودی سے ایک ہی توجہ میں کامیابی حاصل کرلی۔ اسی واسطے حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ناتوانی اے پسر خدمت گزیں ٭ تا شود امید مراوت زیر زیں!

ہر کہ پیش صالحاں خدمت کند ٭ ایزدش با دولت و حرمت کند

بہر خدمت ہر کہ بربندد کمر ÷ از درخت معرفت باید ثمر
بندہ چوں خدمت مولیٰ کند ÷ خدمت او گنبدِ گرداں کند

جہانتک ہو سکے اے عزیز خدمت کر تاکہ تیری مرادیں پوری ہوں، جو خاصانِ حق کی خدمت کرتا ہے خدائے تعالےٰ اسکو صاحب دولت و عزت بنا دیتا ہے، جو شخص خدمت پر کمربستہ ہو جاتا ہے وہ معرفت کے درخت کا پھل پاتا ہے۔ یہاں بزرگ کی گفتگو تھی۔ جہانتک میری یادداشت کام کر رہی تھی وہ میں نے لکھدیا ہے اور اب ان بزرگ نے جن کتابوں اور بزرگوں کے مکتوبات جو مجھے مطالعہ کیلئے عنایت فرمائے تھے ان سے اقتباس کرکے آداب صحبت کے بارے میں لکھ رہا ہوں۔

آدابِ صحبت

طالب کو چاہیئے جب ایسا مرشد مل جائے تو اپنی خوش نصیبی سمجھے اور اسکی صحبت کے آداب کا نہایت لحاظ رکھے جو شرطیں مرید کیلئے ضروری ہیں ان کو اچھی طرح بجا لائے ورنہ کامل کی صحبت بھی کچھ فائدہ نہ دیگی اور یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا۔ اگر دوسری طرف متوجہ ہوگا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہیگا۔ ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی ترازو یہی ہے۔ مرشد جو کچھ کہے اسے بلا تامل فوراً بجا لائے۔ بغیر اجازت اسکے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کی مناسبت سے کرتا ہے جس کا مرید کو کرنا زہر قاتل ہے۔

جو وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسکو پڑھے اور تمام اوراد و وظائف چھوڑ دے وہ جو اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو، یا کسی وقت ترک

سنت یا مستحب کرتا ہے کسی عذر کیوجہ سے دوسرا اسکے عذر کو نہیں جانتا۔ مرشد کی موجودگی ہمہ تن وگوش اسکی طرف متوجہ رہنا چاہیئے یہانتک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اسکی اجازت کے نہ پڑھے، حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ سایۂ مرشد پر اس کا سایہ پڑے، اسکے مصلے پر پیر نہ رکھے اسکی طہارت اور وضو کرنے کی جگہ پر طہارت یا وضو نہ کرے، مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے اسکے سامنے نہ کھانا کھائے اور نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد کوئی مضائقہ نہیں اسکے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف التفات وتوجہ بھی نہ کرے۔

جسطرف مرشد بیٹھا ہو اسطرف پیر نہ پھیلائے اگرسامنے ہو، اور اس طرف تھوکے بھی نہیں جو کچھ مرشد کہے یا کرے اسپر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور کہتا ہے، اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ یاد کرے، تمام جہان سے بدنصیب وہ شخص ہے جو بزرگوں کی عیب چینی وعیب جوئی کرتا ہے خدائے تعالےٰ ہمارے تمام احباب وبرادران روحانیت کو اس بلاءِ عظیم سے محفوظ رکھے آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ الطیبین صلے اللہ علیہ وسلم۔

اگر کوئی شبہ دل میں گذرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اسکے جواب کے لائق نہ تھا، خواب میں جو دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اسکی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کردے۔ بلا ضرورت اور بغیر اجازت مرشد سے علیحدہ نہ ہو، مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت اور بغیر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ کیساتھ جواب کا منتظر رہے اور کلام مرشد لوگوں سے اسقدر بیان کرے جتنا لوگ سمجھ سکیں اور جسکو ایسا سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے

تو اسے زبان پر نہ لائے اور مرشد کے کلام کو ہرگز رد نہ کرے۔ اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے، جو کچھ اس کا حال ہو برا یا بھلا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے۔ اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کریگا مرشد کے کشف پر اعتماد کرکے سکوت اختیار نہ کرے جو کچھ فیض باطنی اسے پہونچے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہونچا اگر دوسرے بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔"

الحاصل راہِ سلوک ہمہ تن ادب ہے اگر اس کا لحاظ نہ رکھے گا اور حتی الوسع اسکی رعایت نہ کریگا اور بقدر کامل رعایت نہ ہوسکے اپنے آپکو قصوروار نہ سمجھیگا تو وہ بزرگ کے فیض وبرکت سے محروم رہے گا اور خدا تک ہرگز رسائی نہ ہوگی۔

کردم از عقل سوائے کہ بگو ایمان چیست ﴿ عقل در گوش دلم گفت ایمان ادب است

میں نے عقل سے دریافت کیا کہ بھلا یہ تو بتا کہ ایمان کیا چیز ہے ﴿ عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان تو سراسر ادب کا نام ہے۔

ادب تاج است از لطف الٰہی ﴿ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا تاج ہے جہاں بھی جانا چاہو اسے سر پہ رکھ کر جایا کرو۔

ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ ہم کو اپنے شیخ میں جو بات بھی نقصان وعیب کی نظر آئے ہم اسکو اپنا نقصان وعیب سمجھیں کیونکہ شیخ ہماری حالت کا آئینہ ہے۔

بس اسکے تمام نقائص کو اپنی طرف منسوب کرکے سمجھنا چاہیئے کہ یہ حالت شیخ کی نہیں بلکہ اسکے لئے حقیقت میں کوئی دوسری حالت کمال کی ہے جو ہم نہیں جانتے ہاں اگر ہمارا آئینۂ دل صاف وشفاف ہوجاتا تو ہم بھی اسکو جان لیتے اسی طرح اگر اذکار واشغال کرنے کیلئے ہمارے پردۂ دل کے کھلنے میں توقف یا دیر ہو تو ہم کو جائز نہیں

کہ اس کا سبب شیخ کی ناواقفیت قرار دیں بلکہ اس توقف کا سبب اپنی کم ہمتی اور سستی کو سمجھیں۔ کتب طب میں ہے کہ برودت رحم حمل قرار پانے کا سبب ہے تو جب تک مرید کا نفس خواہشات ولذات سے سرد نہ ہو جائے اور اسمیں بجائے خواہشات حرام کی تپش کے طلب واشتیاق محبوب کی سوزش نہ ہو اس وقت شیخ سے اس کو کچھ فیض نہ ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا بلکہ بعض خواہش بجھ گئیں اور کچھ موجود رہیں تو اسکی شان گیلی لکڑی کی طرح ہو گی کہ اسمیں چنگاری لگنے سے صرف دھواں ہی دھواں اٹھے گا یعنی جھوٹے دعوے اور عونت وتکبر کی باتیں پیدا ہونگی جو کہ آج کل جہال صوفیہ میں پیدا ہو رہی ہیں۔

حضرت سیدی علی ابن وفا علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کا حکم مرید پر کبھی دشوار نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ اچھی طرح اسکو دل سے قبول نہ کرے اور بجا آوری میں ہمہ تن تیار نہ ہو اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ تم اسی حالت پر رہو گے جس حالت پر اپنے شیخ کو سمجھتے ہو بس اب جو چاہو سمجھو پھر دیکھو کیا نظر آتا ہے۔ واللہ اعلم۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ کے بارے میں مثلاً یہ اعتقاد کرے کہ اسمیں تواضع نہیں ہے تو مرید کو بھی مقام تواضع وعبدیت حاصل نہ ہوگا۔ اور یہ اعتقاد کرے کہ میرا شیخ جملہ مقامات علیہ پر پہونچا ہوا ہے تو مرید کو بھی جملہ مقامات عالیہ سے حصہ وافر حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ یہ عجیب مضمون ہے رہروان راہ سلوک کو اس سے کام لینا چاہیے۔ "واللّٰہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" اللہ تعالے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے۔"

تصوف پر انتہائی اور آخر تجربہ

تصوف کی حقیقت: بظاہر کتنی عجیب بات ہے کہ تصوف ایک طرف تو

کمال دین یا درجہ احسان ہے جو اسلام و ایمان کا بلند ترین مقام ہے اور حضرات صوفیہ یا اولیاء اللہ کی نسبت تصور یہ ہے کہ ان کو حق تعالےٰ کی بارگاہ میں قرب و اقربیت حضور و معیت کا جو مقام حاصل ہوتا ہے وہ خالی علوم ظاہر کے حاملین، بڑے بڑے فقہاؑ اور محدثین کو بھی نہیں ہوتا ان کو اپنی زندگی کے سارے اعمالؑ افعال، حرکات و سکنات میں ایک ایسی نسبت میسر ہوتی ہے کہ گویا وہ ہمہ وقت اللہ تعالےٰ کے شاہدۂ حضوری میں ہیں اور کسی نہ کسی نوع سے مکالمہ و مناجات سے بھی مشرف ہیں اسطرح صوفیہ سے بلند درجہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے یہ اولیاء اللہ یا بزرگان دین کے بارے میں عوام ہی کا عقیدہ نہیں بلکہ خواص و محققین کے یہاں بھی کسی نہ کسی صورت میں مُسلّم ہے لیکن دوسری طرف تصوف کے متعلق اور تصوف کی راہ سے جتنی غلطیاں اور غلط فہمیاں بلکہ طرح طرح کی گمراہیاں اُمت میں پھیلی ہوئی ہیں۔“

فرق اسلامیہ اور علوم اسلامیہ میں شاید ہی کسی فرقہ یا کسی علم و فن کی راہ سے یا اسکے متعلق پھیلی ہوں۔ بدعات و خرافات و اباحت و الحاد و کفر و شرک تک کی کوئی شکل شکل ہی سے بچی ہوگی جسکو کوئی داخل تصوف بلکہ عین تصوف نہ جانتا ہو اس بناء پر بہت سے اکابر اسلام، تصوف کے سرے سے منکر ہوگئے یا اس کو سراپا ضلالت قرار دیدیا۔

پھر ظاہر ہے کہ جس غلطی و گمراہی کو دین ہی نہیں کمال دین سمجھ لیا جائے اسکی جڑیں کتنی گہری ہونگی اور اس کا استیصال کتنا دشوار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف کی راہ سے شرک و الحاد تک کی جو گمراہیاں مسلمانوں میں جڑ پکڑ گئیں ان کو چونکہ عین دین یقین کیا جانے لگا اس لئے ان کا ازالہ آسان نہیں ہوتا۔ کوئی کشف و کرامت اور تصرفات کو تصوف جانتا ہے کوئی اشغال و مراقبات، اور احوال و کیفیات کو تصوف یقین کرتا ہے، کوئی خاص خاص رسوم و عادات کو تصوف سمجھتا ہے۔ کسی کے

نزدیک تصوف نام ہے ریاضت و مجاہدات اور تعلقات کا کوئی فلسفی مزاج
تصوف سے مراد وحدت الوجود و وحدۃ الشہود کے نظریات کہتا ہے اور کوئی اسکو اسرار
مغیبات کا مجموعہ قرار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل مغرب نے اس کا نام ہی سریت (مسٹزم)
رکھدیا، خود مسلمانوں میں ہی بہتوں نے اسکو ایک سینہ بسینہ سربستہ راز ہی بنا رکھا ہے
اور سب گمراہیوں سے بڑی گمراہی میں وہ لوگ مبتلا ہیں جنھوں نے تصوف اور طریقت و
حقیقت و معرفت کو شریعت کا مقابل یا اسکی ضد گمان کر لیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح انسان کامل کے دو رخ ہیں، ظاہر و باطن، یا قلب
قالب، اسی طرح (دین کامل) کے بھی دو رخ ہیں شریعت و طریقت، اور جس طرح شریعت
نام ہے ظاہر یا قالب کے اعمال و احکام کا، اسی طرح طریقت یا تصوف نام ہے
باطن یا قلب کے اعمال و احکام کا، دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ تصوف نام ہے
باطن کی فقہ کا جسطرح نماز روزہ وغیرہ کے ارکان و اعمال کی ایک ظاہری صورت ہے
جسکے احکام فقہ میں بیان ہوتے ہیں اسی طرح خشوع و خضوع و حضور قلب یا دل سے
حق تعالیٰ کی یاد و ذکر (اقم الصلوٰۃ لذکری)، قلب و باطن کے اعمال جسطرح ترک
اکل و شرب روزہ کا ظاہر ہے، اسی طرح اس کا باطن تقویٰ (لعلکم تتقون) ہے۔

پھر جسطرح مختلف اعمال شرعیہ، اپنی اپنی قالبی صورت رکھتے ہیں اسیطرح
ان سب کی صحت و سقم، قبول و عدم کا مدار قلبی نیتوں انما الاعمال بالنیات اور
درجات اخلاص پر ہے۔ سب سے بڑھکر ایمان اور عقائد جس پر نجات اور ظاہر جوارح کے
سارے اعمال کی صحت و مقبولیت کا مدار ہے۔ اور جن کے بغیر نماز ہے نہ روزہ وہ بالکلیہ
یقین و اذعان کے قلبی و باطنی فعل ہی کا نام ہیں، سارے عقائد و ایمانیات کی جڑ
توحید الٰہ یا لا الٰہ الا اللہ ہے یعنی الوہیت و معبودیت و نفع و ضر یعنی فعل و اثر کی ساری

مخلوقات یا غیر اللہ سے نفی اور صرف اللہ تعالےٰ کیلئے اس کا اثبات ظاہر ہے کہ الٰہ و معبود وہی ہوتا ہے یا بنایا جاتا ہے اور پوجا اور پرستش اسی کی ہوتی ہے اور کی جاتی ہے جسکے ہاتھ میں ہم اپنا نفع و ضرر دیکھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں۔ غرض لاالٰہ الا اللہ پر ایمان و یقین کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو موت و زندگی، بیماری و تندرستی، ناداری و تونگری، ذلت و عزت وغیرہ کی ظاہری راہوں اور اسباب سے جو کچھ بھی نفع و ضرر پہونچتا ہے سب کا فاعل حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کو ماننا اور جاننا اور کسی فعل و اثر کا خالق غیر اللہ کو نہ سمجھنا ہمارا اصل عقیدہ ہے یہ جاننا اور ماننا قلب و باطن کے فعل کے سوا کیا ہے لیکن علوم و احکام ظاہر کے عالم و عامل کتنے ہی ہیں جو نفع و ضرر یا فعل و اثر کا دن رات غیر اللہ کی طرف سے یقین و مشاہدہ نہیں کرتے رہتے کیا اس یقین و مشاہدہ کی تعلیم اور اسکو مستحضر رکھنا کہ ہر فعل و اثر میں اللہ تعالےٰ ہی کو بالذات فاعل و مؤثر مشاہدہ کرنے لگنا ہے، جس کو حدیث شریف میں عبادت و بندگی کے مقام احسان سے تعبیر فرمایا ہے اور جس کو اصطلاح صوفیہ میں توحید افعالی سے موسوم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ بندگی کے تعلق کو اسطرح قائم کرنا کہ ساری زندگی اور اسکے اعمال و افعال میں اسی مشاہدہ ربوبیت حضور و معیت کا علم و اذعان حاصل ہو گیا یہ عین دین اور کمال دین کے سوا کچھ اور ہے؟ بلکہ کیا یہ قلبی و باطنی علم و اذعان یقین و ایمان سارے ظاہری عبادات و معاملات کی روح و جان یا ایمان و عقیدہ کی صحت و حفاظت سارے اعمال و افعال جوارح سے بڑھ کر فرض و واجب ہے۔"

کما قال اللہ تعالےٰ افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ کیا اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ ذرہ برابر تم کو نفع پہونچا سکیں نہ ذرہ برابر نقصان، تف ہے تم پر اور ان پر جن کو

تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔

تصوف نام ہے فقہ باطن کا

شریعت کے اندر جن اعمال کے کرنے اور جن اعمال کے نہ کرنے کا حکم ہے وہ دو قسم کے ہیں بعض کا تعلق ظاہر بدن یا ظاہری چیزوں سے ہے جیسے کلمہ پڑھنا، نماز روزہ حج و زکوٰۃ ماں باپ کی خدمت، ان کو مامورات کہتے ہیں اور کلمات کفر کہنا، شرک کے افعال کرنا، زنا چوری، سود خوری، رشوت خوری وغیرہ ان کو منہیات کہتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے جیسے ایمان و تصدیق، عقائد حقہ، صبر و شکر، توکل، رضا بالقضا، تفویض و اخلاص محبت اللہ و رسول وغیرہ ان کو مامورات و فضائل کہتے ہیں اور عقائد باطلہ بے صبری، ناشکری، ریا، تکبر، عجب وغیرہ انکو منہیات و رذائل کہتے ہیں، جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ جسطرح قرآن شریف میں اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ موجود ہے۔ اسی طرح یٰایھا الذین آمنوا اصبروا۔ اے ایمان والو صبر کرو۔ اور واشکروا للّٰہ "اللہ کا شکر بجا لاؤ" بھی موجود ہے۔ اگر ایک مقام پر کتب علیکم الصیام اور للّٰہ علی الناس حج البیت پاؤ گے تو دوسرے مقام میں یحبھم و یحبونہ و الذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ بھی دیکھو گے۔ جہاں اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ ہے۔ اس کے ساتھ ہی یراؤن الناس بھی موجود ہے۔ اگر ایک جگہ پر تارک نماز و تارک زکوٰۃ کی مذمت ہے تو دوسرے مقام پر تکبر، عجب کی بھی برائی موجود ہے۔ اسی طرح احادیث کو دیکھو جسطرح ان ابواب نماز، روزہ، بیع و شرا، نکاح و طلاق پاؤ گے۔ ابواب ریا، سمعہ و کبر وغیرہ بھی دیکھو گے۔ اس بات سے کون مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ جسطرح اعمال باطنہ بھی حکم الٰہی ہیں، کیا اقیموا الصلوٰۃ امر کا صیغہ ہے اور اصبروا و اشکروا امر کا صیغہ نہیں۔

کیا کتب علیکم الصیام روزہ کی مشروعیت اور مامور بہ ہونا ثابت ہے اور والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ سے محبت کا مامور ہونا ثابت نہیں؛ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ظاہری اعمال سب ہی باطن کی اصلاح کیلئے ہیں اور باطن کی صفائی مقصود و موجب نجات اور اسکی کدورت موجب ہلاکت ہے۔ قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ جس نے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب رہا۔ جس نے اسکو میلا کیا وہ ناکام رہا۔ یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللّٰہ بقلب سلیم "جس دن کام نہ دینگے مال اور اولاد مگر جو شخص اللہ کے پاس سلامت قلب گیا۔ دیکھئے پہلی آیت میں تنزیہ باطن کو موجب فلاح اور دوسری سلامتی قلب کے بغیر مال و اولاد سب کو غیر نافع قرار دیا گیا۔

ایمان و عقائد جنپہ سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے۔ قلب ہی کا فعل ہے اور ظاہر ہے کہ جتنے اعمال ہیں سب ایمان کی تکمیل کیلئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اصل مقصد دل کی اصلاح ہے۔ دل بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور اعضا اسکے لشکر اور غلام ہیں اگر بادشاہ درست ہو جائے تو توابع خود بخود اسکی مطابقت کرنے لگیں۔ الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب کے معنی یہی ہیں کہ بدن کے اندر جو قلب ہے اگر یہ بنا تو سب بنا اور یہ بگڑا تو سب بگڑا، اور یہ امور آنکھوں کے سامنے ہیں کہ جس چیز کا دھیان دل میں سما جاتا ہے سارے اعضاء اسکی دھن میں لگ جاتے ہیں، آنکھ اسکو دیکھنے اور کان اسکو سننے ہاتھ اسکو چھونے پکڑنے، اور پاؤں اسکی جانب چلنے کو چاہتا ہے خواہ وہ شے بری ہو یا بھلی، مگر دل کا خیال ان اعضاء کو اسکے کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ دنیاداروں کو دیکھو کس طرح دنیا کے کاموں میں سر سے پاؤں تک مشغول رہتے ہیں، کہ ان کے کانوں میں اذان کی آواز تک نہیں آتی۔ ایسے ہی جو لوگ اللہ رب العزت

کی یاد اور دھن میں ہیں ہر طرف سے انکو اللہ ہی کا خیال آتا ہے۔

ایک بڑا مغالطہ

بڑے بڑے لوگوں کو یہ ہے کہ قلب و باطن کی جس صفائی و تزکیہ پر تصوف میں اسقدر زور دیا ہے کہ گویا سارا تصوف یہی ہے وہ چونکہ غیر مسلم اشراقیہ اور خصوصا خود ہمارے ہندوستان کے جوگیوں میں بکثرت اور بڑے بڑے خوارق کے ساتھ پایا جاتا ہے اسلئے ان کو بہتوں نے صوفی سمجھ رکھا ہے اور الصوفی لا مذہب لہ کا مشرب و مقام کسی خاص شریعت و مذہب سے آزاد وسیع اور بلند قرار دیا جاتا ہے جو شریعت کے احکام کی پابندی سے حاصل ہو کیونکہ تزکیہ سے مراد وہ تزکیہ ہے جو موجب فلاح ہے۔ قد افلح من زکھا،،

امور ظاہر ہے کہ فلاح منحصر ہے۔ اتباع شریعت پر بس ہندو جوگی وغیرہ جو ابات کرتے ہیں وہ سرے سے صفائی نہیں۔ یا لغوی معنی کے اعتبار سے اسکو صفائی کہو تو غیر مقبول کہنا ہوگا۔ اس صورت میں صفائی کی دو قسمیں ہونگی۔ ایک مقبول، دوسری مردود، اسکی مثال کیسی عجیب دی گئی ہے، آئینہ پر اگر گرد و غبار بیٹھا ہو تو ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اس کو پانی سے دھوکر گرد و غبار سے دور کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ بادشاہی دربار میں جسطرح پہلے آئینہ کو پیش کرنے سے انعام و خوشنودی کا استحقاق ہوگا۔ دوسرے کو پیش کرنے سے خفگی ہو، اسطرح خلاف شریعت سے عقبیٰ میں کچھ فائدہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ اور اصطلاح و عرف میں تصوف اس علم کا نام ہے۔ جنپر عمل کرنے سے باطن کی وہ صفائی نصیب ہوتی ہے جس سے انسان مقبول بارگاہ اور صاحب مدارج و مقامات ہوتا ہے۔ عشق و محبت جو تصوف کی جان ہے اور جس

سے تصوف کا سارا دفتر بھرا پڑا ہے اور جو قلب و باطن ہی کی ایک اعلیٰ صفت و کمال ہے، اس کی راہ بھی خود نص کتاب کی رو سے تمام تر اتباع سنت و شریعت ہے۔"

محبت اللہ اور رسول جو منجملہ صفات حمیدہ قلبیہ، اور اعلیٰ درجہ کی چیز اسکا تعلق بھی اتباع شریعت ہی سے ہے بدون اتباع شریعت محبت کہاں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ دیکھو اس آیت میں اتباع رسول ہی کو ذریعہ محبت بتایا گیا ہے الصوفی لا مذہب لہ کا مقام بعض جاہل اور نام کے صوفیہ کے یہاں نام نہاد تزکیہ قلب کے بعد آتا اونچا ہو جاتا ہے کہ نماز و روزہ تک نیچے پڑ جاتا ہے بلکہ سرے سے سارے احکام شریعت ہی سر تیغ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام اور تصوف اسلام میں وہی صفات قلب معتبر و مقبول ہیں۔ جو نماز و روزہ وغیرہ کے مشروعات و ماموریات و احکام سے نصیب ہوتے ہیں۔"

قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون میں خشوع جو صفت قلب ہے اس کو اس صورت میں وسیلہ نجات و فلاح فرمایا گیا ہے جو نماز کے اندر پایا جاتا ہے۔ بس اگر سرے سے نماز ہی نہ پڑھی جائے تو یہ نماز والا خشوع کسطرح میسر ہو سکتا ہے اور فلاح کا اثر کسطرح مرتب ہو سکتا ہے ایسے ہی زکوٰۃ و صدقہ، حج و روزہ وغیرہ اعمال صالحہ سے جو اثر قلب پر پڑتا ہے اور اس سے جو صفائی میسر ہوتی ہے وہی مفید آخرت ہے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک انسان احکام شرعی کی پابندی اور جناب سیدنا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہ کریگا محبت و رضائے مولیٰ کہ مقصود حاصل ہے میسر نہیں آسکتا۔ تو بلا پابندی شرع کے تصوف کہاں جسطرح کرامت کی تعریف میں خرق عادت کے ساتھ یہ قید ہے کہ عبد صالح متبع شریعت سے صادر ہو اس

طرح تصوف میں صفائی و تزکیہ باطن کے ساتھ یہ قید ہے کہ اتباع شریعت سے حاصل ہو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم باتفاق امت سارے اولیاء سے افضل ہیں مگر ان کا طریقہ بھی پابندی شریعت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، تلاوت، امر بالمعروف نہی عن المنکر وغیرہ ذالک تھا اس سے ان کے قلوب ایسے مجلیٰ و مصلیٰ تھے کہ ان کے لئے خطاب رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کیا گیا۔ بہر کیف تصوف نام ہے تزکیہ باطن کے ساتھ پابندی شریعت کا۔"

تصوف کا عرف اصطلاح

اب رہ گیا اس زمانہ کا عرف اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ سیدنا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، واصول فقہ وغیرہ جدا جدا نہ تھے۔ پچھلے علماء نے دین کی تائید و تبلیغ کیلئے ایک ایک علم الگ الگ کرکے اسکے قواعد مقرر کئے، اسی طرح علم تصوف کو بھی مشائخ نے قرآن و حدیث سے نکال کر باطن کی صفائی کے بعض اذکار و اشغال و مراقبات کے خاص طریقے بتلائے ہیں کہ ان پر عمل کرکے انسان کو تزکیۂ باطن جلد نصیب ہو جاتا ہے۔ جسطرح پچھلے زمانہ میں قرآن و حدیث سے استنباط کرکے بہت سے علوم نکالے گئے اور ہر ایک کا نام جداگانہ تجویز ہوا۔ اور ان واضعین کو سب نے امام مانا حتیٰ کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ ایسے لوگوں کو بھی امام ابو حنیفہ ان کی فقہ فی الدین کو دیکھ کر الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفہ کہنا پڑا۔

امام بخاری حدیث میں ایسے امام مانے گئے ہیں کہ آج تک ان کی محدثیت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اسی طرح تزکیہ باطن کے بتلانے والے ایسے بزرگان دین گذرے ہیں کہ ان کو سب نے پیشوا مانا۔ جیسے حسن بصری، بایزید بسطامی، سید بدیع الدین قطب شاہ مدار حلبی شیخ خواجہ بہاؤالدین نقشبند، سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم، خواجہ سنجر حضرت

معین الدین چشتی، سلطان سمنان مخدوم کچھوچھوی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہ عنا، اور جسطرح اور علوم میں پچھلوں کو اگلوں کی تقلید و پیروی سے چارہ نہیں تو اولیٰ درجہ کا تزکیہ جو موجب نجات ہے بدون اتباع مشائخ طریقت میسر ہو سکتا ہے مگر وہ امر جو مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اس کا حصول بدون صحبت کاملین متبعین مشائخ کے ممکن نہیں اور جسطرح دیگر علوم مستخرجہ و مستنبط کا خاص نام ہو گیا ہے جیسے علم فقہ و علم حدیث۔

اسی طرح مشائخ کے اس خاص مستخرجہ طریقہ کا نام تصوف ہو گیا۔ اگر کوئی شرح وقایہ، ہدایہ پڑھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ فقہ پڑھتا ہے اور جلالین و مشکوٰۃ پڑھتا ہے تو یوں نہیں کہتے کہ فقہ پڑھتا ہے حالانکہ فقہ بالمعنی الاعم یعنی معرفۃ النفس مالہا وعلیہا میں بہت سے علوم حدیث و تفسیر حتی کہ علم کلام وغیرہ داخل ہیں۔ اسی طرح جب کوئی مشائخ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر چلتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ تصوف سیکھتا ہے یا صوفی ہے اور نماز روزہ کرنے والے کو صوفی نہیں کہتے۔ حالانکہ تصوف بالمعنی الاعم سبکو شامل ہے اور یہاں اصطلاح تصوف کی حقیقت بیان کرنا منظور ہے جو نام ہے باطن کو رذائل سے خالی کرنے اور فضائل سے آراستہ کرنے کا جس میں توجہ الی اللہ پیدا ہو جائے تمام اس سے کہ وہ کسی عمل شرعی سے ہو۔

حاصل یہ کہ پورا دین نام ہے فلاح آخرت اور رضائے خداوند کے حاصل کرنیکا اور جیسا کہ الظاہر والباطن کی مخلوق و مظہر ساری کائنات کا ذرہ ذرہ ظاہر و باطن دونوں کا مظہر ہے اور انسان اس کا مظہر اتم، اسی طرح اسکو اپنے کمال مقصد تک پہونچنے کیلئے جو صراط مستقیم دکھلائی گئی ہے اسکے بھی دو رخ ہیں۔ ظاہر اور باطن یا قالب و قلب، ظاہری علوم دین کا تعلق ظاہر اعمال و احکام یا ظاہری درستگی ہ

آراستگی ہے اور علم باطن یا تصوف کا تعلق باطن کی درستگی و آراستگی سے ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کمال دعقیقت کا تعلق کم یعنی مقداریت کے بمقابلہ باطن سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے دین میں جبھی کمال رہی اور حقیقت یابی بلا تصوف یا صوفی بنے بغیر ممکن نہیں خواہ دعوئی سے اہلِ قشر یعنی ظاہر بیں کتنا ہی ناخوش ہوں لیکن مغز مغز ہی ہے۔ البتہ بے مغز مدعیانِ تصوف بھی آگاہ رہیں کہ مغز قشر کے اندر ہی ملتا ہے اور قشر یا ظاہری مغز یا باطن کا محافظ ہوتا ہے اور حدیث شریف میں عبادت کو اچھا کرنے کی حقیقت بتائی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے اچھا ہونے کے کیا معنی ہوا کرتے ہیں کہ اسمیں کوئی کسر و نقصان نہ رہے جیسی چاہیے ویسی ہو مثلاً اچھی کار دنج وہ ہوگی جسکا مادہ بھی اچھا ہو۔ ثمرہ بھی اچھا ہو اسی طرح عبادت کے اچھا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اسمیں کسی چیز کی کسر نہ رہے لوگ عموماً غلطی کرتے ہیں، اور صرف صورت و نقل عبادت کو ہی عبادت سمجھتے ہیں۔ مثلاً نماز میں قیام و رکوع و سجدہ و قومہ وغیرہ۔

جو فقہاء نے ضبط کر دیا ہے اس میں شک نہیں کہ جو کچھ انھوں نے لکھا ہے ٹھیک ہے، اور جو فقیر کا شوق تھا اسکے موافق لکھا ہے لیکن یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ عبادت سے متعلق تمام امور اسی میں منحصر ہیں۔ شریعت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فقہ کے ساتھ ایک دوسری فقہ یعنی شرع کے معنی کا بھی اعتبار ہے اس معنوی شرع کو تصوف کہتے ہیں۔ تصوف کو علیٰحدہ کتابوں میں لکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فقہ سے خارج ہو جائے۔ علیحدگی ایسی ہے جیسے مشہور فقہ میں کتاب الزکوٰۃ و کتاب الصلوٰۃ الگ الگ ہیں۔ اسی طرح کتاب التصوف

بھی فقہ ہے۔ اگر کوئی ہدایہ کی ہر ہر کتاب الگ الگ چھاپ دے تو کیا یہ کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ وغیرہ ہدایہ سے خارج ہو جائینگے اسطرح توحید و اخلاص و تواضع یا کبر و عجب وغیرہ وغیرہ اخلاق حمیدہ و رذیلہ کے احکام بھی فقہ میں داخل ہیں، لوگوں کو علم کی تو فکر ہے لیکن عمل کی نہیں بڑا اہتمام اس کا ہوتا ہے کہ ساری کتابیں پوری کریں، ہدایہ و قدوری اور شمس بازغہ بھی لیکن عمل کی ذرا پرواہ نہیں۔ حالانکہ فقط کسی چیز کا جان لینا کوئی ایسا کمال نہیں، شیطان بھی بہت بڑا عالم ہے بڑوں بڑوں کو بہکاتا ہے، تفسیر میں وہ ماہر، حدیث سے وہ واقف، فقہ میں وہ کامل اور اگر یہ سب علماء سے زیادہ نہ جانتا ہو تو ان کو بہکا کیسے سکتا ہے، شیطان میں اگر کمی ہے تو اس بات کی کہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایسا علم جو عمل کیلئے نہ ہو جہنم کا ذریعہ ہے۔

غرض ایک تو عمل ہی سرے سے مفقود ہے اور جو کچھ ہے بھی وہ صورت بے معنی یا جسد بے روح، یعنی عمل کو بجائے اچھی طرح اور سنوار کر کرنے کے بیگار کی طرح ٹلاؤ کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً اٹھ بیٹھ لیئے اور نماز ادا ہوگئی، خصوصاً اہل حضرات بھی اس کا خیال نہیں کرتے کہ سوائے ظاہری قیام و قعود کے اور بھی کچھ ہے اور وہ ضروری بھی ہے حالانکہ قرآن میں جہاں قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم ہے اسی کے ساتھ خاشعون بھی لگا ہوا ہے۔ جب صلوٰتھم سے نماز کو مطلوب شرعی سمجھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خاشعون سے خشوع کو مطلوب نہیں سمجھتے حالانکہ دونوں حکم ضروری ہیں اور یہ خشوع ہی ہے جس سے عبادت اچھی ہوتی ہے اس سے احسان حاصل ہوتا ہے۔ احسان کے متعلق تین چیزیں ہیں اول اس کا ضروری ہونا، دوسرے اسکی حقیقت تیسرے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ، اور اجمالاً معلوم ہو چکا کہ احسان حاصل تو

خشوع سے ہوتا ہے اور خشوع کا مطلوب ہوتا ہے ۔ قد افلح المومنون ، سے معلوم ہو چکا اب اس کا ضروری ہونا سنیئے ۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکون کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم ۔ کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور جو حق نازل ہوا اسکے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو پہلے کتاب ملی تھی پھر جن پر دراز زمانہ گذر گیا پس انکے دل سخت ہو گئے ۔"

اور بہت سے ان میں نافرمان ہو گئے ۔ یہاں ذکر اللہ میں خشوع کی ضرورت کا بیان ہے اور ذکر اللہ میں ساری عبادتیں آگئیں اس خشوع کے نہ ہونے پر کیسی وعید ہے ۔ یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دیکر ذکر کیا ہے کہ ایسے نہ ہو جس سے ظاہر ہے کہ ترک خشوع کیسی بری چیز ہے جسکے باعث آدمی کافروں کے مشابہ ہو جاتا ہے ، اور اس کا ثمرہ بیان فرمایا ہے کہ قست قلوبھم : یہ قساوت قلبی ایسی بری چیز ہے کہ قرآن پاک میں فویل للقاسیۃ قلوبھم عن ذکر اللہ اولٰئک فی ضلال مبین ۔ یعنی تباہی و ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جنکے دل خدا کی یاد سے غافل ہو رہے ہیں وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں ۔"

سیدنا آقا و مولیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ قلب قاسی خدا سے بہت دور ہے ۔

طرح طرح سے اس تفہیم و تفصیل کا مدعا فقط یہ ہے کہ جسطرح فقہائے ظاہر نے قرآن و حدیث ہی کے ظاہر و قالب کے شرعی احکام و اعمال ضبط و مرتب فرمائے ہیں ۔ اسیطرح فقہائے باطن یا صوفیا و نے قلب و باطن کے احکام و اعمال مدون فرمائے ہیں ۔ دونوں شریعت کے دو رخ اور عین شریعت ہیں تو ان کو اسلئے تصوف یا فقہ

باطنی یا معنوی' نابلد رہنا یا بعر وکنا، جہل و محرومی ہی نہیں بلکہ اس کے بغیر دین کی حقیقت ومعنویت یا دین کا کمال واحسان نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا جسطرح کنز و ہدایہ ضروری ہے ویسے ہی ابو طالب مکی کی قوت القلوب اور امام غزالی کی الیقین' شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف' اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات غوث العالم حضرت پیر مرشد کے معمولات ابو الوقار و ملفوظات قدسیہ' ذوالفقار بدیع لیکن صرف پڑھ لینا ہی کافی نہیں یہ تو گویا طب کا پڑھ لینا ہے اس کا مطلب یہ ہے

کہ ے قال را بگذار مرد حال شو ٭ پیش مردے کاملے پامال شو

کیسی ناانصافی ہے کہ جب دس برس علم ظاہر کی تحصیل میں صرف کرتے ہیں تو کم از کم دس ماہ تو باطن کی اصلاح میں صرف کرو۔ اور اس کا یہی طریقہ ہے کہ کسی کامل کی صحبت میں رہو۔ ان کے اخلاق عادات' عبادات کو دیکھو غصہ کے وقت اسکی کیا حالت ہوتی ہے، شہوت کیوقت کی حالت میں کیسا رہتا ہے اسی طرح تمام اخلاق کا حال ہے کیونکہ پھر جب کبھی اس کو غصہ آئے تو سوچے گا کہ اس کامل کی غصہ کیوقت کیا حالت تھی اسطرح اسکے دیگر اخلاق وعادات پیش نظر رہیں گے۔ احقر اکثر مثال عرض کرتا ہے کہ کسی کے یہاں طب کی کتابیں بکثرت موجود ہوں اور ان کے والد طبیب بھی ہیں اور صاحبزادے نے کتابیں پڑھ لیں مگر باقاعدہ کسی ماہر طبیب کے مطب میں اسکی عملی مشق نہیں کی وتجربہ نہیں کیا اور مطب کھول کر بیٹھ گئے تو لوگوں کیلئے ہلاکت کا دروازہ کھول دینے کے سوا کیا ہوگا۔؟

یہی حال آجکل اکثر مسلمانوں، قومی یا سیاسی اطباء یا قائدین کا ہے کہ انھوں نے مذہب کے دین کا کوئی معتد بہ علم ہی نہیں حاصل کیا اور جنھوں نے کچھ کیا ہے ان میں سے شاذ ہی کسی طبیب حاذق کی صحبت میں کیا ہوگا اسکی بدولت کتابی علم دین کے اچھے اچھے وتشنین ماہرین نے ہلاکت فروشی کی دوکان لگا رکھی ہے جہاں دین کے نام سے بھی عین دینا

کہ دانستہ یا نادانستہ سوداگری ہو رہی ہے اگر بڑا کتابی علم ہی دینی صلاح و اصلاح کمالِ دین کے لئے کافی ہوتا تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اپنے بعد کے قرون اور بعد کے طبقات امت کے مقابلہ میں ناقص و غیر صالح ہوتے وشان بینہما ان کا فضل و کمال بعد کے بڑے بڑے فقہاء محدثین اولیاء و اقطاب کے مقابلہ میں اسلئے تو مسلم ہے کہ ان سب سے بڑے بڑے کامل کے سامنے پامال ہونیکی سعادت یا صحبت نصیب تھی جو خود لفظ صحابہ و صحابیات کے عرف و اصطلاح کی عظمت سے ظاہر ہے۔"

پھر ہمارے یہ قائدین و مصلحین رنگ رنگ کے جھنڈے لیکر اور طرح طرح کی جماعتیں اور مجالس آگے پیچھے اسلام اور اسلامی کا لفظ لگا کر مسلمانوں کو اپنے حال کی جس اصلاح و انقلاب کی دعوت دے رہے ہیں کہ وہ اس راہ سے پہلے کی طرح آئندہ بھی صدا بصحرا جسد بے روح ہی رہے گا جب تک انقلاب قلب یعنی تصوف کی راہ نہ اختیار کیجائے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ؂ خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی!

نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہر جا و بے جا ہر مصلح کی مسلمانوں کی اصلاح و تغیرِ حال کیلئے زبان زد کچھ ہے اس کا مطلب بھی صوفی بنانا ہے یعنی اگر تم دنیاوی و سیاسی یا ظاہری ترقی ہی چاہتے ہو تو وہ بھی قانون قدرت یا سنت اللہ کی رو سے بلا باطنی یا نفسی اصلاح و تغیر کے ناممکن ہے یہ ما نفس کا تغیر باطن یا قلب کے تغیر و انقلاب کے سوا کیا ہے:"

مادہ پرست دنیادار بھی کسی نہ کسی عنوان سے اسی اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ جنگ سے آراستہ جرار لشکر کا اگر اخلاق باطن (مورل)

بگڑ جائے تو ظاہر ساز و سامان سب دھرا رہ جائیگا۔"

صوفی بنے بغیر دنیا بھی نہیں بن سکتی

اور مسلمان تو خوب اور دل کھول کر سن لیں، اور سمجھ لیں کہ ان کو صوفی بنے بغیر جس کا ترجمہ ہے "پکا مسلمان دین" تو دین و دنیا بھی کسی اور جتن سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جسکے وجوہ و اسباب تفصیل درج ذیل ہیں۔

جب مسلمان مسلمان تھے اور ان کو دنیاوی اعتبار سے بھی غلبہ و تفوق نہ تھا۔ بلکہ قلوب کی سلامتی و جمعیت تھی دشمنوں کے قلوب انکے مقابلہ میں باہم پھٹے ہوئے اور انکے ملے ہوئے تھے، خود قرآن پاک شہادت دیتا ہے کہ تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتی ذلک بانھم قوم لا یعقلون۔ یعنی ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے تم سمجھتے ہو کہ وہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے قلوب پھٹے ہوئے ہیں یہ اسلئے کہ سمجھ اور عقل سے کام نہیں لیتے یعنی عقل کی بات بھی یہی ہے کہ کام قلب و باطن کی قوت و جمعیت سے چلتا ہے نہ کہ محض ظاہری و نمائشی اتحاد و اتفاق سے دھوکہ مت کھاؤ انکے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی غرض اور خواہش کا بندہ اور خیالات میں ایک دوسرے سے جدا ہے پھر حقیقی یکجہتی کہاں میسر آسکتی ہے اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ نمائشی اتحاد کس کام کا، اتحاد اسے کہتے ہیں جو مومنین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض و خواہشات سے یکسو ہو کر سب نے اللہ کی رسی تھام رکھی ہے اور سب کا مرنا جینا خدائے واحد کیلئے ہے، کیا دلوں کی پھوٹ کا یہ نقشہ جو کبھی ہمارے دشمنوں کا تھا خود ہمارے دلوں کا آئینہ نہیں۔ غرضکہ بلا اندر کے اتحاد و اتفاق یعنی قلب و باطن کی اصلاح و انقلاب کے یا صاف لفظوں میں بلا صوفی بنے نہ خدا ہی مل سکتا ہے نہ صنم ... . نہ دین کے حقیقی ثمرات نصیب ہو سکتے ہیں نہ دنیا کے ظاہری منافع حاصل ہو سکتے

ہیں مسلمانوں کی دوس سراسر غیر اسلامی قومیات وسیاسیات سے جسطرح دل کڑھتا ہے،
فقیہ نے زیادہ تر اسکے تقاضے سے تصوف کی بحث میں بھی بظاہر یہ بے جوڑ معترضہ داخل کردیا
تھا لیکن ابھی یہ جملہ معترضہ بشکل ختم ہی ہوا تھا کہ صوفی بنے بغیر حکومت وسلطنت بھی
ہاتھ نہیں آسکتی۔ فرماتے ہیں اس گئی گزری حالت میں بھی مسلمانوں کے اندر اوروں سے
زیادہ سلطنت کرنے کی صفات موجود ہیں مثلاً عدل وانصاف، ترحم وغیرہ بس یہ کمی ہے، کہ
ان میں نظم نہیں اور نظم نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اتفاق واتحاد نہیں۔" اور اتحاد واتفاق
کی جڑ تو منہ ہے اگر ہر شخص دوسرے کو اپنے سے افضل سمجھنے لگے جو تصوف کی تعلیم کا لازمہ ہے۔

قوم کی موت ہے اخلاق سے عاری ہونا ٭ تنگیٔ ظرف کے معنی ہیں ابھکاری ہونا

تو پھر نااتفاقی کی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ نااتفاقی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ
ہر شخص اپنے کو دوسرے سے افضل سمجھتا ہے اور اس سے بڑھنا چاہتا ہے۔ سبحان اللہ کیا
حقیقت بیان کی گئی ہے۔" مختصر بات تو یہ ہے کہ کسی کو اپنا بڑا تسلیم کرلینے میں عار آتی ہے
اور جب تک کسی کو بڑا تسلیم نہ کیا جائے مرکزیت جو نظم کیلئے ضروری ہے قائم نہیں ہوسکتی۔

بلا تصوف کام نہیں چل سکتا

خلاصہ یہ ہے کہ تصوف کے بغیر کام نہیں چل سکتا کیونکہ سب سے اول چیز تصوف
میں تو بہت ضروری ہے تعلیم۔
جس کو اصطلاح میں فنا کہتے ہیں، عموماً تصوف میں یہ سب آخر مقام سمجھا جاتا ہے
اور سب سے آخر مقام بھی فنا ہی ہے تو اس طریق کے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں چل
سکتا۔ خواہ لاکھ اوراد و وظیفے والا، لاکھوں تسبیحیں پڑھنے والا ہو۔
لوگ کہتے ہیں کہ حجروں میں بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوتا میدان میں آنا چاہیئے، میں

کہتا ہوں کہ حجروں میں ہی بیٹھنے سے میدان کی قابلیت پیدا ہوتی ہے جیسے ریڈیو حجرہ
میں ہی رکھا جاتا ہے اور پھر اس سے تقریریں نشر ہوکر تمام عالم میں ہلچل پڑ جاتی ہے۔
اسپر یاد آیا کہ حضرت سعد ابن وقاص ایک معرکہ میں امیر لشکر تھے اور بعارضہ دنبل
نکل آنے نقل وحرکت سے معذور تھے پھر بھی اپنے خیمے میں بیٹھے بیٹھے ہی کمان کر رہے
تھے جب حضرات انبیاء علیہم السلام بلکہ نبی الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی بدر سے
پہلے حرا تھا" تو بدیگراں چہ رسد" عارف الہ آبادی نے خوب ہی فرمایا ہے۔

نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غار حرا پہلے

آگے اس مقام فنا کا ایک میدانی کارنامہ نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابو محجن ثقفی
اس جرم میں کہ انھوں نے شراب کی تعریف میں اشعار لکھے تھے عین کارزار میں زنجیر
سے باندھ دیئے گئے تھے کفار میں ایک شخص رستم نامی تھا جس نے کئی مسلمانوں کو
شہید کردیا تھا۔ حضرت ابو محجن کو یہ دیکھ کر تاؤ آگیا کہ میں جاکر مقابلہ کروں مگر مجبور تھے
زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے بالآخر رہا نہ گیا اور امیر لشکر کی بیوی سے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھ کو
اسوقت چھوڑ دیا جائے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سلامت واپس آگیا تو پھر اپنے کو اس زنجیر
سے بندھوا دونگا اور اگر شہید ہوگیا تب بھی امیر لشکر کا کچھ حرج نہ ہوگا کیونکہ مجھ سے نار جہنم
میں جھٹکارا مل جائیگا غرض کسی طرح رستم کے مقابلہ جا پہونچے منہ چھپا لیا تھا۔
رستم کے پاس پہونچتے ہی اس کو قتل کردیا اور خود واپس آکر حسب وعدہ پھر اپنے کو
مقید کرادیا۔ بات یہ ہے کہ وہاں اصل مقصود اتباع احکام اور تحصیل رضائے الٰہی
تھا اس میں امیر لشکر اور لشکری سب فنا تھے اسکے مقابلہ میں اور مصلحت کی
پرواہ نہ تھی ؎

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار ÷ بگذارند وخم طرہ یارے گیرند

شہادت کے متعلق عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جہاد میں مقتول ہو کر شہید ہو جانا ہی اصل مقصود ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے مقتول ہونا اصل مقصود نہیں بلکہ قاتل ہونا اصل مقصود ہے اور مقتول ہونا قاتل ہونے کی حد تک ہے یعنی حکم یہ ہے کہ مقتول ہونے کی حد تک ہی قاتل بنے رہو اور قاتل ہونے میں ہی مقتول ہونے کی نوبت آجائے تب پرواز کرو۔" جملہ معترضہ ۔۔۔

لیکن تجربہ کے تصوف" کی تحقیر جس جہل و نادانی پر مبنی ہے اسکے دور کرنے اور نام سیاسی میدانوں میں پوری طرح واضح کرنے کیلئے کام میدان میں بھی تصوف کے بغیر چل نہیں سکتا، دراصل اسلامی تصوف ہی کے بارے میں ایک تجدیدی نکتہ ضرور تفصیل تھی۔۔

تصوف سے توحش کی وجہ

اسلامی تصوف کی اس حقیقت و اہمیت کے باوصف کہ وہ عین دین اور کمال اسلام کے سوا کچھ نہیں جس سے دور ہو کر مسلمان بحیثیت مسلمان بقیہ دنیا بھی دور سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں پھر اہل دنیا ہی نہیں بلکہ ان سے بڑھکر بعض اکابر دین تک کو تصوف کے غیر دین یا طریقت کے خلاف شریعت ہونے کی بدولت اس سے انکار و توحش کا بہت بڑا شاہد ہوتا ہے کہ حضرات صوفیہ کے بہت سے حقائق و معارف اذکار و اشغال، مجاہدات و مراقبات، احوال و کیفیات، توجہ و تصرفات، کشف و کرامات، ترک لذات و تعلقات، بیعت و نسبت، اور رسوم و عادات وغیرہ کی خاص خاص صورتوں کا ان حضرات کو کتاب و سنت کی عام و مخصوص تعلیمات میں بظاہر نام و نشان نہیں ملتا۔ اور مغالطہ یہ ہو گیا ہے کہ تصوف و طریقت کی اصل و حقیقت ہی بدعات ہیں۔

سو تصوف کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان کے ظاہر و قالب کی طرح قلب

باطن کی صلاح واصلاح کے انہی احکام کا عرفی نام واصطلاحی نام ہے جو ظاہر کے فقہی احکام کی طرح خود قرآن وحدیث میں منصوص ہیں اور اس طرح تصوف طائیت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اذکار واشغال ومجاہدات

یاد رہے کہ اذکار واشغال، مجاہدات ومراقبات وغیرہ کے ایسے صوفیانہ طریقے جو بظاہر قرآن وحدیث میں ذکر کردیا ان سے ماخوذ نہیں معلوم ہوتے تو اس بارے میں حضرات بزرگان دین کی تجدید تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف کے دوست ودشمن، معتقد ومنکر دونوں ایک مشترک غلطی میں پڑ گئے ہیں کہ ان چیزوں کو تصوف کے مقاصد کی غایات سمجھ لیا حالانکہ ان کی اصل تدابیر ومقدمات یا آثار وثمرات کی ہے مقاصد تصوف میں یہ چیزیں قطعاً نہیں اسلئے ان کو بدعات کہنا سرے سے بے معنی ہے، بدعت نام ہے احداث فی الدین کا، یعنی دین میں دین کا مقصد جان کر کسی نئی چیز کا اضافہ کرنا نہ کہ احداث للدین یعنی مقاصد دین کے حصول کیلئے تجربہ کی بنا پر کسی نئی تدبیر کا تیار کرنا جیسے طب میں صحت وحفاظت کے حصول کیلئے نئی نئی تدابیر وادویہ کا تجربہ واضافہ ہوتا رہتا ہے۔

یا خود دین میں علوم دین کی حفاظت واشاعت کیلئے مدرسہ کھولنا، کتب خانہ قائم کرنا، لیتھو اور ٹائپ میں کتابیں چھاپنا، درس وتدریس کیلئے نصاب تعلیم کی نئی نئی صورتیں تجویز کرنا امتحانی سند دینا، ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں نئی نئی یا احداث ہیں لیکن چونکہ احداث للدین ہیں اسلئے نہ بدعات ہیں اور نہ ان کو کتاب وسنت میں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے مثلاً نماز میں خشوع هم فی صلاتهم خاشعون، اور حضور قلب لا صلوٰة الا بحضور قلب مقصود ومامور ہے اور تجربہ سے ذکر وشغل یا مراقبہ وغیرہ کی کوئی خاص صورت وہیئت اس مقصد کے

حصول میں معین معلوم ہوئی، جیسی کوئی شرعی ممانعت یا قباحت ہی نہیں تو اسکو خود ایجاد یا اختیار کر لینا یا غیر مسلموں اور دین کے دشمنوں تک سے اخذ و قبول کر لینا ایسا ہی ہے جیسے جہاد کیلئے تیر و تفنگ کے بجائے بندوق اور شین گن کا ان سے سیکھ، بلکہ چھین لینا

صوفیہ کا ایک شغل پاس انفاس کا ہے جو بہت عام ہے یہ اشغال ہیں سے ہے اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور خطرات دفع ہوتے ہیں۔ اسطرح ذکر کے مختلف طریق ہیں جیسی جسکو جمعیت ہوا اختیار کرنا چاہئے کیونکہ جمعیت گو خود مقصود نہیں لیکن مقدمہ ہے حصول مقصود کا اور مقدمات کا مقصود میں بہت دخل ہوتا ہے اسلئے مشائخ نے مقاصد کیلئے کچھ مقدمات تجویز کئے ہیں اور ان کو عملاً ایسی ہی اہمیت دی ہے جیسی مقاصد کو۔

لیکن ان مقاصد کے اصل ہونے کے بجائے مقدمات ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مقاصد کی طرح ان مقدمات میں سے کسی خاص مقدمہ کو اختیار کرنا ہی لازم و واجب نہیں رہا یہ سوال کہ مختلف مقدمات میں سے کس کو اختیار کیا جائے اس کا خود ہی فیصلہ کرے یعنی جیسی جمعیت وہ جس چیز زیادہ ہو وہی زیادہ نافع ہوگا اور یہ مسئلہ کہ جمعیت مطلوب نافع ہے۔ قواعد فن نیز تجربہ سے تو معلوم تھا ہی۔"

دلیل شرعی یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر کھانا تیار ہو اور نماز بھی تیار ہو یعنی بھوک کا تقاضا ہو تو پہلے کھانا کھالے پھر نماز پڑھے سو اسکی علت صرف یہ ہے کہ اگر پہلے نماز پڑھی تو طبیعت مشوش رہے گی نماز میں جمعیت حاصل نہ ہوگی۔ اس کے عکس میں نماز تو جمعیت کے ساتھ ہوگی اور کھانا تشویش کی حالت میں، کیونکہ نماز میں جی لگا رہے گا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت الکوفی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی وجہ عجیب عنوان سے بیان فرمائی ہے۔ لان یکون اکلی کلہ صلوٰۃ خیر من ان یکون صلوٰتی کلہا اکلا " یعنی میرا کھانا اگر نماز بن جائے تو بہتر ہے اس سے کہ میری نماز

کھانا بن جائے۔"

غرضیکہ جتنے اشغال ہیں وہ جمع خواطر ہی کیلئے مقصود بالذات نہیں اور اس میں مشائخ نے یہانتک وسعت کی ہے کہ بعض جوگیوں تک سے لئے ہیں۔ مثلاً حبس دم جو جوگیوں کے یہاں کا شغل ہے مگر چونکہ یہ ان کا مذہبی یا قومی شعار نہیں اور خطرات کے دفع کیلئے نافع ہے اسلئے اسکو بھی اپنے یہاں لے لیا ہے اور اسمیں کچھ حرج نہیں نہ اسمیں تشبیہ ممنوع ہے کیونکہ جو چیز کسی دوسرے فرقہ کا نہ قومی شعار ہو نہ مذہبی، محض تدبیر کے درجے میں ہو اس کو تدبیر ہی کی حیثیت سے کسی نفع کیلئے اختیار کرنے میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے۔ چونکہ حبس دم میں رفع خطرات کا محض ایک طریقہ تدبیر ہے اسلئے اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ یہ اخذ محض تدبیر میں ہے نہ کسی مذہبی یا قومی شعار میں اور اسکے جواز کی دلیل خندق کا واقعہ ہے سیدنا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کو چاروں طرف سے محدود و محفوظ فرمانا چاہتے تھے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں فارس میں شہر کے گرد خندق کھود دیتے ہیں چنانچہ سیدنا حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے حکم دے دیا کہ خندق کھودی جائے اور بنفس نفیس کھودنے میں شریک ہوئے تو انتظام و تدبیر فارسیوں کا کوئی مذہبی شعار نہ تھا، محض ایک تدبیر تھی، اسلئے حضور نے اجازت دیدی۔"

باقی نفس ذکر جسکی کثرت و دوام پر تصوف میں آنا زور ہے اسکے متعلق عرض خدمت ہے۔ "تصوف" کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اعمال جوارح کے متعلق واجبۃ عمل یعنی اوامر و نواہی کی پابندی ہو۔ یعنی امانات الٰہیہ کو مالک حقیقی کی حسب مرضی وحسب ہدایت استعمال کرنا۔ مثلاً دل، دماغ، آنکھ، روح، نفس، حواس خمسہ ظاہرہ و باطنی علم و عقل خوف و شوق، ارادہ و اختیار، قدرت و طاقت، جسم و اعضاء جسم وغیرہ ان کو مالک حقیقی نے جس لئے عطا فرمایا ہے وہ ہی کام ان سے لینا چاہیئے، یعنی مالک حقیقی کی مرضی و ہدایت کے تحت

ان کو استعمال کرنا یعنی تحت شریعت خواہشات و حظوظ و لذات جذبات بالذات مقصود زندگی نہیں بلکہ خالق لذات و خواہشات و جذبات، مقصود و مطلوب و محبوب ہوں اور انکی مرضی و ہدایات کے تحت ان کو پورا کرنا، کھانا، پینا، رہنا، سونا، جاگنا، پیشاب، پاخانہ وغیرہ مالک حقیقی کی ہدایت و مرضی کے موافق ان کو انجام دینا، روپیہ پیسہ، مال و دولت، کسب معاش، تجارت و تجارت، مقصود بالذات نہ ہوں، مالک حقیقی کا حکم تکوینی سمجھ کر ان کی مرضی کے تحت یعنی تحت کتاب و سنت حاصل کرنا، عام انسان ماں، باپ، اولاد بیوی، اہل قرابت، ہمسایہ، مہمان، عام مسلمانوں انسانی برادری، جانوروں، درختوں کے حقوق، غرضیکہ جملہ مخلوقات تعلق، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی جہت سے ہو اور مالک حقیقی کے مملوک سے انکی مرضی وہدایت کے تحت برتاؤ یا معاملہ کیا جائے بالذات کسی سے تعلق نہ ہو، حتیٰ کہ اپنے نفس سے بھی تعلق بالذات نہ ہو بلکہ مالک حقیقی کی چیز سمجھ کر تعلق ہو دوسری چیز باطن کو دوام ذکر میں مشغول رکھنا کیونکہ یہ بندہ مخلوق جو وجود و ہستی میں ہر لحظہ و ہر لمحہ محتاج ہے اور یہ بندہ مربوب جو ہر آن اپنی پرورش و تکمیل جسمانی و روحانی میں رب العالمین کا محتاج ہے جو بالکلیہ اپنے مالک حقیقی کے تصرف و قبضہ میں ہے اور بندۂ محکوم جو اس احکم الحاکمین کے زیر تصرف ہے یعنی تکوینی غیر شعوری اضطراری تابعداری ہمہ وقت کر رہا ہے لہٰذا اس بندہ مخلوق مربوب مملوک محکوم یعنی عبد یا غلام فرض ہے کہ کسی وقت اپنے خالق، مالک و حاکم، اللہ حقیقت کی یاد سے یک لحظہ غافل نہ ہو ؎

غافل تو یک لحظہ ازاں ماہ نباشی ٭ شاید کہ نگہے کند آگاہ نباشی

بلا ذکر کے نہ خالق کی خالقیت، رب کی ربوبیت، مالک کی مالکیت، و حاکم کی حاکمیت کا جلوہ ہو سکتا ہے اور نہ مخلوقیت، مربوبیت، مملوکیت، محکومیت کا مظاہرہ کرنے کی توفیق ہوگی اور نہ خصوصی برکات کا نزول ہوگا، اور یہ بھی واضح رہے کہ بلا ذکر کثیر کے اور بلا

رابطہ کے مسلوک تصوف کے مسائل، علم کلام کے مسائل ہو کر رہ جائیں گے اور یہ سب
باتیں مسائل تعلقی ہونگے تحقیقی نہ ہونگے اور درجہ یادداشت و مرتبہ احسان حاصل نہ ہوگا
بزرگان دین یعنی ائمہ طریقت نے جو قرآن شریف، حدیث شریف سے طریقۂ
ذکر الٰہی کے استخراج فرماتے ہیں۔ بلا ان کی پابندی کے حصول مقصود دشوار ہے۔ خلاصہ یہ
ہے کہ اولاً علم ذات و صفات بقدر استعداد ہو، پھر درستی عقاید ان کے بعد توبہ اجمالی ہو
اسکے بعد، ذکر، فکر، مجاہدہ، مراقبہ ہو اور صحبت اہل اللہ لازمی ہے تو حصول مقصود میں
انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔"

ذکر کی یہ کثرت و دوام خود قرآن عظیم و حدیث کریم میں منصوص و متواتر ہے۔ اذکروا
اللہ ذکرا کثیرا وغیرہ کے علاوہ یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم
کی مشہور آیت ہی سے نہ صرف کثرت بلکہ دوام بھی ثابت ہے اسلئے کہ اسکی کل تین حالتوں
میں ذاکر رہنے کے معنی سوتے جاگتے ہر وقت اور ہر حال میں ذاکر رہنے ہی کے ہو سکتے ہیں
محاورہ میں بھی کسی بات کا اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، رہنے کے معنی کثرت و دوام ہی کے
ہوتے ہیں۔

نیز اسی آیت سے ذکر قلب کا بھی انبساط فرمایا ہے اس کھڑے بیٹھے لیٹے آدمی بہت
سے دوسرے کاموں یا باتوں میں لگا رہتا ہے جنکے ساتھ لسانی کے بجائے (خیالی) یا قلبی
ہی ذکر ممکن ہے خصوصاً لیٹنے میں جبکہ اس میں سونے کی حالت بھی داخل ہو۔ پھر لا
تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ سے قلب کی خصوصیت کو اور بھی واضح فرمادیا
ہے اسلئے کہ تجارت اور کاروبار کی مشغولیت کے اوقات میں بھی ذکر سے غافل نہ ہونا قلبی
ذکر ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

تو جو ذکر قرآن و حدیث میں مامور و منصوص ہے وہ دراصل ذکر قلب ہی ہے جسکے بغیر

ذکر کی لغوی و معنوی حقیقت ہوہی نہیں سکتی۔"

ذکر کے لفظی و معنوی معنی یاد داشت کے ہیں، اور کسی شے کو جب یاد کیا جاتا ہے یا خود یاد آجاتی ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ذہن کو اسکی جانب متوجہ کیا گیا یا از خود متوجہ ہوگیا، جب آدمی کسی بھولی ہوئی بات کو یاد کرنا چاہتا ہے تو اس کی حقیقت اسکے سوا کیا ہوتی یا ہوسکتی ہے کہ اسکی جانب ذہنی یا قلبی توجہ والتفات سے کام لے رہا ہے بلکہ زبان سے اس کا نام لینا تو ضروری نہیں ہوتا۔"

لہٰذا یاد یا ذکر در اصل نام ہے مذکور کو دل سے یاد کرنے اور اسکی طرف قلبی توجہ کا، یہ کہ محض لسانی تلفظ البتہ زبان سے یا خیال سے نام لینا یا لسانی، یا خیالی تلفظ قلبی توجہ کا عام و آسان ذریعہ ہے، اسلئے کسی بھولے بسرے یا مرے ہوئے دوست و عزیز کا نام ہمارے سامنے لیا جائے تو اسکی، اور اسکے تعلقات کی یاد دل میں تازہ ہو جاتی ہے یعنی قلب ان بھولی ہوئی باتوں کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے۔"

احادیث میں اٹھتے بیٹھتے، سونے جاگنے، کھانے پینے، ملنے، جلنے، رنج و راحت، بیماری و صحت، عیادت و تعزیت، دعوت و رخصت، سواری و سفر وغیرہ غرض زندگی کے تمام چھوٹے بڑے احوال و واقع پر اللہ تعالےٰ کی قدرت و حکمت و نعمت و مشیت وغیرہ کی یاد دہانی کیلئے جو اذکار ماثور و ماثور ہیں ان کا منشا یہی ہے کہ دن و رات، ہر حال اور ہر موقع کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کے خاص تعلق کی یاد دل میں تازہ ہوتی رہے۔ مثلاً کھانے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور پہننے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ کا مدعا اسکے سوا اور کیا ہے کہ ہم دل سے یہ سمجھیں کہ کھلانے پلانے، پہنانے اڑھانے والا روزی رزق عطا فرمانے والا حقیقۃً اللہ ہی ہے ظاہری اسباب و وسائل محض ظاہری ہیں۔

ایک صاحب نے اپنے سے متعارف ذکر و شغل سے اپنی نامناسبت کے ساتھ عرض کیا کہ اللہ تعالٰی کا یہ فضل و احسان ہے کہ زندگی کے تمام چھوٹے بڑے کاموں میں اسکی مالکیت، فعل و قدرت حکمت و مشیت وغیرہ کا کسی نہ کسی طرح ادراک و استحضار رہتا ہے تو اس سے قلب و جوارح سب کے اعمال میں بہت نفع محسوس ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تھوڑا یا انعام ہے یہی تو مقصود اعظم ہے اذکار و اشغال متعارفہ اس کا تو مقدمہ ہیں اسکے ہوتے ہوئے مقدمات کی کاوش کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ کسی کو پکی پکائی روٹی مل گئی اور وہ بھی تمنا کرتا ہے خود پکاؤں۔ باطن کو دوام ذکر میں مشغول رکھنا تصوف کے اعلٰی مرتبہ کا لازم جز ہے اس سے مراد ہی دل کی یادداشت اور توجہ ہے یعنی حق تعالٰی کی یاد دل میں اس طرح بس جائے کہ زندگی کی حرکت و سکون اس رضا و نارضا، اسکی محبت و عظمت اسکی سزا و جزا عذاب و ثواب پیش نظر ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بجز بشری سہو و خطا و غفلت کے دیدہ و دانستہ اللہ تعالٰی کی نافرمانی یا چھوٹے بڑے معاصی کے قریب جانا اسکے لئے عملاً ناممکن ہوگا۔"

ذکر حقیقی سارے معاصی سے بچنے اور تمام اوامر کے بجالانے کو مستلزم ہے۔ لوگ سوا لاکھ مرتبہ اللہ اللہ کہنے کو ذکر اللہ سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ذکر نہیں۔ صورت ذکر اور ذکر کے آثار سے ہے ورنہ اگر اسکو حقیقت ذکر حاصل ہوتی تو یہ شخص دوسرے اعمال کا تارک نہ ہو سکتا۔ علاوہ سوا لاکھ دفعہ اللہ اللہ کرنے والے دوسرے اعمال سے معرا ہیں خصوصاً اخلاق سے تصوف کی نسبت یہ علمی و عملی ایسی عام غلطی ہے کہ دوسروں کا تو ذکر ہی کیا خود عام وغیرہ بھی صوفیہ تک اس میں مبتلا ہیں کہ کثرت و دوام ذکر محض اس لفظی و لسانی یا زیادہ سے زیادہ اصطلاحی یا قلبی ذکر سمجھ لیا ہے جس کو قلب کا جاری ہونا کہتے ہیں۔"

"اس لئے ذکر کی اصل حقیقت ذرا اور توجہ و تفصیل سے سن لینا ضروری ہے۔"

ذکر کی حقیقت

بتلاتا ہوں اسکو ایک مقدمہ سے سمجھئے وہ یہ کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض مرتبہ شریف آدمی کے دل میں بعض جرائم کا تقاضا ہوتا ہے جیسے چوری وغیرہ۔ چنانچہ بعض شریف آدمی ہی چوری کرنے لگتے ہیں محض اس وجہ سے کہ طبیعت کا تقاضا ہے اور یہ تقاضا اس وجہ سے نہیں کہ ان کا پیشہ چوری کرنا ہے بلکہ محض احتیاج کیوجہ سے کیونکہ احتیاج بری بلا ہے یہ انسان کو بری سے بری جگہ لے جاتی ہے ایک تو یہ منظر ہے کہ اسکو سامنے رکھئے، اب اس کے مقابلہ دوسری جماعت کو دیکھئے باوجود تقاضا و افلاس کے چوری نہیں کرتے، چوری تو کیا سرکاری مطالبہ و مالگذاری وغیرہ کو بھی نہیں ٹالتے بلکہ اپنی زمین اور جانور (دوسامان) بیچ کر مالگذاری ادا کرتے ہیں گو گھر میں خاک ہوجائے۔

اس میں غور کیجئے کہ پہلی جماعت چوری پر کیوں اقدام کرتی ہے اور دوسری جماعت مالگذاری ادا (اور) نہ مطالبہ تک کیوں ادا نہیں کرتی ہے حالانکہ احتیاج افلاس میں دونوں برابر ہیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ ان کو ایک چیز یاد آئی جو اس جماعت کو نہیں یاد آئی یعنی سزا قید وغیرہ کی رسوائی وبس۔

اب سمجھئے کہ ذکر کی حقیقت بھی یہی ہے اور یاد بھی اسکو کہتے ہیں، محض علم کا نام یاد نہیں کیونکہ چوری پر سزائے قید و سزائے تازیانہ ہونا پہلی جماعت کو بھی معلوم تھا مگر یہ سزا و قید اسکے پیش نظر و مستحضر نہ تھی اسلئے وہ جرائم نہ کرسکی اور دوسری جماعت کے پیش نظر اور پوری طرح مستحضر تھی اس لئے وہ اقدام نہ کرسکی۔

بہت بڑی غلطی !

ایک اور بہت بڑی غلطی کا ازالہ فرمایا گیا ہے کہ جنت وجہنم کی یاد کو حقیقی ذکر سمجھنا تو الگ رہا حقیقی تصوف کے درجہ سے اسکو فروتر خیال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا جنت وجہنم پر نظر ہو حالانکہ یہ عین عبدیت ہے ، اور انبیاء علیہم السلام تک اسکی یاد اور رغبت ، رہبت سے بے نیاز نہ تھے البتہ غلبۂ حال سے معذوری ہے اور ان کے حواس سب معطل ہو جاتے ہیں اس حالت میں ان کو غیب کی کچھ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ، تو بیشک لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور اسکے نا ممکن ہونے پر دلیل قائم کرتے اور کہتے ہیں کہ قوائے حسیہ اور ادراک اور علم کے اسباب ہیں ، جن کو ان کے ہوتے ہوئے وہ امور غیبی معلوم نہ ہوئے تو ان کے کھو جانے سے بطریق اولیٰ نہ معلوم ہونگے ، مگر یہ دلیل ایسی ہے جسکو مشاہدہ اور واقعات جھوٹا ثابت کرتے ہیں ، پس جیسا کہ عقل آدمی کے اطوار میں سے ایک طور ہے جسکے ذریعہ سے آدمی کیلئے ظاہر آنکھوں کے سوا ایک اور آنکھ کھل جاتی ہے جسے بہت سے ایسے معلومات کو دریافت کرسکتا ہے جنکے اندر حواس ظاہری معطل اور نکمے ہیں اسطرح نبوت بھی ایک طور ما سوائے دیگر اطوار مذکورہ بالا کے ہے ، جسکے ذریعہ سے ایک اور تیسری آنکھ کھل جاتی ہے جس سے غیب کی باتیں منکشف ہوتی ہیں اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جنکو عقل دریافت نہیں کرسکتی ، اگر کوئی شخص نبوت میں شک کرے تو تین حال سے خالی نہیں یا تو اسکے ممکن ہونے میں اسکو شک ہوگا یا اسکے موجود اور واقع ہونے میں یا ایک شخص معین کے لئے اس درجہ نبوت کے حصول میں ، اسکے امکانات کے ثبوت کی دلیل تو یہ ہے کہ نبوت موجود ہے اور جو چیز موجود ہے ، اسکے امکان میں شک نہیں ہو سکتا ، اب آپ پوچھیں گے کہ نبوت کے موجود ہونے کا کیا ثبوت ہے تو ہم کہیں گے کہ دنیا میں بعضے امور ایسے ہیں جو عقل کے ذریعے کبھی دریافت نہیں ہوسکتے جیسا کہ علم طب اور علم نجوم ، جو

شخص ان علوم کو پڑھتا ہے وہ بالضرور جان لیتا ہے کہ ابتداء بدون الہام الٰہی اور توفیق ایزدی کے ان علوم کے پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ سب علوم تجربے سے حاصل ہوئے ہیں اور ہو سکتے ہیں، اسکے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ بعض احکام علوم نجوم کے ایسے ہیں جن کا وقوع ہزار برس میں ایک دفعہ ہوتا ہے، اور تجربہ کئی دفعہ کے آزمانے کا نام ہے، تو بتلایئے کہ اس صورت میں کس حکیم کی عمر ایسے مسائل کے تجربہ کے واسطے کتنی ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے، علیٰ ھذا القیاس ادویہ کے خواص ہیں اس دلیل سے ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ ایسے امور کی دریافت کرنے کیلئے ایک اور طور سوائے طور عقل کے ہو، اور اسی طور کو نبوت کہتے ہیں۔ بلکہ ایسی چیزوں کا دریافت کرنا، جو مدرکات عقل سے خارج ہیں۔ نبوت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے، اور ما سوائے اسکے اور بہت سے خواص نبوت کے ہیں جو بیان میں نہیں آسکتے اور جو خواص ہم نے بیان کئے ہیں وہ سمندر میں سے ایک قطرہ ہیں، کیونکہ تمہارے پاس اس کا ایک نمونہ معلومات خواب ہے، اور دوسرا نمونہ علم طب اور علم نجوم وغیرہ ہیں۔"

اور یہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہیں جنکو ابتداءً عقلاً اور حکماء اپنی عقل کے سرمایہ سے ہرگز دریافت نہیں کر سکتے تھے ان کے سوائے بعض خواص نبوت ایسے ہیں، کہ صرف وہ ذوق سے حاصل ہو سکتے ہیں۔"

جو تصوف کے راستے پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر نبی کیلئے کوئی ایسا خاصہ ہو جس کا نمونہ آپکے پاس نہیں تو اس صورت میں آپ اسے کبھی نہ سمجھیں گے، چہ جائیکہ اسکی تصدیق، کیونکہ تصدیق سمجھنے کی بات ہوا کرتی ہے۔ یہ نمونہ سلوک تصوف کے ابتدائی درجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اتنے ہی سے ایک طرح کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور اسے ایک طرح کی تصدیق ان معلومات کی حاصل ہو جاتی ہے جو صرف عقل و فکر سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور یہ

خاصیت اصل نبوت پر ایمان لانے کے واسطے کافی اور وافی ہے۔ اگر آپ کو کسی خاص آدمی کی نبوت پر شک ہے کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو یہ شک اسکے احوال کی دریافت کرنے سے رفع ہو سکتا ہے اور نبوت کا یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ احوال کی معرفت یا تو اس نبی کے مشاہدہ سے ہو سکتی ہے۔ یا متواتر سماعت کے ذریعہ سے۔

دیکھو جب آپ نے علم طب اور علم فقہ پڑھا تو آپ کو یہ طاقت حاصل ہو گئی کہ آپ اطباء اور فقہا کا حال دریافت کرنے لگے، یا تو ان کے حالات کے دیکھنے سے یا انکے اقوال سننے سے، اگر آپ ان کو دیکھ نہیں سکتے تو یہ امر بخوبی آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ تھے اور جالینوس طبیب تھا۔ یہ علم تو آپ کو اپنی تحقیق سے حاصل ہوگا جو انکی کتابوں اور تصنیفات کے دیکھنے سے جو آپ نے علم فقہ اور طب کے پڑھتے وقت دیکھنے میں حاصل ہوئی ہے۔ نہ غیر کی تقلید سے سن سنا کر، بس اس طرح سے آپ انکے حالات کو بالضرورت جان سکتے ہیں۔ جب آپ نبوت کے معنی سمجھ کر قرآن اور حدیث میں نظر کرینگے تو آپ کو بالضرور ثابت ہو جائیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے نبی تھے۔

اور اس امر کی تائید اسطرح ہو جائیگی، کہ جب آپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال کو دیکھو گے جو عبادات کے باب میں اور ان کی تاثیر تصفیہ قلب کے باب میں ہیں تو ان کو برحق و راست پاؤ گے اور نیز آپ نے دیکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کیسا سچا ہے۔ من عمل بما علم ورثه الله العلم مالم یعلم، جو شخص اپنے علم پر عمل کرے گا، اللہ تعالےٰ اسکو ان علوم کا وارث کردیگا جن کو وہ نہیں جانتا، اور یہ بھی قول ہے من اعان ظالما سلطه الله علیه کہ جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس ظالم کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تعلیم

"جو شخص صبح کو اٹھے اس حال میں کہ اس کو صرف ایک ہی فکر ہو یعنی فکر الٰہی، تو اللہ تعالیٰ اسکے سارے دنیا و آخرت کے غم کو رفع کر دیتا ہے" جب آپ ان اقوال کی صداقت کا تجربہ ہزار ہا اقوال میں کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ ارشادات محض سچ ہیں، جن میں کوئی شک نہیں، پس آپ اس طریق کی تعلیمات سے نبوت کا یقین تلاش کیجئے، نہ لاٹھی کے سانپ ہو جانے سے یا چاند کے پھٹ جانے سے کیونکہ جب صرف کسی ایسے معجزہ کی طرف نظر دوڑائیں گے، جسکے ساتھ بے شمار قرینے اور دلائل جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور راستی پر دلالت کرتے ہیں شامل نہ ہو جائیں تو اس صورت میں کبھی آپ کو خیال گذرے گا، کہ وہ سحر تھا، یا خیال بندی تھی، اور اس کا ثبوت درجہ تواتر تک نہیں پہونچا اور اگر درجہ تواتر تک کو پہونچ بھی جائے تو شاید اس کا آپ کو یقین نہ آئے۔"

اور یہ امر خدا تعالیٰ کی طرف سے آپکو گمراہی میں ڈالنے کیلئے ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور شاید اور اعتراضات معجزات کی بابت آپکے دل میں پیدا ہوں لیکن اگر آپ کا ایمان نبوت پر ایسے کلام کی سند سے ہوں جو ایک سلسلہ وار ہو اور اس میں بہت سی صداقتیں ہوں تو بصورت دلالت معجزہ کے آپ کا ایمان ایسے سلسلہ وار کلام سے جسپر کوئی اعتراض نہ وارد ہو سکے گا، اور پختہ ہو جائیگا اس صورت میں ایسے خوارق و عادت آپ کی نظر میں ایک قرینہ اور دلائل صداقت نبوت کے ہوں گے اور ایک کو مجموعۂ دلائل سے ایک ایسا ضروری اور بدیہی علم نبوت کا حاصل ہو جائے گا جسکی سند میں کوئی معین خاص دلیل پر آپ کا تکیہ اور بھروسہ نہ رہے گا۔ جیسا کہ کسی چیز کا علم تواتر اور شہرت عامہ سے حاصل ہوتا ہے کہ وہاں یہ نہیں کہہ سکتے، کہ یہ یقین فلاں شخص واحد مخصوص سے حاصل ہوا ہے بلکہ اس علم یقین کا منبع غیر معین ہوتا

ہے، جو ان مجموعہ اعداد کثیرہ سے باہر نہیں وہ تو حکم مشاہدہ کا رکھتا ہے، یا یوں کہو کہ گویا اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا، اس قسم کا علم یقین سوائے صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حاصل نہیں ہوتا۔

مصطلاحاتِ صوفیہ یعنی اصطلاحاتِ تصوف

چونکہ ہر علم کے مسائل اور اسکے فہم مطالب و دقائق کی بنیاد خاص ان اصطلاحوں پر ہوتی ہے، جو ماہرین علم مقرر کرتے ہیں، اسی وجہ سے علماء فن کے ہر گروہ کے یہاں انکشاف مسائل اور افہام مطالب کیلئے خاص الفاظ کا استعمال ہوتا ہے تاکہ اس فن کے حقائق و معانی سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو، ایسے ہی صوفیاء کرام کے یہاں بھی کچھ الفاظ ہیں جنکو وہ آپس میں کشف معانی اور تفہیم حقائق کے لئے استعمال کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے وہ بھید اور اسرار جنکو اللہ تعالےٰ نے انکے قلوب میں ودیعت فرمایا ہے اجنبی اور نااہلوں سے پوشیدہ رہیں کہ وہ ان اسرار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے حیرت اور پریشانی میں نہ پڑ جائیں، لہٰذا ضروری ہوا کہ اس موقع پر چند مصطلاحات صوفیہ رحمہم اللہ کا بیان کیا جائے تاکہ طالب کو طریق سلوک اور لطائف وغیرہ کے نیز من کو سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو، اور یہ بھی کہ احوال قلب و نفس کے پہچاننے کی سمجھ پیدا ہو جائے اور حال و مقام کا ادراک کر سکے اور ہر مقام کے مناسب حال کیفیت باطن اور لطافت و نیرنگی کی بصیرت حاصل ہو سکے۔ یہ غرض بیان اس مقصد میں فی الجملہ معین و مددگار ثابت ہوگا۔

تصوف کیا ہے؟ توضیح المذاہب میں لکھا ہے کہ لغت میں تصوف، صوف (اون) پہنا ہے، اور یہ زہد و ترک دنیا کا اثر ہے اور اہل عرفان کی اصطلاح میں

نام ہے، دل کو ماسوای اللہ کی محبت سے پاکیزہ کر لینے اور ماموراتِ شرع پر اعتقاد رکھتے ہوئے منہیاتِ شرعیہ سے باز رہنے اور عمل سے ظاہر کو آراستہ کرنے اور فرمودات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مواظبت اور ہمیشگی اختیار کرنے کا۔

اور تصوف کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ "تصوف مخلوق کی محبت سے دل کا صاف کرنا اور طبعی خصلتوں سے مفارقت اختیار کرنا، اور صفاتِ بشریہ کا دبانا، اور نفسانی دعووں سے یکسو ہونا۔ اور روحانی صفات کو حاصل کرنا اور علوم حقیقیہ سے تعلق پیدا کرنا اور ہمیشہ اولی اور احسب طریقے پر عمل کرنا، اور تمام امت کا خیرخواہ اور اللہ تعالےٰ کا وفادار رہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔"

صوفی کون ہے؟ اہلِ تصوف کے نزدیک صوفی وہ شخص ہے، "جس نے خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ بقا پائی ہو اور امور طبیعہ سے خلاصی پا کر حقیقۃ الحقائق کے ساتھ متصل ہو گیا ہو" اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ "صوفی وہ ہے جو اپنے دل کو خدائے تعالےٰ کیلئے صاف کر کے خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کو نہ چاہے" اور بعض نے کہا ہے کہ "صوفی وہ ہے، جو خلق سے جدا اور حق کے ساتھ ہو" اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمایا ہے کہ "صوفیائے کرام اللہ رب العزت کے ساتھ اسطرح قائم ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا" اور حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "صوفی وہ ہے جو اپنے نفس کی پسندیدہ چیزوں کو ترک کرے اور سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کے ساتھ سکون نہ ملے" اور حضرت سہیل تستری رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "تصوف" خدا تعالےٰ کے ساتھ ایسا قیام ہے کہ غیر خدا کو اس کا علم نہ ہو۔" اور حضرت جنید بغدادی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صوفی عاجزی اور تواضع میں زمین

طرح ہے (واضح رہے) کہ صوفی کی یہ سب تعریفیں آپس میں مباین نہیں بلکہ موافق ہیں۔ اور طریقہ اس سیرت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی نام ہے، جو قطع منازل اور ترقی مقامات میں سالکین کے ساتھ مختص ہے۔

طریقت، شریعت اور حقیقت

مجمع السلوک میں ہے کہ ٹھیک ٹھیک معاملات کا لحاظ رکھنا شریعت ہے اور صرف خصائل ذمیمہ اور کدورت بشریہ سے باطن کا پاک کرنا طریقت ہے۔

اور رسالہ قشیریہ میں اس طرح ہے۔ الشریعۃ التزام العبودیہ والحقیقۃ مشاھدۃ الربوبیۃ وکل شریعۃ غیر مؤیدۃ بالحقیقۃ غیر مقبولۃ وکل حقیقۃ غیر مؤیدۃ بالشریعۃ غیر محصولۃ اذ الحقیقۃ لا تحصل الا بالشریعۃ

شریعت عبودیت اور بندگی کا التزام ہے اور حقیقت ربوبیت کا مشاہدہ کرنا ہے، اور جو شریعت حقیقت کے بغیر ہو وہ نامقبول ہے اور جس حقیقت کی شریعت تائید نہ کرتی ہو وہ لاحاصل ہے۔ کیونکہ حقیقت شریعت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیقی اور صحیح بات یہی ہے کہ حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے جدا کوئی اور شے ہے، اور طریقت سے مراد حقیقت شریعت کے حاصل کرنے کا راستہ ہے، نہ شریعت اور حقیقت سے الگ طریقت سے کوئی امر آخر ہے جب تک حقیقت شریعت حاصل نہیں ہوتی ہے اس وقت تک فقط شریعت کی ظاہری صورت ہی صورت ہوتی ہے۔

حقیقتِ شریعت، مقام اطمینانِ نفس اور حق الیقین میں حاصل ہوتی ہے۔

غرضکہ شریعت اور حقیقت آپس میں عین ہیں، اجمال اور تفصیل، استدلال اور کشف

غیب اور شہادت کا فرق ہے، جو احکام اور علوم شرعیہ حقہ میں بیان ہوئے ہیں۔ وہی احکام و علوم شریعت مقام حق الیقین میں حقیقت کے کھلنے کے وقت بتفصیل منکشف ہوتے ہیں اور غیب سے ظہور میں آتے ہیں، مقام حق الیقین کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف شریعت کے علوم و معارف کے مطابق ہو جائیں۔ مخالفت حقیقت الحقائق تک نارسائی کی دلیل ہے، حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے کسی نے دریافت کیا کہ سیر و سلوک مقصود کیا ہے فرمایا کہ "معرفت اجمالی تفصیلی ہو جائے اور استدلالی کشفی ہو جائے۔"

ولی کس کو کہتے ہیں؟

شرح العقائد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ولی کی تعریف اسطرح کی ہے۔

الولی عند اهل التصوف والسلوك	اہل تصوف و سلوک کے نزدیک ولی اللہ
هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته	وہ ہے جو حتی الوسع اللہ تعالیٰ اور اسکی
حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات	صفات کا عارف ہو طاعات پر ہمیشہ
المجتنب من المعاصی والمعرض عن	پابند ہو اور گناہوں سے اجتناب اور
الانهماك فی اللذات والشهوات	لذات و خواہشات میں انہماک سے اعراض کرتا ہو

اور نفحات میں مذکور ہے۔

الولی هو الفانی من حاله الباقی	ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فنا ہو کر
فی مشاهدة الحق لم یکن له عن	مشاہدہ حق میں بقا پانے والا ہو نہ اسکو
نفسه اختیار ولا مع الغیر قرار	اپنے نفس کی خبر ہے اور نہ غیر کیساتھ قرار

اور رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ ولی کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ ولی جو فعیل کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں لیا جائے اس صورت میں ولی وہ شخص ہو جسکے

تمام امور کا حقیقتاً الٰہی متولی ہو، جیساکہ اس آیۃ کریمہ میں اشارہ ہے۔ وھو یتولی الصالحین، الآیۃ۔ ایسے شخص کو اللہ تعالٰی اس کے نفس کی تحویل ایک لمحہ نہیں چھوڑتا ہے (عنایت رب ایسے شخص کی کارساز ہوتی ہے) اور وہ جذبہ کی مدد سے اصل الاصل سے جاملتا ہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسی کو مراد کہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ولی کو فعیل بمعنی اسم فاعل لیا جائے، اس صورت میں ولی وہ ہے جو حق تعالٰی کی عبادت کو اپنے ذمے لے، اور اس پر لازم ہے کہ وہ حق تعالٰی کے تمام حقوق پورے کرے اور ٹھیک ٹھیک ادا کرے اور تنگی و آسانی ہر حالت میں حق محافظت اور مداومت کرے۔

ولی کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ معصیت پر اصرار کرنے سے محفوظ ہو، جیساکہ نبی کی شرط معصوم ہونا ہے۔ ولی کی شرطوں میں سے ایک یہ بھی شرط ہے کہ اپنے حال کا اخفا کرے، برخلاف اسکے نبی اپنے حال کو ظاہر کرتا ہے۔ بنا بر علیہ ایسا شخص جسکے اعمال موافق شرع نہ ہوں وہ ولی نہیں، بلکہ دھوکہ باز اور فریبی ہے خلاصۃ السلوک میں ہے۔

الولی ما قال البعض الذی یکون مستور الحال ابداً والکون کلہ ناطق علی ولایتہ والمدعی الذی ناطق لولایتہ والکون کلہ ینکر علیہ	بعض صوفیا کے قول کی بنا پر ولی وہ شخص ہے جس کا حال ہمیشہ چھپا رہے اور ساری مخلوق اس کی ولایت کی قائل ہو، اور مخلوق اس کا انکار کرے۔"

ولایت عامہ وخاصہ: ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ ولایت عامہ ولایت خاصہ۔ ولایت عامہ تمام اہل اسلام میں مشترک ہے اور وہ لطف حق سے

قرب کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ تمام اہل ایمان حق کی مہر و عنایت سے قرب رکھتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نور ایمان سے مشرف فرمایا ہے آیۂ قرآن ہے۔

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم	اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان
من الظلمات الی النور	لائے، انکو اندھیرے ولت نور کیطرف نکالتا ہے

ولایت خاصہ، ارباب سلوک میں سے واصلین کے ساتھ ہے۔

وھی عبارۃ من فناء العبد فی الحق	اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ حق میں فنا
وبقائہ بالحق	ہوکر باقی باللہ ہو جائے۔

فنا و بقاء یعنی ولایت خاصہ مرکب ہے فنا و بقاء سے فنا فی الحق کا مطلب یہ ہے کہ بندہ سے غیر کی آگاہی کا نہ رہنا ہے۔

طبقاتِ انسان:۔ آدمیوں کے طبقات باعتبار مراتب تین قسم ہیں اور ہر قسم میں درجات مختلف ہیں، پہلی قسم میں واصلین اور کاملین ہیں۔ اور یہ سب سے بلند طبقہ ہے۔ دوسری قسم میں سالکین طریقت ہیں اور یہ درمیانی طبقہ ہے۔

تیسری قسم میں وہ زمین کے بسنے والے ہیں جنکی ہمت اور جولان گاہ بدن کی تربیت ہے یعنی نفسانی اور شہوانی خواہشات کا حصول، اور بطن و فروج کے تقاضوں کی تکمیل ان کا اہم مقصد ہے۔ اور ننگ و ناموس کا خیال ان کو ہر وقت دامن گیر ہے عبادات و طاعات سے ان کا حصہ حرکت زبان سے آگے نہیں ہے، یہ طبقہ سفلی ہے۔

واصلین کی دو قسمیں:۔ واصلین کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اول وہ مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جو حضرت رسالتمآب علیہ التحیۃ والتسلیم

کی پیروی کامل کی وجہ سے ماذون ہو چکے ہیں، وہ خود کامل ہیں اور دوسروں کو کامل بنانے والے بھی، عنایت الہٰی نے ان کو عین جمع میں استغراق کے بعد ماہی فنا کے پیٹ سے نکال کر بقا کے میدان میں پہونچایا ہے۔

دوسری قسم میں وہ جماعت ہے جسے درجہ کمال کے بعد خلق کی تکمیل اور رجوع کا کام ان کے حوالے نہیں کیا ہے، وہ بحر جمع میں غرق ہوئے اور وطن فنا میں ان کو استہلاک حاصل ہوا۔ اور ساحل بقا ان کے ہاتھ نہ آیا۔

سالکین کی دو قسمیں

سالکین کی بھی دو قسمیں، ایک وجہ اللہ کے طالب، دوسرے بہشت اور آخرت کی نعمتوں کے طالب"

طالبین حق کے دو گروہ:۔ متصوفہ محق اور ملامتیہ۔

پھر طالبین حق کے دو گروہ ہیں۔ ایک متصوفہ محق اور دوسرا ملامتیہ۔

متصوفہ محق وہ جماعت ہے جس نے صفات بشریہ کے نقص سے خلاصی پائی اور صوفیوں کے بعض احوال سے بھی آگاہ ہوئے۔ لیکن ابھی بقائے نفوس سے ان کا دامن نہیں چھوٹا ہے جسکی وجہ سے اہل قرب صوفیائے کرام کی نہایت کو نہ پہونچ سکے اور نہ مقام بقا پا سکے۔

ملامتیہ وہ ہیں جو اخلاص وصدق کی رعایت میں حد درجہ کوشش کرتے ہیں اور مخلوق کی نظر سے عبادات ظاہر کرنے سے عبادات کے چھپانے میں بہت اہتمام رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک گناہ گار گناہ چھپاتا ہے، وہ ریا کے خوف سے اسی طرح عبادات ظاہر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں، حالانکہ کوئی نیکی ایسی نہیں ہوتی جسکو وہ نہ کرتے ہوں ان کا مشرب ہمیشہ اخلاص ہوتا ہے۔ یہ گروہ ہر چند عزیز ہے۔ لیکن وجود

بشری کے حجاب کے باعث ابھی ان دلوں میں انکشاف تام حاصل نہیں ہوا، اسی وجہ سے وہ جمالِ توحید سے محجوب ہیں، کیونکہ اخفائے اعمال ہی کی نظر اپنی طرف باقی ہے اور کمال یہ ہے کہ خود کو نہ دیکھے اور نہ جانے بلکہ ذات میں مستغرق ہو جائے۔"

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کو عنایتِ الٰہی کا جذبہ وجود سے خالی کر کے ان کے دیدۂ شہود سے خلقت اور انانیت کا پردہ اٹھا کر ایسے مرتبے پر پہونچا دیتا ہے کہ وہ نہ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور نہ مخلوق کو، اس سے گروہ صوفیہ اور ملامتیہ کا فرق سمجھ لیجئے۔ ملامتیہ مخلص ہیں ولام کے زبر کے ساتھ، یعنی اللہ تعالےٰ ان کو ایسی خصلت کے ساتھ خالص کر لیتا ہے جو حق تعالےٰ کیلئے ہوتی ہے نہ اسکے غیر کیلئے۔"

زہاد، وہ گروہ ہے جو ہنوز اپنے ایمان اور ایقان کے نور سے حقیقت آخرت اور جمال عقبیٰ کا مشاہدہ کرنے والا ہے اور دنیا کو آخرت کے مقابلے میں برابر سمجھتا ہے اور مقتضیات نفس سے پورے طور پر اعراض کرتا ہے اور ان کا مقصد جمالِ اخروی ہوتا ہے۔

عباد، وہ گروہ ہے جو فرائض و نوافل اور وظائف پر پابندی اور ہمیشگی اختیار کریں۔ اور یہ سب کچھ ثواب اخروی کیلئے ہو۔

قلندریہ، ایک جماعت وہ ہے جس کو قلندریہ کہتے ہیں۔

وہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ مخلوق کی نظر میں اپنے آپ کو خراب ظاہر کریں اور انکی سعی بظاہر رسوم و عادات کے خراب کرنے میں ہوتی ہے اور میل جول کے قیود اور آداب سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا سرمایۂ حال سوائے دل کی فراغت اور خوشی کے کچھ نہیں ہوتا ہے اور وہ زہاد اور عباد کے رسوم و عادات پر نہیں چلتے، نوافل وطاعات کی کثرت بھی نہیں کرتے، اور فرائض کے علاوہ کسی عبادات پر ہمیشگی نہیں کرتے ہیں، ان کو کثیر مال و اسباب جمع کرنے کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے، وہ قلب کی

خوشی پر قانع ہوتے ہیں، قلندریہ گروہ ریا و نمود سے خالی ہونے کی وجہ سے ملامتیہ فرقے سے بھی مشابہت رکھتا ہے، فرق یہ ہے کہ ملامتیہ تمام نوافل عبادات اور طاعات بجالاتے ہیں، اور اس کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور قلندریہ فرائض کی حد سے آگے نہیں بڑھتے اور عبادت کے اظہار و اخفاء میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھتے ہیں۔،

لیکن اس دور میں جس گروہ کا نام قلندریہ ہے اور وہ اسلام کی قید سے آزاد ہے اور اوصاف مذکورہ سے خالی بھی، ان کو قلندریہ کہنا حقیقۃً صحیح و درست نہیں ہے۔

سرکار قطب المدار و قطب الارشاد، حضرت سید نا مدار العالمین سے پوچھا قلندر کسے کہتے ہیں؟

فرمایا قلندر وہ ہوتا ہے جو صفات الہیہ سے متصف ہو جائے جیسا کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا بصفات اللہ تعالےٰ

منصب امامت:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع سے جب کاملین امت مقام نبوت کے کمالات تمام کرتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت کے ساتھ سرفراز فرمایا جاتا ہے، اور بعض اس کمال پر فائز ہوتے ہیں مگر منصب امامت پر نہیں پہونچتے، یہ دونوں بزرگ اس کمال کے حصول میں برابر ہوتے ہیں' تفاوت فقط منصب امامت اور ان امور کے حصول میں ہے جو منصب امامت سے متعلق ہیں۔"

منصب خلافت:۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل متبعین جب ولایت کے کمالات تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے جو منصب خلافت کی استعداد رکھتے ہیں وہ منصب ولایت سے مشرف ہوتے ہیں اور جو ایسے نہیں ہوتے ہیں وہ ولایت کبریٰ تو حاصل کر لیتے ہیں مگر

قطبِ ارشاد، قطبِ مدار، قطبُ الاقطاب:۔ منصبِ امامت اور خلافت متعلق ہیں، کمالاتِ ظلیہ میں منصبِ امامت سے مناسب منصب قطب ارشاد ہے، اور منصب خلافت سے مناسب قطب مدار ہے یہ دونوں مذکورہ بالا اقطاب سے نیچے اور ان کے ظل ہیں'

غوث:۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک غوث، قطب مدار کے علاوہ ہوتا ہے اور وہ قطب مدار کا مددگار ہوتا ہے، قطب مدار بعض امور میں غوث سے مدد چاہتا ہے۔ اور ابدال کے مناصب قائم کرنے میں بھی اسکو دخل ہوتا ہے اور قطب مدار کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ اسکے اعیان و انصار اس کے ہاتھ پاؤں کے مثل ہیں، لہٰذا وہ اس اعتبار سے قطب الاقطاب ہوا۔ اور یہی قطب مدار قطب ابدال بھی ہے

حضرت امام ربانی قطب زمانی رحمتہ اللہ علیہ ایک معرفت میں فرماتے ہیں، کہ قطب ابدال اس فیض کا واسطہ ہے جو عالم کے وجود و بقا سے تعلق رکھتا ہے اور قطب ارشاد اس فیض کا واسطہ ہے جو مخلوق کے ارشاد و ہدایت سے متعلق ہے لہٰذا پیدائش رزق، ازالہ بلیات، دفع امراض، اور عافیت و صحت کا حصول قطب ابدال کے مخصوص فیوض ہیں"

اور ایمان، ہدایت، توفیق حسنات، انابت، قطب ارشاد کے فیوض کا نتیجہ ہے اور قطب ابدال ہمیشہ کام میں رہتا ہے اور اس سے عالم خالی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نظام عالم اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو دوسرا اسکی جگہ قائم کیا جاتا ہے۔ البتہ قطب ارشاد کا ہمیشہ رہنا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عالم ایمان و ہدایت سے بالکل خالی ہو تا ہے۔-

اقطاب کے مراتب میں تفاوت۔ اقطاب کے مراتب کمال میں تفاوت

بہت ہوتا ہے، لیکن یہ تفاوت درجۂ ولایت کے حصول کے بعد ہے۔ کاہل قطب ارشاد وہ ہے جو خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہو، اس کا کمال نبی کریم علیہ السلام کے مطابق ہوتا ہے۔ بس فرق اصالت، تبعیت کا ہے اور ولایت کی تمام قسمیں اس سے تعلق رکھتی ہیں، ہر مقام کی محافظت کے لئے کوئی نہ کوئی قطب اس مقام میں ہوتا ہے خواہ وہاں ایماندار رہتے ہوں یا کافر۔"

اور جب قطب ارشاد ترقی کرتا ہے تو مقام فردانیت

مقامِ فردانیتُ :۔ پر پہونچتا ہے۔ فردانیت یہ ہے کہ اسکی کوئی مراد نہ ہے بلکہ اسکی مراد حق ہو جائے۔

قطب ابدال، تمام ابدال کا سردار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے سب جگہ تصرف کرتا ہے اور صاحب مناصب، صاحبِ علم ضرور ہوتا ہے۔

قطب مدار اور مرتبہ قطبیت کبریٰ اور حضرت سید بدیع الدین الحلبی الملقب زندہ شاہ مدار" اس ہمارے پُرفتن دور میں علماء سوء اہلسنت والجماعت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے، زکوٰۃ خور، تعصب کی عینک لگائے ہوئے روحانیت کے اس مضبوط قلعہ کے بے حس ملبے کے ڈھیر کے سوا کچھ بھی نہیں، کچھ مفتیان مفت تو شاہکار قطبیت سرکار سرکاراں سیدنا مدار العالمین کو سرے سے ایک معمولی اور عامی ولی سمجھتے ہیں، فتویٰ صادر فرماتے ہیں اور اسپر یہ ستم ظریفی کہ قرآن شریف کو نظر انداز کر کے سپردِ طاق نسیاں کر دیتے ہیں، شریف کی جگہ صحیفہ آسمانی سمجھ کر سستے سنابل نامی کتاب کو سنابل شریف کہتے ہیں۔ اور اسی زٹل و کچو اس سے بھرپور کتاب سے استدلال کرتے ہیں۔ اور انھیں چند ناپاک اوراق پارینہ کی وساطت سے دیانت وایمانداری کی دھجیاں بکھیرتے ہیں اور ہٹ دھرم، نمک حرام کہتے ہیں، کہ

سلسلۂ مداریہ سوخت ہے جبکہ ان کے اکابر اپنے کو اس سلسلۂ مقدسہ سے ماذون و مجاز بتاتے ہیں اور فیوض و برکات کا ممنون گناتے ہیں جبکہ رسائل رضویہ ،بیں اعلیحضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوانہ خود رقمطراز ہیں کہ پیران عظام مارہرہ شریف سے السلسلۃ البدیعیہ کی بھی خلافت و اجازت ملی ہے صـ۱۱۷ سے صـ۱۲۰ تک اور صـ۱۵۰ پر سلسلۃ البدیع دیکھئے اور سب سے مستند کتاب ،النور والبہانی اسانید الاحادیث ، اور تازہ دم کتاب تجلیات مارہرہ ملاحظہ فرمائیں ۔

اور کچھ نیک فطرت لوگ یوں اپنی کتابوں میں لکھ کر گذر جاتے ہیں کہ بوجہ طوالت سلسلۂ مداریہ نہیں تحریر کیا مگر فیض سارا اسی سلسلہ کا ہے ، یہ تعصب وتنگ نظری نہیں تو کیا ہے ؟

تو میں اب کچھ ایسے بزرگوں کے اقوال نذر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ، جنکے احسان سے دنیائے اسلام انکار نہیں کر سکتی اور قوم کے یہ پیشوا ، امام ، منابع علم وہدایت رہے ہیں ۔ "

اما القطب رهو الواحد الذی موضع نظر الله تعالیٰ من العالم فی کل زمان وجمیع اوان وهو قلب اسرافیل علیه السلام والقطب الکبریٰ هی مرتبة قطب الاقطاب باطن بنوته صلے الله علیه وسلم فلا یکون الا لورثته لاختصاصه علیه السلام بالاکملیة فلا یکون خاتم الولایة وقطب الاقطاب الاعلی باطن خاتم النبوة "

(نقل از فتوحات المکیۃ ، در فصل سی و یکم درباب صد و نود و ہشتم اور اردو میں لطائف اشرفی وغیرہ)

بداں اے محبوب گوش دار کہ مراتب اقطاب و قطب مدار چیست ؟

" مراتب اقطاب آنست کہ ایشاں اگر بخواہند ولی را از ولایت معزول کنند و بجائے او دیگرے را نصب کنند و مرتبہ قطب مدار یعنی قطب عالم آنست کہ او اگر بخواہند کہ اقطاب را از مقام قطبیت معزول کنند و اللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند و بگفت قطب مدار حضرت جلت قدرتہ لوح محفوظ را نیز کو گرداند و زندہ کردن موتی و انتقالات عرش و کرسی ایں جمیع تصرفات مرتبہ قطب مدار باشد ۔" یہ درج بالا عبارت بحر المعانی کی ہے اور یہ کتاب شیخ اجل حضرت سید محمد نصیر الدین جعفر المکی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مطبع احتشامیہ میں چھپی ، اور یہ خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے ہیں ۔"

شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ

" از غرائب احوال و عجائب اطوار او ولی نقل میکنند کہ ولی در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکانست بودے تا دوازدہ سال طعام نخوردہ و بباس کہ یکبار پوشیدہ بار دیگر احتیاج تجدید غسل او نشد و اکثر اوقات برقع بر و کشیدہ بودے گویند ہر کہ را نظر بجال او افتادے بے اختیار سجود کردے سلسلہ او دیست یا بجتے دیگر دو پنج و شش واسطہ بحضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم می پیوندد ۔"

(یہ مندرجہ بالا عبارت اخبار الاخیار کی ہے اور یہ کتاب مولانا محدث عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے ۔ ")

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ الآیۃ ۔ جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ ، قطب المدار اور اوتاد و ابدال کی موت کے سبب سے جنکی برکت سے عالم کا قیام و ثبوت تھا ۔ (از تفسیر عزیزی محدث مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ، اسی مرتبے کے ضمن میں

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات الانس میں اور دیگر کتب بزرگان دین میں بھی مذکور ہے جو ایک لمبی فہرست کی تفصیل ہے ضبط فرمائے ہیں۔

لہٰذا آپ کیلئے زیادہ آسان و سہل ہے کہ مراتب اولیا و اور مریدان کی اصطلاحات، ذوالفقار بدیع و مدار اعظم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابدال کی تعداد

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدلاء امتی اربعون رجلا اثنا عشر بالشام و ثمان و عشرون بالعراق۔ ٠ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ابدال چالیس مرد ہیں بارہ ملک شام میں اور اٹھائیس ملک عراق میں: لطائف اشرفی میں لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کے دو حصے کئے ایک شرقی دوسرا غربی اور مراد عراق سے نصف شرقی ہے اور خراسان، ہندوستان، ترکستان اور باقی بلاد شرقیہ عراق میں داخل ہیں اور شام سے مراد نصف غربی ہے کہ جہاں چاہتے ہیں زمین لپیٹ کر چلے جاتے ہیں۔

مولوی عبدالغفور نے حاشیہ نفحات میں لکھا ہے کہ لفظ ابدال مشترک لفظ ہے کبھی اس جماعت کو ابدال کہتے ہیں جو صفات ذمیمہ سے پاک ہو کر صفات حمیدہ سے متصف ہوئی ان کا شمار تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کبھی اس لفظ کا اطلاق ایک مخصوص جماعت پر ہوتا ہے جسکی تعداد متعین ہے۔ چنانچہ بعض چالیس کہتے ہیں جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور بعض سات کہتے ہیں۔

اوتاد

ان میں سے بعض کا قول ہے کہ اوتاد، ابدال سے الگ دوسری جماعت کا نام ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اوتاد منجملہ ابدال ہیں۔ ان ابدال میں وہ شخص امام ہونیکی حیثیت رکھتے ہیں، ان سات میں سے ایک قطب ابدال ہے ان کو ابدال اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک جاتا ہے تو دوسرا جس کا مرتبہ

اس سے کم ہوتا ہے، اسکی جگہ بیٹھ جاتا ہے اور اسکے مرتبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

سیر و سلوک:۔ حرکت و انتقال علمی کا نام ہے، جو مقولۂ کیف سے ہے حرکت اینی یعنی انتقال مکانی کا سیر و سلوک میں کوئی دخل نہیں نہیں ہے" (اور سیر چار قسم ہے)

سیر الی اللہ باللہ:۔ وہ حرکت علمیہ ہے جو علم اسفل سے علم اعلیٰ کی جانب ہو پھر اعلیٰ سے دوسرے اعلیٰ کی طرف تا آنکہ علوم ممکنات سے طے کرنے کے بعد یہ سب علوم زائل ہوکر واجب تعالیٰ کے علم تک رسائی ہو اور اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔

سیر فی اللہ:۔ (۲) سیر فی اللہ وہ حرکت علمیہ ہے جو مراتب وجوب اسماء و صفات، شیون و اعتبارات، تقدیسات و تنزیہات میں ہو حتیٰ کہ ایسے مرتبے پر منتہی ہو کہ اسکو کسی عبارت سے تعبیر نہ کیا جاسکے، نہ وہ قابل اشارہ ہو، اور نہ کسی اسم سے موسوم، اور نہ کسی کنایہ سے معلوم اور نہ کسی بزرگ کے ادراک میں آنیکے قابل، اسکا نام بقا ہے

سیر عن اللہ باللہ:۔ سیر عن اللہ باللہ وہ حرکت علمیہ ہے جو علم اعلیٰ سے علم اسفل کیطرف ہو، پھر اسفل سے دوسرے اسفل کی طرف، تا آنکہ مراتب وجوب کے تمام علوم سے نزول اور انکی رجعت ہو۔ اس سیر والے کا حال یہ ہے کہ

ھو العارف الذی نسی اللہ	وہ ایسا عارف ہے جو خدا کو خدا کے ساتھ
باللہ رجع عن اللہ باللہ وھو	بھول گیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹا۔ وہ
الواجد والفاقد وھو الواصل	واصل ایسا کہ مہجور بھی اور قریب ایسا کہ
المھجور والقریب والبعید۔	بعید بھی۔

سیر فی الاشیاء:۔ چوتھی سیر اشیاء کی سیر ہے اس سے مراد یہ ہے، کہ پہلی سیر کے علوم زائل ہوکر علوم اشیاء شیئاً فشیئاً

حاصل ہوں یہ سیر پہلی سیر کے مقابل ہے اور تیسری سیر دوسری سیر کے مقابل۔

اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت یعنی فنا و بقا حاصل کرنے کیلئے ہے اور سیر ثالث و رابع مقام دعوت حاصل کرنے کے لئے ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی کامل پیروی کرنے والوں کو بھی ان مقام سے حصہ ملتا ہے۔

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (الآیۃ)

برشکر غلطیدہ اے صفرائیاں ٭ از برائے کوری سودائیاں

اندراج النہایۃ فی البدایۃ:۔

اس بلند و برتر طریقے کے بزرگوار تعلیم جذبہ سے ابتداء کرتے ہیں اور وجد و الندا ذ کے ذریعہ ترقی کرتے ہیں۔ یہ انجذاب و کشش ان کے حق میں ایسی ہے جیسے دوسروں کے لئے ریاضات اور مجاہدات، دوسروں کیلئے جو چیز مانع وصول ہے، ان حضرات کیلئے ممد اور معاون، الامکانیت عالم کو عین مکانیت خیال کر کے وہ لامکان حقیقی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور عالم بے چون کو عین چون جا کر بے چون حقیقی کی طرف ترقی کرتے ہیں دوسروں کی طرح نہ وجد و حال پر مفتون ہوتے ہیں، اور نہ ذکوں کی طرح اخروٹ و منقوں پر فریفتہ ہوتے ہیں، ورنہ ان کے نزدیک ترہات[1] صوفیہ قابل مباہات ہیں اور نہ شطحیات[2] مشائخ لائق التفات بس وہ احدیت صرف کی طرف متوجہ ہیں۔ اور اسم و صفت سے جز ذات مقدس کے اور کچھ

---

[1] ترہات، سخنہائے باطل، جھوٹ و بکواس جو اکثر جہال صوفیہ کرتے ہیں۔

[2] شطحیات۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح ان کلمات کو کہتے ہیں جو ذوق و مستی میں بے اختیار واصلین سے صادر ہوں اور شریعت کے خلاف ہوں جیسا کہ حضرت منصور کا قول انا الحق، بایزید کا قول سبحانی ما اعظم شانی قابل دفع وغیرہ بحذف غفرلہ

نہیں چاہتے، برخلاف دوسرے سالکین طریقت کے کہ وہ سلوک، عالم خلق سے شروع کرتے ہیں اور سخت محنتیں اور مجاہدے کرکے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں، اور اس سیر کو قطع کرتے ہیں پھر جب عالم امر کی سیر میں ابتداء کرتے ہیں اور انجذاب تجلی اور التذاذ وروحی میں پڑتے ہیں تو اکثر اس کشش اور لذت پر قناعت اور کفایت کرلیتے ہیں اور اس عالم کو لامکان اور بے چون حقیقی سے باز رکھنے کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کے بارے میں ایک سالک کا قول ہے کہ "سی سال روح را بخدا می پرستیدم" یعنی میں تیس سال تک روح کو پوجتا رہا۔ ایک دوسرے سالک کا قول ہے کہ استواء و تنزیہ فوق العرش معارف غامضہ میں سے ہے جو فی الحقیقت دائرہ امکان میں داخل ہے۔

سرکار سیدنا مدار العالمین سے علامہ شہاب الدین پرکالہ آتش رحمۃ اللہ علیہما نے پوچھا۔ سالک کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: سالک وہ ہے جو چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے، یعنی ہر وقت قرب خداوندی کے تجسس میں رہتا ہے۔

تشبیہ تنزیہہ نما ہے۔

الحاصل مقام جذبہ سے ان حضرات مداریہ کا سلوک شروع کرنا اور ان پر احوال کا ورود جو دوسرے طرق کے منتہیان کے حالات ہیں، تو یہ ان کی نہایت، ان کی بدایت میں داخل ہوتا ہے۔

سالک و مجذوب :۔ جذب و سلوک میں بڑا فرق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے معارف لدنیہ میں ایک معرفت میں اسکو بیان فرمایا ہے۔ وھو ھذا "سالک مجذوب کو معرفت میں مجذوب سالک پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ اور محبت میں اسکے برعکس معاملہ ہے کہ مجذوب سالک کا مربی اول سے آخر

تمکہ اللہ ہے کہ ہمت خاص کیساتھ اسکی تربیت فرماکر عنایت کاملہ سے اپنی بارگاہ قدس کیطرف اسکو کھینچتا ہے پھر اس معرفت سے مراد وہ معرفت ہے جو تجلیات افعالیہ یعنی اشیاء کونیہ اور صفات اضافیہ الٰہی کی معرفت کیساتھ متعلق ہے، لیکن وہ معرفت جو ذات حق تعالےٰ کے ساتھ متعلق ہے جسکو جہل سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ معرفت جس کا تعلق صفات سلبیہ سے ہے جو حیرت پر مشتمل ہے اور وہ معرفت جو صفات موجودہ سے متعلق ہے اور وہ شیونات ذاتیہ اعتباریہ سے تعلق رکھتی ہے پس اس میں مجذوب سالک احق ہے اور انکی تفصیل کیساتھ اولیٰ ہے، ہاں وہ معارف جن کا تعلق ان دس مقامات سے ہے تو انکی تفاصیل میں سالک مجذوب احق ہے۔ کیونکہ اس نے ان مقاموں کو تفصیلاً قطع کیا ہے اور تفصیل کیساتھ اس سے گذرتا گیا ہے، ہر مقام کے دقائق اسے جس تفصیل کے ساتھ معلوم ہیں، مجذوب سالک کو اس طرح معلوم نہیں، کیونکہ یہ ان مقاموں کو بالاجماع پہونچا ہے اور ہر مقام کا خلاصہ ہی اس نے حاصل کیا ہے، پس ان مقامات میں سالک مجذوب ظاہر اور صورت کے اعتبار سے اکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صورت و ظاہر کو دیکھنے والے عوام نے گمان کیا ہے، کہ اول شخص (سالک مجذوب) ان مقامات عشرہ دوسرے (مجذوب سالک) کی نسبت زیادہ کامل و اکمل ہے اور یہ نہیں جانتے کہ مجذوب سالک میں وجود رغبت زہد کے منافی نہیں ہے اور تعلق اسباب، توکل کے خلاف نہیں ہے اور کراہت و ناخوشی کا پایا جانا رضائے تام کا مانع نہیں ہے۔

کیونکہ اس کی رغبت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور اسباب کے ساتھ اس کا تعلق بھی اللہ تعالےٰ کیلئے ہے اسی طرح کراہت بھی اس میں اللہ تعالےٰ کے لئے ہے، یہ اوصاف اس میں خالص اللہ تعالےٰ کیلئے ہیں۔ دنیا میں اس کو کسی چیز سے رغبت ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے نہ اس کے سوا کسی دوسری غرض کے لئے ہے، اور

اگر نفس کے اشارے سے بھی وہ رغبت کرتا ہے تو چونکہ اس کا نفس اللہ تعالیٰ میں فنا ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی یہ رغبت حقیقت میں اسکے پروردگار کیلئے ہے، نہ نفس کیلئے۔"

ھذا آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ ورسولہٖ رحمۃ للعلمین و جمیع الانبیاء والمرسلین وآلھم وصحبھم ومن تبعھم اجمعین، الیٰ یوم الدین

معمولاتِ ابوالوقار

اللہ ربّ العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اپنی استعداد علمی تجربات نہی و تحقیقات الٰہی کے مطابق تینوں مراحل طے کر چکا تو اسکی اشد ضرورت محسوس کی کہ اپنے آقا و مولٰے حضور غوث العالم ابوالوقار نور اللہ مرقدہٗ کے کچھ معمولات اور اوراد و وظائف کیطرف رجوع ہوا جائے اور اب ان میں بھی کچھ طبع آزمائی کی جائے کہ تجربات کی شاقی سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ بہر کیف میں پہلے ہی کی طرح سے حاضر خدمت ہوا۔ اور باذن حضوری حجرہ شریف میں باریابی حاصل کی بعد دست و پابوسی کے مودب دو زانوں متوجہ بروئے مرشد ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عرض کیا حضور آپ اب کچھ معمولات خاص اور ذکر و افکار سے بھی آگاہ فرمائیں۔ اور مجھے بھی اسکی کرنے، کرانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ کا بڑا کرم ہوگا........ فرمایا: لیجئے مولانا، ایک کتابچہ عطا کیا، جو اوراق پریشان، مطبع زدہ اور خستہ حال سموسہ ہو گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اسے اپنی کسی کاپی پر نقل کر کے محفوظ کر لو، تمھارے یہ بہت کام آئیگا تو میں نے ویسا ہی کیا اسے من و عن اپنی کاپی پر اتار لیا، جس کا نام معمولات ابوالوقار تھا، اور تب اسکی زیادہ ضرورت پڑی جب میں ان جواہر پاروں کو تلبسند کر رہا ہوں۔ لہٰذا آپ حضرات کی خدمت میں بنا کسی اضافہ و تحویل کے ہوبہو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ہو سکتا ہے۔ بلکہ زیادہ ممکن ہے کہ پچھلی باتیں بھی کہیں کہیں دہرائی جا سکتی ہیں، مگر ہاں...... کچھ وضاحت اور تبصرہ مجوبہ کے ساتھ جو آپ حضرات سالکان طریقت کے لئے زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگا۔

بَابُ الاذکار، از معمولات ابوالوقار

طالب راہِ حق کو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہونا لازمی ہے، اگر صاحب نصاب ہے تو حج کرے اور زکوٰۃ دے، اور نماز کسی صورت میں ترک نہ کرے کیونکہ نماز جزو ایمان ہے، رکن اسلام و معراج مومن ہے۔

سالک کو چاہئے کہ جب کوئی وظیفہ یا شغل شروع کرے تو مہینوں کا لحاظ رکھے، عاملوں کے نزدیک تمام سال کے مہینے تین قسم پر ہیں۔ نقشہ یہ ہے۔

ذو جہتین	منقلب	ثابت
کنوار، پوس، چیت، اساڑھ	کاتک، ماگھ، بیساکھ، ساون	اگھن، پھاگن، جیٹھ، بھادوں

ثابت، منقلب، ذو جہتین، ثابت مہینوں میں نماز و وظائف دوسروں اور اپنے فائدے کیواسطے اور منقلب مہینوں میں نقصان عدو اور ذو جہتین دونوں پڑھنا مفید ہیں۔

مہینوں کے عروج اور نزول کے لحاظ کے علاوہ عامل کو چاہیئے کہ ترک حیوانات گوشت اور مچھلی، دودھ اور گھی اور وہ چیزیں کہ جس میں یہ شامل ہوں ترک کرے اور اگر ایسا ترک حیوانات نہ ہوسکے تو گوشت گاؤ و مچھلی، ہینگ، پیاز، لہسن تمام اور کفاروں کے یہاں کا کھانا چھوڑ دے، کیونکہ ان کے کھانے سے تاثیرات اوراد میں نقصان ہوتا ہے، قاعدہ تعین مکان ضروری ہے اور اگر کہیں جانا ہو تو ایک ہی مصلے پر پڑھے۔"

ذکر کی چار قسمیں ہیں:۔ (۱) زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو اس قسم کے ذکر کا شمار ضعیف ذکروں میں ہے۔ (۲) دل سے ذکر ہو اور دل میں قائم ہے جنے ؟

نہ ہو اور دل بہ تکلف اسکی جانب رجوع کیا جائے ؎

پو از ساعت از تو بجائے رود دل ❖ بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی

(۳) دل سے ذکر ہو اور کسی دوسری جانب التفات نہ ہو

(۴) ذاکر مذکور میں ایسا محو ہو جائے کہ اگر ذکر بھول جائے تو اللہ باقی رہے ؎

گرت مال و جاہ است زرع و تجارت
پو دل با خدا است خلوت نشینی!

جو ذکر و شغل کیا جائے خضوع اور خشوع اور یا تصور محبت قلبی کے ساتھ ہو، تاکہ تزکیہ و تنقید قلب حاصل اور مقاصد میں کامیابی ہو

تسبیح فاطمہ :۔ ہر نماز کے بعد اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو فجر اور عصر میں ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

ہر نماز کے بعد تسبیح مبارک پیر و مرشد اولیاء کبار حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ یا پنسو بار پڑھے اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو نماز فجر و ظہر اور مغرب میں تین تین سو مرتبہ اور عصر و عشاء میں دو دو سو بار بوقت فجر یَا بَطُوْشُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِغَیْرِ عَمَدٍ ظہر یَا شَغْ تَا الَّذِیْ یَقَعُ ھُوَ الْمَلَکُوْتُ خِطَابُ الْاَرْضِ۔ عصر، یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا بَدِیْعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ، مغرب، یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعَ الْحُبِّ وَالْمَحْبُوْبِ بِالتَّطْہِیْرِ، عشاء، یَا بَدِیْعَ الْعَرْشِ وَاللَّوْحِ تَحْتَ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ یَا اللہُ ۔ اس تسبیح مبارک کے اوصاف لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ورد کرنے سے مقامات منکشف ہوں گے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

توضیح :۔ عروج و نزول ماہ سے مراد یہاں مہینوں کے چڑھاؤ اور

آمادہ ہے، بس آپ اتنا سمجھیں کہ جسطرح شہد نکالنے والے صرف اندھیرے پاکھ میں شہد نکالتے ہیں کیونکہ اگر وہ اجالے میں نکالیں تو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں انھیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ع ترک حیوانات یہ پرہیز کی صورت میں ہے جسکی دو قسمیں ہیں ایک جلالی اور دوسرا جمالی، پرہیز جلالی مثل گوشت، ماہی، بیضہ، شہد، مشک، چونہ صدف، استعمال آبِ مشک اور اسی قبیل سے جو اور شئی مثل ڈول یا جلد کتاب، پرس، بیگ، موزہ یا کفش کمبل، یا پشمینہ، یا دستہ چاقو وغیرہ جو استخواں سے بنا ہو۔ مباشرت و جماع وغیرہ جمالی۔ دودھ، دہی، سرکہ، نمک عملی و سانبھر و خرما، اور قبلہ اور لمسہ وغیرہ یعنی بوس و کنار مساس، جو مبادی جماع ہیں، مکروہات لہسن و پیاز، گندنا، حلیت، ہینگ وغیرہ۔

مکان و زمان کا تعین ضروری کیوں؟ صرف اسلئے کہ اسمیں بہت سے راز پوشیدہ ہیں، جنکو مشائخین کاملین یوں ظاہر فرماتے ہیں کہ جسوقت سالک دعوت شغل، عمل اوراد و وظائف شروع کرتا ہے، تمامی سخرات و مؤکلات، بلاناغہ اسی وقت معین پر حاضر ہوتے ہیں اور صاحب دعوت کے ہزار ہزار بار پڑھنے تک دائم الحال بمعنا خود حاضر رہتے ہیں، اور چلے جاتے ہیں۔ جب وقت معین میں فرق آیا تو آنے جانے میں ان کو تکلیف ہوئی اور وہ اسکے عادی نہیں، اس وجہ سے عمل ناتمام رہتا ہے اور وہ قبول نہیں کرتے، اس میں ذرا سا بھی شبہ نہ سمجھئے کہ عامل کو ایسی حرکات سے ضرور تشویش پہونچتی ہے۔ اور عمل کے رجعت کر جانے کا اندیشہ رہے جو عامل کے لئے اسکی ہلاکت و تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ (باقر جانسی عفی عنہٗ)

بعد نماز عشاء غسل کرکے طاہر کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر تخت یا مسجد میں ۱۲۱ تسبیح تا چلہ پڑھ کر سورہے حضوری قلب اور محبت کے ساتھ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کَمَالِ اللّٰہِ وَکَمَا یَلِیْقُ بِکَمَالِہٖ۔

دیگر ایک ہزار مرتبہ بالتصور، درود مداری اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہِ الْمَدَارِ الْبَدِیْعِ۔

بعد نماز جمعہ:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

ایضاً برائے فتوحات وکشائش رزق ایک سو گیارہ بار۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنْوَاعِ الرِّزْقِ وَالْفُتُوْحَاتِ، یَا بَاسِطُ الَّذِیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّبِغَیْرِ مِنَّتِ خَلْقٍ بِحَقِّ یَا بَاسِطُ۔

دیگر: نوچندی جمعرات کو نفل روزہ رکھے اور شیر برنج پر حضرات پنجتن پاک اور حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ کر کے خود افطار صوم کرے اور بچوں کو تقسیم کر دے اور چالیس روز میں تین چلے سوا لاکھ کے کرے ایک بہ نیت خدا اور اور ایک بہ نیت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت شاہ مدار، اور ایک بہ نیت مفاد اپنی ونیز مخلوق خدا، اول وآخر درود شریف سو سو بار بدرمیان یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ بعد اختتام چلہ ۱۲ تسبیح بعد نماز تہجد یا عشاء ورد رکھے یہ حضرت قدس سرہٗ کا اسم صفات ہے۔

اور فصول مسعودیہ میں تحریر ہے کہ بعد نماز تہجد خود اس کو حضرت سید بدیع الدین روحی فداہ ورد فرمایا کرتے تھے۔ بوقت مصائب یا مقدمات بارہ تسبیح یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ ارْحَمْنِیْ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ اول آخر درود شریف ایکسو گیارہ گیارہ بار انشاء اللہ العزیز کامیابی نصیب ہوگی۔

استخارہ :- اول وآخر درود شریف ایک سو ایک بار بدرمیان یا
بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ اَخْبِرْنِیْ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ ایک سو ایک مرتبہ بعدہٗ سورۃ
ناس ۲۱ مرتبہ پڑھ کر تصور مطلب میں سو رہے۔ جگہ پڑھنے کی مرشد سے دریافت
کرے۔ ایضاً سو مرتبہ یومیہ گیارہ گیارہ بار اول وآخر درود شریف یَا نُوْرُ یَا بَدِیْعُ
یَا رَحْمٰنُ یَا رَفِیْقُ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بحق حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ

دیگر :- علاوہ زیارت وحضوری کے ہر کام میں حمایت واعانت سرکار
والاتبار قدس سرہٗ کی شامل حال رہے گی۔ سوا لاکھ کا چلہ بطریق مرقومہ بالا مع
درود شریف اول وآخر کے ادا کیا جائے اور روزانہ تین تسبیح کا ورد رہے یَا شَہَنْشَاہِ
بَدِیْعُ الدِّیْنِ شَیْئًا لِلّٰہِ خُنْ بِیَدِیْ۔ یہ بھی بطریق بالا پڑھے۔
یَا مَنْ اَرَادَنِیْ مَدَدِیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ۔
ترکیب خواندن اسماء سماوی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ۔
بایں شرائط عروج ماہ بروز غرہ بعد نماز فجر مستقبل قبلہ دو زانو بیٹھ کر تا چلہ ہر روز
تین ہزار ایک سو پچیس بار مع اول وآخر درود شریف پڑھے بعد اتمام چلہ چالیس ہزار
بار اس تفصیل سے ورد کرے دس ہزار بار بہ نیت نیاز رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
وسلم و دس ہزار بار بہ نیاز ارواح حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ اور بیس ہزار بار
بارواح جمیع بزرگان واولیاء ترک حیوانات کے ساتھ پڑھے۔ اور عورت کے ہاتھ کا
پکا ہوا کھانا نہ کھائے اور نہ قربت اس سے کرے۔ بعد اتمام چلہ سو مرتبہ ورد رکھے
منفعت یہ ہیں کہ سحر وزہر اور آسیب وغیرہ سے مضرت نہ ہوگی۔ اگر کسی پر جادو
کیا گیا ہو تو سات بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلادے صحت ہوگی۔ ہر درد ورنج وبلا
مصیبت میں پانی پر دم کر کے پیئے۔ اور اگر عورت کے حمل کا اسقاط ہوجاتا ہو

مقراض نارسیدہ پان پر، ۱ مرتبہ پڑھ کر کھلا دے حمل قرار پکڑے گا۔ اور اگر بچہ خلاص نہ ہوتا ہو قند سیاہ کی تین گولی بنا کر ہر گولی پر سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کرکے کھلا دے بہت جلد بچہ بآسانی پیدا ہوگا۔

توضیح :۔ جگہ پڑھنے کی مرشد سے دریافت کرے۔ مسجد کے اندر محراب کے سامنے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی تخت پر یا پھر پاک زمین پر اور پاک بستر بھی شرط ہے۔ عہ مقراض نارسیدہ پان یعنی جو کسی قینچی یا چاقو وغیرہ سے کاٹا، کترا نہ گیا ہو، قند سیاہ، گڑ یا ریان فرخ آباد کی مٹھائی وغیرہ۔

اسماء سماوی یہ ہیں :۔ زین اللہ، نجم اللہ، مجمع اللہ، فتح اللہ صفت اللہ، حمید اللہ، بدیع اللہ۔

ترکیب دیگر :۔ ایک سو ایک مرتبہ بعد نماز عشاء روزانہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ اللہِ یَا نَجْمَ اللہِ یَا مَجْمَعَ اللہِ یَا فَتْحَ اللہِ یَا صِفَتَ اللہِ یَا حَمِیْدَ اللہِ یَا بَدِیْع۔

اسماء ارضی :۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا طَاہِرَ اللہِ یَا مُطَاہِرَ اللہِ۔ یَا طَاہِرَ اللہِ یَا مُطَاہِرَ اللہِ یَا نَذِیْرَ اللہِ یَا مُنِیْرَ اللہِ یَا مَدَدَ اللہِ ایضاً

باسناد اسمائے قطب المدار		رقم شد چنیں راوی مدار
کہ در دشت اعرابی از زندگی		بہ ترک آمد از جوع و تشنگی
پے چو ایں نامہا یاد کرد آں غریب		شدہ عالم غیب روزی نبود
ہر آنکس کہ ہر روز با صد نیاز		ز ہر رنج و غم رستگاری بود

دو دو نہ نام حضرت سلطان العارفین سید بدیع الدین قدس سرہٗ یہ وہ ہیں جو کہ

آپ کے خلیفہ اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمشیر زادہ حضرت سید احمد
بادیہ پاک کے زبان پاک گوہر لسان سے ظہور میں آئے۔

بعد نماز عشاء ایک سو ایک مرتبہ بیک چلہ نماز فجر کے بعد تین مرتبہ یا بُ ذَاعِ تَرعِ

نودونہ ٩٩ نام حضرت شاہ مدار

يَا قُطْبَ الَّذِي لَا قُطْبَ بَدِيْعَ الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ بَدِيْعٌ كَرِيْمٌ نُوْرٌ
غَنِيٌّ رَبَّانٌ ۔ قَوَامٌ ۔ رُوحٌ ۔ قَيُّوْمٌ ۔ اِسْمٌ ۔ رَحِيْمٌ ۔ مُجِيْبٌ ۔ حَامٌ
سَالِكٌ ۔ وَلِيٌّ ۔ حَاصِلٌ ۔ رَفِيْعٌ ۔ اِرْتِفَاعٌ ۔ خَيْرُ بِلَادٍ ۔ شَاغِلٌ
عَالِمٌ ۔ عَامِلٌ ۔ حَمِيْدٌ ۔ عِمَادٌ ۔ مَالِكٌ ۔ مُحْيِيٌ ۔ سَلَامٌ مُسْلِمٌ ۔ سَعِيْدٌ
نَاصِحٌ ۔ مُفْتِحٌ ۔ مَرْقُوْمٌ ۔ مُرْشِدٌ ۔ صَالِحٌ ۔ تَوْفِيْقٌ ۔ زُبْدَةٌ ۔ كَثِيْفٌ
غَيَاثٌ ۔ وَاحِدٌ ۔ ظَاهِرٌ ۔ مَظْهَرٌ طَاهِرٌ ۔ مُطَهَّرٌ ۔ نَذِيْرٌ ۔ مُنِيْرٌ
عَالٌ ۔ مُتَعَالٌ ۔ اِشَارَةٌ ۔ حَكِيْمٌ ۔ خَادِمٌ ۔ نَجْمٌ ۔ سِرَاجٌ ۔ بُرْهَانٌ ۔ شَمْسٌ
نَافِعٌ ۔ صَادِقٌ صِدِّيْقٌ ۔ مُصَدِّقٌ ۔ هَادٌ ۔ مُبَيِّنٌ ۔ مَقَامٌ ۔ ضِيَاءٌ ۔ سُلْطَانٌ
تَقْوِيْمٌ ۔ فَضْلٌ ۔ مَدَارٌ ۔ صَدْرٌ حَافِظٌ ۔ شَاغِلٌ ۔ اِمَامٌ ۔ نَاصِرٌ
قُدْرَةٌ ۔ نُصْرَةٌ ۔ نِظَامٌ ۔ دَوَاءٌ ۔ شِفَاءٌ ۔ بَقَاءٌ ۔ كَمَالٌ جَمَالٌ جَلَالٌ
حُجَّةٌ ۔ شِهَابٌ ۔ شَاهِدٌ ۔ ثَابِتٌ ۔ اَحْيَاءٌ ۔ سَعْدٌ ۔ بَهَاءٌ ۔ رُكْنٌ
مُعِيْنٌ ۔ لَطِيْفٌ ۔ رَفِيْقٌ ۔ شَفِيْقٌ ۔ كَبِيْرٌ ۔ مُجْتَمَعٌ ۔ فَتْحٌ ۔ صِفَةٌ
تَدْبِيْرٌ ۔ مُهَيْمِنٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
اَجْمَعِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى اَنْ
تَقْضِيَ حَاجَتِيْ اَنْ تَحْفَظَنِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ وَاَنْ تَغْفِرَ لَنَا فِيْ

الدُّنیا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۞

دیگر دعائے بشمخ: کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ اور آپ سے ہر سلاسل کے بزرگواروں نے حاصل کیا اسکے بارہ کلمے اور خاصیت جدا گانہ ہیں۔ آسان طریقہ ایک شب میں ایک ہزار بار پڑھ کر روزانہ ۲۵ یا ۱۲ بار ورد رکھا جائے۔ دعائے موصوف با موکل مع خاصیت رسالہ ہٰذا کے حصہ سوم میں درج کیجائیگی اس مختصر میں گنجائش نہیں

حصار دعائے بشمخ: اَللّٰھُمَّ یَا حَافِظَ نُوْحٍ فِی الْمَآءِ وَیُوْسُفَ فِی الْبِیْرِ وَاَیُّوْبَ فِی الضُّرِّ وَمُوْسٰی فِی الْیَمِّ وَعِیْسٰی فِی الرَّحِمِ وَیُوْنُسَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَاِبْرَاھِیْمَ فِی النَّارِ وَاِسْمٰعِیْلَ تَحْتَ السِّکِّیْنِ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ اِحْفَظْنَا مِنَ الْاَعْدَاءِ وَالْحُسَّادِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دعائے بشمخ: اَللّٰھُمَّ یَا بَشْمَخُ بِشْمُخُ ذَا الْاَھَامُوْ شِیْطُوْنَ اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْوُمَلْخُوْتُوْ دَمُوْتُوْ دَالْمُوْتِ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا خِشْیُوْ مِیْمُوْنَ اَرْقِشُ دَارِ عِلِیُّوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا رَحِیْمُشَا رَحِیْلُوْنَ مِیْتَطِرُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا رَخْتِیْنُوْ اَخْلَاقِ اَخْلَا قُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا رَخْمُوْتُ اَرْحَیْمَا اَرْخِیُوْنَ اَللّٰھُمَّ یَا اَھْیًا اَشْرَاھِیًا اَدُوْنِیْ اَشْبَادُ جُتُ اَشْبَادُ دُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا نُوْرُ

اَدْغِشُ اَدْعَمِیْ تَتَلِیْتُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ یَا اَشْبَرُ اَسْمَاءَ اَسْمَادُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ یَا مَلِیْعُوْثَا اَمُلِخَا مَلُخَا مَلُخُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ یَا عَزَّلَامُ اَرَىعِدُ اَدْعَمِیْ بَیْنَ نُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ یَا مَشْمَخُ مَشْمَخِیْثَا مَشْلَامُوْنَ بَیْنَ الْکَافِ وَالنُّوْنِ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ط فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ط

توضیح :۔ جاننا چاہیئے کہ یہ دعائے موصوف حضرت عیسٰی علیہ السلام پر نازل ہوئی جس طور سے انجیل مقدس میں مسطور ہے اور جس سند و نسبت سے اس فقیر کو پہونچی ہے اسی طرح اس کتاب میں درج ہے۔ سند مشائخ کرام یہ ہے کہ اس دعا میں ۱۲ جگہ اللّٰھُمَّ ہیں ہر اللّٰھم کے ابتدا پر بارہ مرتبہ اور آخر میں سات مرتبہ یا متوکل پڑھے تاکہ جلد اجابت ہو اور شرائط سالک اور سند دوگانہ پہلے میں لکھ چکا ہوں اسکے بموجب عمل کرے شرائط دعوۃ چونکہ اس دعا کی بنا بارہ اللّٰھم ہے۔ اسلئے بہ نیت نصاب بارہ ہزار بار اور اس کا نصف بہ نیت زکوٰۃ اور اس کا نصف بہ نیت عشر۔ بہ نیت قفل ہر اللّٰھم پر سو سو بار درود مدور برابر نصاب بذل سات ہزار ختم، بارہ ہزار اس کی یہ دعوۃ شروع کرے۔ ترقی کیلئے عروج ماہ روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب، قہر کے لئے نزول ماہ روز شنبہ یا سہ شنبہ ایک ہزار دو سو بار روزمرہ تین چلّے تک متواتر پڑھے۔ جس وقت حاجت برائے دعوت ترک کرے۔ اثناءِ دعوت میں ہر اللّٰھم پر اپنی حاجت طلب کرے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے عرض کرے کہ اے بار الٰہ اپنے کمال و عظمت و کمال کبریائی کے طفیل سے میری دعا قبول فرما۔

دوسرا طریق، جو اسپلیشن آف بائبل میں، یعنی تفسیر انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ دعائے بشمخ بارہ اسماء پر مرتب ہیں اور ہر ایک اسم ایک ایک برج سے تعلق رکھتا ہے۔

نقشہ یوں ہے۔

شمار	نام برج	اسم	نام موکل
۱	حمل	یا بشمخ	هیطائیل
۲	ثور	یا ذانو	طورائیل
۳	جوزا	یاخیثو	شمیائیل
۴	سرطان	یارحمیشا	عیائیل عیقائیل
۵	اسد	یارخیثو	میناٸیل
۶	سنبلہ	یارخموث	قمرائیل
۷	میزان	یا اهیا اشر اهیا	میجائیل
۸	عقرب	یانوری	اسمائیل
۹	قوس	یا اشبر	جبرائیل
۱۰	جدی	یاملیخوثا	دردائیل
۱۱	دلو	یاالاثم ارعد	میکائیل
۱۲	حوت	یا مشمخ	اسرافیل

جو کوئی دعائے بشمخ کی دعوت دینی چاہے اس کو چاہیئے کہ اول شرط اس سند پر ادا کرے کہ پہلے دیکھے کہ آفتاب کس برج میں ہے اور کون سا اسم اس برج کے متعلق ہے جس برج میں آفتاب ہو اس برج کے اسم سے اسکی قرأت شروع کرے شاً جسوقت کہ آفتاب برج حمل میں ہو اسم بشمخ کو تمام اسم و یا نضمام موکلات ۱۲ ہزار

بار بحبت حق اور سات ہزار بار بنیت حضرت عیسٰی علیہ السلام اور پانچ ہزار بار بنیت مریم علیہا السلام تین سو ساٹھ بار بجملہ اہل دعوت پڑھکر ثواب پہونچائے طریق یہ ہے اُجِبْ یَا ھَیْطَائِیْل سَامِعًا مُطِیْعًا بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاَسْمَاءِ اَللّٰھُمَّ یَا بَشْمَخُ بَشْمَخُ ذَاالْاَھَامُوْ شَیْطَشُوْنَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیْ حَاجَتِیْ باقی اسماء کو اسی طرح قیاس کرنا چاہیئے۔ جب دوازدہ اسم کو بہ سند مسطور پڑھ چکے شرائط تمام ہوئیں اور عامل متصرف دعا کا ہوا۔ جب کسی حاجت کیلئے پڑھے تو اول دیکھے کہ وہ حاجت کون سے برج سے متعلق ہے جو اس اسم برج سے متعلق ہو اس کو اس برج میں پڑھے اور اس اسم کو اور اسماء پر مقدم کرلے اور بارہ روز تک تین سو ساٹھ بار پڑھے تا دعا مستجاب ہو۔ دعائے مکرم شیخ کے متن معمولات پر موجود ہے لہٰذا میں صرف ان بارھوں اسماء کا ترجمہ تبرکاً جو آج سے برسوں پہلے ماہر عبرانیات و سنسکرت حضرت علامہ بابا خلیل داس چترویدی بنارسی نے حضور سیدی ابوالوقار کے خدمت اقدس میں دعائے شیخ کا ترجمہ نذر کیا تھا، اسی پر کفایت فرمائیں اور فقیر کے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ عاقبت بخیر ہو، آمین

(۱) الٰہی تو بڑا خداوند بزرگوار قدیم ہے (۲) الٰہی تو اپنے بندوں اور آدمیوں کے بھید سے واقف ہے (۳) الٰہی تو برکت کر ان لوگوں کی برکت سے جن کو تونے اپنے فضل و کرم سے بحساب بہشت میں داخل فرمایا (۴) الٰہی تو بہت رحم کرنے والا ہے ہم پر گرامی کر ہم کو اور غالب رکھ ہر کام پر (۵) الٰہی تو تمام خلائق کو روزی پہونچاتا ہے (۶) الٰہی تو رحمت کر ہم پر اور اپنی رحمت نازل کر ہم پر اپنی رضا کے بموجب (۷) الٰہی زندہ ہے قبل ہر چیز کے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے بعد ہر چیز کے اور دور رکھ ہم کو بلاؤں اور آفتوں سے اور دور رکھ ہم سے آفات و بلا کو (۸) الٰہی تو خلائق کے کاموں کا

روشن کرنے والا ہے (۹) الٰہی تو نیکو کار ہے اور میں گناہگار، بدکار ہوں (۱۰) الٰہی تو بادشاہ ہے اور میں تیرے در کا فقیر (۱۱) الٰہی تو بڑا عظیم ہے اور عاجزوں اور بیکسوں کا فریادرس (۱۲) الٰہی تو حق ہے اپنے ڈھونڈنے والے کو محروم نہ رکھو، بین الکاف والنون انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون فسبحن الذی بیدہ ملکوت کل شیئ والیہ ترجعون۔

دعائے اختتام:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰهُ اَنْ تَحْفَظَنِیْ مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَاٰفَةٍ وَّعَاهَةٍ وَّكُلِّ عِلَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَّمِنْ كُلِّ شِدَّةٍ وَّبَلِیَّةٍ وَّزَلْزَلٍ وَّزَلْزَلَةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اِلٰهِیْ بِحَقِّ هٰذَا الدُّعَاءِ وَبِحَقِّ هُوَ یَا مَنْ هُوَ هُوَ یَا مَنْ هُوَ هُوَ یَا مَنْ هُوَ هُوَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِحْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَاءِ وَالْاٰفَاتِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

طریقۂ زیارتِ درگاہ شریف

اول پائتی مزار اقدس پر حاضر ہو کر جس سے اسم یار یَا مَدَارَ الَّذِیْ لَآ بِدَایَةَ لِذَاتِهٖ وَلَا نِهَایَةَ لِمُلْكِهٖ یَا مَدَارَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَا مَدَارَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بعد ازاں مکی جالی پر اسم یار سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ پھر سرہانے حاضر ہو کر درود مداری جس کے ساتھ اسم یار اور شرقی جالی پر لوح نام حضرت زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ اور پھر مکی جالی پر حاضر ہو کر فاتحہ اسطرح کرے۔ **طریقہ ختم** ، یار درود شریف اا بار سورۂ فاتحہ ۱۱ بار، سورۂ اخلاص ۳ یار دعائے بشیخ ، مرتبہ درود شریف پڑھ کر روح اقدس کو اس کا ہدیہ پیش کر دے۔ بعد ازاں مراقب

ہو کر فیوض بے پایاں فائز المرام و مالا مال ہو۔

طریقہ کشف القبور:۔ جب پڑھنا شروع کرے تو اپنے مرشد کا نقش دل میں جما کر صاحب مزار کا تصور کرے سورۂ الحمد شریف سو بسم اللہ ۱۴ بار، قل ہو اللہ شریف ایک سو ایک مرتبہ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعَ ۲، مرتبہ، یَا کَاشِفَ الْغَرَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا کَاشِفُ ۲، مرتبہ، درود شریف ایک سو ایک مرتبہ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ ۲۱ مرتبہ، پڑھ کر بخشے اور پھر تصور میں ایسا مستغرق ہو کہ بیخود ہو جائے۔

دیگر برائے دفع خطرات نفسانی و شیطانی

سو مرتبہ اَلْبَاطِنُ پڑھے اور صفائی قلب کے واسطے تین ہزار پانچسو اور چار بار، اور ایام بیض میں تین ہزار مرتبہ ورد کرے، صاحب کشف ہو، صلوٰۃ خمسہ کے علاوہ نماز اشراق ۴ رکعت پڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے ۴ رکعت نماز چاشت ادا کرے اور نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ اوابین ۲۰ رکعت یا جتنی رکعتیں ادا ہو سکتی ہوں ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی نماز قبل صلوٰۃ التسبیح اور نماز تہجد ۱۲ رکعت دو دو رکعت کر کے سورۂ اخلاص سے بطریق شمسی و قمری ادا کرے اور ہر چوتھی رکعت کے بعد جلسہ کرے اور ۱۴۱ بار حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ کا ورد کرے۔ بعد ازاں اشغال وظائف میں مشغول ہو۔

ذکر محاسبہ:۔ بندہ فجر کی نماز کے بعد یہ خیال کرے کہ از مغرب تا فجر کون سے ایسے کام مجھ سے ہوئے جو خداوند تعالےٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان والا شان کے موافق اور اسکی خوشنودی

ورضامندی کے باعث ہیں جو اس قسم کے امورات خیال میں آئیں اس پر شکر یہ ادا کرے اور یہ سمجھے کہ ان کے کرنے کی توفیق منجانب معبود حقیقی ہوئی ان کو ترقی دے اور پھر یہ تصور کرے کہ تمام شب کس قدر کام بھی اس قسم کے ظہور میں آئے جو کہ حاکم حقیقی کے حکم کے خلاف اور اسکی ناراضگی کے موجب ہیں جو کام اپنے خیال میں آئیں انکو ترک کرے اور نفس کی خطا تصور کرے اسی طرح فجر سے مغرب تک کے خیال کرجائے۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش ؛ عذر بدرگاہ خدا آورد

محاسبۂ حاسبوا قبل ان تحاسبو

شل طریق مرقومہ بالا فجر اور مغرب میں اپنی نفوس کا تصور کرے کہ کتنی سانسیں ذکر الہٰی میں گذریں اور کتنی بغیر حق میں بسر ہوئیں جو حق کے ساتھ گذریں ان پر خوش ہو اور شکر بجالائے اور جو غیر حق کے ساتھ گذریں نفس کو ملامت کرے اور آئندہ احتیاط رکھے۔ **ذکر محاربہ**۔ خواہشات نفس کے ہر کام برعکس کرے تاکہ بُری خصلتیں مبدل ہو کر اوصاف حمیدہ کے ساتھ موصوف ہوں۔

مباحثہ۔ نفس امارہ کہے کہ میں حیوان ہوں اور کھانے پینے اور گانا بجانا سننے اور دنیا کی لذات حاصل کرنے کے واسطے پیدا ہو گیا ہوں تو اس کو یہ جواب دے کہ اے نفس کم ہمت تیری پیدائش آزمائش کے لئے ہے نہ یہ کہ جیسا خیال تیرا ہے۔ یوم الحساب کو کیا جواب دیگا اور سیاہ رو ہو کر اٹھے گا ان بحثوں کا یہ نتیجہ ہوگا کہ نفس امارہ مبدل بہ نفس لوامہ ہو جائیگا۔

ذکرِ مراقبات

نماز فجر اور مغرب کے بعد تصور مرشد میں مشغول ہو اور فیوض و انوار و تجلیات الٰہی جو کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ تا مرشد پہونچے ہیں ان کا اپنے قلب پر اقتباس کرے انوار کا رنگ اور اس کے حصول کا طریقہ شیخ سے معلوم کرے اگر تصور قائم ہونے میں خامی ہو تو ایک سو ایک مرتبہ (یَا بَدُّوحُ یَارَبُّ) کا ورد کر کے مشغول بتصور ہو کامیابی ہوگی۔

مراقبہ آئینۂ جلال و جمال

محبوب رب غفور حضرت خواجہ ابو تراب منصور صدر نشین نے اپنے جد امجد حضرت سید بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ مراقبہ آئینہ جلال وجمال کیا ہے ارشاد ہوا کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ظل الوہیت جل ذکرہٗ کا محمد اور صفت احدیت ذات وصفات آدم آئینہ جلال وجمال اور مظہر اتم اس کا ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق مرید کو پیر کا دیکھنا جمال و جلال حق کا مشاہدہ کرنا ہے۔ حدیث الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ۔ دیگر۔ المومن مرآۃ المومن، مومن حقیقی حق تعالے ہے۔ فقال الشیخ قطب المدار رضی اللہ عنہ یَتَصَوَّرُہٗ وَیَنْظُرُ فِی الظَّاھِرِ کُلِّہٖ وَیَعْبُدُ بِصُوْرَتِہٖ کَذَالِکَ یَسْمَعُ الْکَلَامَ بِسَمْعِہٖ یَفْھَمُ وَبِاللِّسَانِ یَتَکَلَّمُ وَنَفْھَمُ لِسَانُہٗ وَیَتَلَذَّذُ بِمَحَاسِنِ حَقَائِقِ الْاَحْوَالِ وَبِالطَّائِفِ بِرَوَائِحِ اَوْصَافِ الْکَمَالِ وَیَتَّصِفُ بِاٰدَابِ الْاَخْلَاقِ وَیَتَلَذَّذُ بِمَحَاسِنِ الْاَحْوَالِ"

زبان سے جو کچھ کلام کرے یہ خیال کرے کہ مرشد کی زبان ہے کہ جس سے ہم بول ہے

ہیں، کان سے جو کچھ سُنے یہ خیال کرے کہ یہ مرشد کی سماعت ہے کہ جس سے سن رہے ہیں، آنکھ سے جو کچھ دیکھے سمجھے کہ یہ ہماری بصارت نہیں بلکہ مرشد کی بینائی ہے کہ جس سے دیکھ رہے ہیں، پس حقائق کلام شیخ سے معطر اور آداب خوبہائے شیخ سے متصف اور خوبیوں احوال پیر سے متلذذ ہو کر فنائی الوجود سے ترقی کرکے فنائی الشیخ پر پہونچے۔

مُراقبہ آئینہ جلال نور احدیت و جمال ظہور محمدیت

فَقَالَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ لَیْلَۃِ الْمِعْرَاجِ عَلٰی مِثْلِ الْقَمَرِ۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رب کو معراج کی رات میں مانند چودھویں رات چاند کے اور رب السموات والارض نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی مناسبت شمس و قمر سے دی اور قسم کھائی والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ پس آئینہ جمال محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے جمال احدیت کا شاہدہ کرے انا احمد بلا میم کا یہی اشارہ ہے۔

کہے گویا انا احمد بلا میم ؛ کہے ہیں گے طٰہٰ و حٰم ؛ میں گشت با جماع محامد۔ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ کا یہی اشارہ ہے۔ ع احد در میم احد گشت ظاہر ؛ پس اول آئینہ جمال نور محمد علیہ السلام کو خیال میں لائے اور صورت آئینہ جمال کو پیشانی پر کہ جس کو مقام محمود کہتے ہیں تصور کرے۔

سند شغل اسم ذات مداریہ :۔ جب سانس حلق کی فرو ہو تو اللہ کہے اور جب سانس باہر آئے تو آہستہ آہستہ مُحِیْطٌ مُحِیْطٌ مُحِیْطٌ کہتے ہوئے کسے۔ اسی طرح ذکر میں مشغول ہو لیکن جب اللہ کہے ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دل میں تصور

کرے اور جب محیطًا کے ذات احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد رکھے اور ثمرات فنا فی الرسول سے ایسا متلذذ ہو کہ اصلا خبر نہ ہو اور بے خود ہو جائے اور پردہ غیریت محمد کا مٹ جائے۔

مراقبہ قلب صنوبری۔ اول شغل خضری کرے اور پھر تصور میں مشغول ہو جائے دو انگل بائیں پستان کے نیچے قلب شل پان پتہ پیپل کے واقع ہے۔ اس کا رنگ سرخ یا جیسا حکم مرشد کا ہو اور اس میں اسم ذات برنگ سفید چمکتا ہوا تصور کرے شکل یہ ہے اور سمیع و بصیر و علیم کا دل میں خیال رہے۔

نیز شغل مداریہ:۔ چاہیئے کہ قلب کو سرخ اور اللہ کو برنگ کا نوری تصور کرے اور جب تصور قائم ہو جائے اللہ سے الف حذف کرے للہ رہیگا [اللہ] لفظ اور جب اس سے ترقی کرے ایک لام بھی حذف کرے لہ رہے گا اور جب اس سے بھی ترقی ہو تو دوسرے لام کو بھی حذف کرے ہٗ اور جب تصور کمال کو پہونچ جائے ہٗ ایک دائرہ ہے وسیع کہ تمام عالم و آدم اس میں مستغرق محیط الکل اسی کا نام ہے ہلال کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اور اس سے ترقی کرنے پر چودھویں رات کے چاند کے مانند دیکھنے میں آئیگا۔ حدیث اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ فِي لَيْلَةِ الْبَدْرِ کا بھی رمز ہے۔

بقیہ مراقبات نفخت فیہ من روحی اور نور السموات والارض اور فاینما تولوا فثم وجہ اللہ وغیرہ:۔ جو کہ اور بھی سلسلہ مداریہ زاداللہ شرفًا میں رائج ہیں ان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں آئندہ رسالہ ہٰذا کے حصہ سوم میں مندرج ہونگے اور طالب کے ذوق و شوق کا امتیاز کرکے تعلیم کئے جائینگے۔

میری حرماں نصیبی کہ آج تک میری نظر سے اس رسالہ کا پہلا جزو اور نہ تیسرا حصہ گذرا

شاید تساہلی ذوق یا تسامحات طلب وشوق کی وجہ سے رہ گیا ہے، مگر ہاں شیخ نے تعلیماً
مجھ میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، یہ سارے امور مذکور بدرجہ اتم صرف لسانی نہیں بلکہ عملی
طور پر کروائے ہیں جو میری یادداشت میں آج بھی محفوظ ہیں جس سے میری نسبتیں زندہ و
پائندہ ہیں انشاء اللہ العزیز آگے صفحات پر توضیحات میں ناظرین کے حشرت سلوک کریگے

لطیفوں کا بیان

معبود حقیقی نے انسان کو عالم امر اور عالم خلق کا خلاصہ بنایا ہے۔ عرش مجید کے
بالائی حصہ کو عالم امر کہتے ہیں اور یہ ایک دم بحکم ربی پیدا ہوا جو کہ نورانی اور لطیف ہے
اور عالم خلق زیر عرش کا حصہ کثیف اور ظلمانی بتدریج پیدا ہوا۔ عالم امر قلب روح سر خفی
اخفی عالم خلق خاک و باد آتش تعوی انھیں کا نام لطائف کہ جس کا مجموعہ انسان اور
انسان کامل آئینہ اور حق اس میں مشہور ذوالعین اور ذوالعقل وہ ہے کہ دیکھے حق کو خلق
میں اور خلق کو حق میں ہے اور در دن من ست و دل من بدست و بہ چون آئینہ بدست من در آئینہ
لطائف کی تفصیل یوں ہے۔ لطیفہ قلب بائیں پستان کے دو انگل نیچے رنگ سرخ لطیفہ
روح دو انگل داہنی پستان کے نیچے رنگ سفید۔
لطیفہ نفس زیر ناف رنگ سیاہ لطیفہ سر متوسط سینہ رنگ زرد لطیفہ خفی بر پیشانی
رنگ سبز لطیفہ اخفی بر دماغ کا نوری لطائف کے رنگ جیسا ارشاد مرشد ہو ویسا کرے
اکثر لوگوں پر مختلف رنگ منکشف ہوتے ہیں ۔

صورت یہ ہے

اخفی
خفی
روح سر قلب
نفس
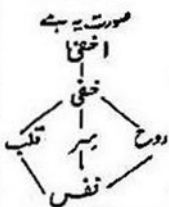
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار روحی فداہ سے
پانچ طریقے نافذ ہوئے، اویسیہ، مداریہ، صدیقیہ مداریہ
بصریہ مداریہ، لطائف ستہ۔ ان منسلکین سلسلۂ عالیہ
مداریہ زاد اللہ شرفاً پر منکشف ہوتے ہیں کہ جن پر صدیقیت
کا غلبہ اور لطائف سبعہ ان پر مبرہن ہوتے ہیں کہ جن پر سلسلۂ بصریہ مداریہ کا غلبہ ہو۔

مقامات یہ ہیں اول لطیفہ زیر ناف، دوسرا لطیفہ وسط صدر، تیسرا لطیفہ بالائے صدر، چوتھا لطیفہ انتہائی حلق، پانچواں لطیفہ درمیان، ابرو، چھٹا لطیفہ مقدم سر ساتواں برفرق۔

توضیحات: ذکر و اذکار کے بارے میں ہمارے شیخ ابو الوقار علیہ الرحمۃ الرضوان نے متن معمولات میں مفصل اور مکمل تعریف درج فرمائی ہے اور اسکی زیادہ وضاحت وصراحت کی حاجت تو نہ تھی لیکن ہمارے ایسے جانے کتنے لوگ ہونگے جو اپنی کم فہمی کی بنا پر اسکی تعریف تک رسائی نہ ہوئی ہو گی۔ لہٰذا میں ناظرین کی خدمت میں وہ تحفہ پیش کر رہا ہوں جو شیخ اکبر محی الدین ابن ابی عربی رضی اللہ عنہ نے فصوص الحکم میں جو ذکر کی تعریف اور اس کے اقسام گنوائے ہیں۔

ذکر: ذکر نسیان کی ضد کو کہتے ہیں پس جس چیز کے توسل سے مطلوب یاد آئے، اس کو ذکر کہتے ہیں۔ "سَوَاءٌ کَانَ اِسْمًا اَوْ رَسْمًا اَوْ فِعْلاً اَوْ جِسْمًا اَوْ جِسْمَانِیًا اَوْ مُجَرَّدًا وَغَیْرُ ذَالِکَ" اور جس چیز کے سبب سے مطلوب کا نسیان حاصل ہو۔ اسکی طرف التفات کرنا ضلالت ہے۔ سواء کان اسمًا اور رسمًا وغیر ذالک۔ پس تمامی افعال و اقوال و احوال صوفی کے بشرطیکہ یاد حق کے ذکر ہے اور بشرط عدم کے عدم، بعض کہتے ہیں کہ ذکر کے اقسام بہت ہیں۔ ذکر لسان جہر کے ساتھ ہو یا خفیہ، اور ذکر قلب اور ذکر روح، ذکر روح، ذکر سر، ذکر خفی، ذکر اخفیٰ، اور ذکر اخفائے اخفیٰ۔ پس ذکر لسانی لفظی ہے کہ اس میں ہیئتہ حروف، اور تقدم یا تاخر بعض ان کا بعض پر

اور حرکات و سکنات کا اعتبار ہے۔ پس اس ذکر کو اگر صوت کے ساتھ ہو تو جہر یہ اور اگر بغیر صوت کے ہو تو خفیہ کہتے ہیں۔ اور ذکر قلبی عبارت مطالعہ ہے اسم مطلوب کے بغیر اعتبار تقدم و تاخر و حرکات و سکنات وغیرہ کے، اور ذکر سری فراموشی اسم مطلوب ہے اور حضوری مسمیٰ کی، اور یہ بحسب حالات ذاکرین کے متفاوت ہیں، اور یہ حضوری مسمیٰ کی بعض کو کبھی، بعض کو اکثر، اور بعض کو اسکے برعکس، اور بعض کو مدام ہوتی ہیں۔

لیکن اس حضوری میں ذاکر جانتا ہے کہ میں ذاکر ہوں اور ذکر درمیان میں رکھتا ہوں اور مذکور میرا مقصود ہے کہ میری بصیرت کے نزدیک حاضر ہے اور یہ بھی مرتبہ انحطاط کا رکھتا ہے، اور نہایت مرتبہ اس ذکر کا وہ ہے کہ ذکر اور ذاکر درمیان سے اٹھ جائے اور مذکور کا غیر باقی نہ رہے۔ اور لذت ذکر وعلم ذکر بھی باقی نہ رہے، یعنی اگر ذکر اور ذاکر درمیان سے اٹھ جائے اور لذت ذکر باقی ہے، تو ذکر خفی ہے، اور اگر ذکر، و ذاکر، اور لذت ذکر اٹھ جائے، اور علم بلذت ذکر باقی ہے تو ذکر اخفیٰ ہے اور اگر علم بلذت ذکر باقی نہ رہے تو ذکر اخفائے اخفیٰ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ذکر چار طرح پر ہے، ایک یہ کہ لسان ذاکر ہے اور دل غافل، دوسرا یہ کہ زبان ذاکر ہے اور دل اسکے ساتھ موافق ہے لیکن کبھی کبھی غافل ہوتا ہے بخلاف زبان کے، تیسرے یہ کہ زبان و دل کے ساتھ موافقت رکھتا ہے لیکن کبھی کبھی دونوں غافل ہوتے ہیں چوتھے یہ کہ زبان بیکار و غافل ہے اور دل حاضر و ذاکر اور یہ انتہاء مقامات ہے، پھر یہی حقیقت ہے اس مرتبے میں ذکر کی، کہ ذاکر اپنی صوت دل کو سنتا ہے اور صوت دل ذاکر کو اس ذاکر کا غیر نہیں سن سکتا۔ اگرچہ مشہور اس کا غیر ہے۔"

بعض کہتے ہیں کہ اصلح بحال مبتدی ذکر ہے اور بحال متوسط تلاوت قرآن، اور بحال منتہی نماز نفل۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اقتصار اوپر ملازمت ذکر خفی کے اور تصفیہ دل کا کرنا نقوش افیار سے، اور عدم التفات طرف ماسوائے اللہ کے۔ اور عزیمت طرف

حضور اس حضرت قدس کے اور فنا و محویت اور محق اور طمس و طلس، اپنی محودی کا کرنا، حضرت قدس میں اور اختیار کرنا ذکر خفی میں کلمہ نفی و اثبات کو دیگر اذکار سے، اور اختصار کرنا معنی کلمہ طیبہ کو ساتھ نفی کرنے کے ہر موجود وہمی کو ساحت دل سے ساتھ مراقبہ موجود حقیقی کے، اقرب اقارب اور اوصل اواصل ہے۔"

یعنی سب طریقوں سے یہ طریق قریب تر ہے۔ اسلئے ہمارے شیخ تصوف ہادی و مرشد نے سولات ابو الوقار میں موافق اس قول کے ذکر خفی کو ساتھ کلمۂ طیبہ کے اور مراقبہ وجود حقیقی کو اس کلمہ کے معنی کے ساتھ اختیار کیا ہے کہ سب طریقوں سے سہل اور اقرب ہے اور موصل الی المطلوب اور مجرب، اور حسب اشارہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ، فصوص الحکم میں اس مراقبہ کا عمل کیا تو بفضلہٖ تعالیٰ برآمد کار ہوا، ومثل ہذا فلیعمل العاملون، اختیار کرنے سے اس امر کے اگرچہ انواع عبادات متروک ہو جائیں گے۔ کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ یہ امر سب نقصانوں کا جامد ہے۔

ذکر خفی:۔ بعض اکابر کہتے ہیں کہ ذکر اصل میں پانچ قسم پر ہوتا ہے، اول ذکر جلی دوسرا ذکر قلبی تیسرا ذکر روحی، چوتھا ذکر سری، پانچواں ذکر خفی، ذکر جلی، اسم مبارک اللہ کا ہے یا کلمہ طیبہ کا خواہ وہ کسی صورت سے ہو، زبان سے ہو، یا دل سے یا دم سے یعنی سانس کے ساتھ اور ذکر قلبی ایک خاص شغل کو کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ سالک اپنے غائب اور حق تعالیٰ کو اپنی صورت پر حاضر جانے کہ میں وجود حق تعالیٰ سے موجود ہوں بلکہ میں نہیں ہوں۔ حق تعالیٰ ہی موجود ہے، ذکر روحی، مشاہدہ کو کہتے ہیں اور وہ یوں ہے کہ پہلے ذات اور صفات اور آثار و افعال کو پہچان کر نظر باطن کو صفات اور آثار و افعال سے اٹھا کر ذات پر رکھے تاکہ یہ نظر درمیان تجلی اور استار یعنی ظہور و خفا کے ہو پھر اس وقت مشاہدہ حاصل ہوگا۔ اور جب تجلی غائب ہوئی اور استار رفع ہو گیا اس وقت اس نظر کو معائنہ اور ذکر سری کہتے ہیں اور جب تک اشغال بشری مانع اس نظر کے ہیں تب تک

اس کو ذکر سِرّی اور معائنہ کہیں گے اور جب کوئی شغل بشری مانع اس نظر کا نہ ہو۔
یعنی ہر شغل میں وہ نظر قائم ہو تو اس وقت اسکو معائنہ اور ذکر خفی دائم الحال کہتے ہیں
اور عارفان کامل کے نزدیک ذاکر کے مرتبہ احدیت کو بھی ذکر خفی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ جو
ذاکر ذات کا ہے اس مقام میں پہونچتا ہے اور گم اور محو و بیخود ہو جاتا ہے۔ باقر و قاری
جالیسی عفی عنہ۔

سیر و شغل، سیر :- اصطلاحات میں نقل کرنا سالک کا ہے، ایک حال سے
دوسرے حال کی طرف، اور ایک فعل سے دوسرے فعل کی طرف، اور تجلی سے دوسری تجلی کی
طرف، اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف۔

شغل :- مراد اس سے تصور کرنا ذات اور صفات کا خیال کرنا اور محو
ہو جانا اسمیں اور اس سے لذت لینا۔

محاسبہ :- شیخ نے محاسبہ کی تعریف متن معمولات ابوالوقاریہ کی
جامع و مانع درج سطور فرمائی ہے جو مزید وضاحت و صراحت کی محتاج نہیں ہے۔ محاسبہ
دونوں جانب سے حساب لینا مراد ہے یعنی رضائے حق کا بھی خیال رہے کہ مجھے اپنے حواس
خمسہ و اعضا اور جوارح کی ہر حرکات و سکنات کا جوابدہ ہونے کی حیثیت سے سخت گرفت
کرتا رہے کہ مجھے اپنے حواس خمسہ و اعضا اور جوارح کی ہر حرکات و سکنات کا جواب دہ
ہونے کی حیثیت سے سخت گرفت کرتا رہے اور خود بھی کارہائے روز و شب کے خیر و شر
کا حساب و کتاب کرتا رہے کہ کتنی سانسیں رائیگاں ہوئیں اور کتنی سود مند ان نفوس
جانفزا کا بہترین اجرا صرف یہ ہے کہ جو شیخ نے تجربات کے اوائل میں ذکر پاس انفاس
کی تعلیم فرمائی ہے اس کا اجرا ہو جانا ہی محاسبہ کی کامرانی ہے اور اس کا حاصل بھی۔

محاربہ :- حرب سے ہے یعنی جانبین سے جنگ، اور یہ جنگ کس کے

درمیان ہے۔ خلاقِ عالم نے خلقتِ بشر کے ساتھ ساتھ دو اور مخلوق پیدا فرمائی ہے ایک خیر جو نوری مخلوق۔ دوسرا شر جو ناری مخلوق۔ خیر جو ایک فرشتہ وہ بھلائی اور نیکی کی رغبت دلاتا ہے۔ شر جو ایک شیطان ہے جو برائی اور بدی پر اکساتا ہے، بعض لوگ اسے ہمزاد بھی کہتے ہیں اور اسکی تسخیر بھی کرتے ہیں اور اس سے بڑے بڑے کام بھی لیتے ہیں دو بڑی قوتیں آپس میں نبرد آزما ہوتی ہیں اگر ہوا نفس کے مطابق ہوتا رہا تو یہ اور مضبوط اور طاقتور ہو جاتی ہے۔ اور شر کا غلبہ خیر پہ حاوی ہوتا ہے اور اگر اسکے خلاف ہوا مطلقت نہ ہوئی۔ مثلاً جی نے چاہا کہ شربت پئیں اور آپ نے اسے گرم پانی پلا دیا، بریں قیاس اگر اسکے خلاف ورعکس ہوتا رہا تو پست ہو کر منہ کے بل گر پڑے گی۔ اور خیر کی ترغیب ترہیب حادی رہے گی۔ اور سالک فائز المرام ہوگا۔ اگر آپ نے ضبط نفس کر لیا تو پھر کیا ہے جو اسی حس اس خمسہ کے علاوہ جس سادس یعنی چھٹی حس بیدار ہوئی ہے اور غیبات کا بے پناہ انکشاف ہوتا ہے جس کا بوجھ یہ الفاظ برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ رَبِّ اعوذبك من الشیطان وان یحضرون۔

شاید اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بشری غلیان کو دور فرماتے ہوئے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا ہے یعنی تابع فرمان ہوگیا ہے اور فرشتہ پہلے ہی سے مطیع و فرمانبردار تھا جسکو مولانا رومی نے مثنوی شریف میں اسطرح اشارہ فرماتے ہیں کہ جسم ایک وسیع ملک ہے۔ تختِ سلطنت دل خالی پڑا ہے۔ دو بادشاہ روح و نفس اور میدانِ کارزار خیر و شر میں مع لاؤ لشکر کے سرگرداں ہیں ایک ظفریاب ہوا، دوسرے کو شکست فاش ہوئی اسی کا نام محاربہ ہے۔

مباحثہ ۔ اس میں بھی دونوں طرف سے جرح و بحث شرط ہے۔ جیسا کہ شیخ نے مفصل صراحت فرماتے ہوئے آخر کلام کے اس ضمن میں اس طور سے فرمایا کہ

اس سے مباحث ہونے سے الحاصل نتیجہ یہ ہوگا کہ نفس امارہ مبدل ہو کر نفس لوامہ ہو جائیگا۔

ذکر مراقبہ :۔ لغت میں امید رکھنا اور نگاہ رکھنا ایک چیز کو اور گردن جھکانے کو کہتے ہیں، اور قلب کو حضوری حق تعالےٰ کے ساتھ ایسا رکھنا کہ خطرات دوئی اور خودی کے نہ آنے پائیں اور اگر آئیں تو دفع کرے اور اگر جبکی چشم بصیرت اور بصر ایک ہوگئی ہے تو چشم ظاہر کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ چشم ظاہری کو بند کرے اور سر جھکا کر بیٹھے اور حضوری دل کے ساتھ مراقبہ کرے اور مشق بہم پہونچائے تاکہ چشم بصیرت اور بصر ایک ہو جائے اور صوفیا، کاملین کے نزدیک اصول مراقبے کے چار طرح پر ہیں۔ اول مراقبہ جمع وہ ایسا ہے کہ سالک دولت حق تعالےٰ کو ہر شے میں جانے اور بغیر ذات حق تعالےٰ کے کسی شے کو نہ دیکھے کیونکہ نفس الامر میں بھی ایسا ہی ہے، دوم مراقبہ حضوری ہے وہ اس طرح پر ہے کہ سالک سمجھے کہ میں اللہ ہی سے جانتا ہوں، اور اللہ ہی سے سنتا ہوں، اور اللہ ہی سے کوئی کام کرتا ہوں اور اللہ ہی سے جانتا ہوں، اور اللہ ہی سے سنتا ہوں، اور اللہ ہی سے کلام کرتا ہوں اور اللہ ہی سے دیکھتا ہوں، اور اللہ ہی سے کھاتا پیتا ہوں۔"

سوم مراقبہ ناظرہ ہے مراد اس سے یہ ہے کہ سالک سمجھے کہ اللہ تعالےٰ میری صورت پر ظاہر ہے اور میری صورت سے دیکھتا ہے اور میرے کان سے سنتا ہے اور میرے ہاتھ سے کام کرتا ہے اور میرے پاؤں سے چلتا ہے اور میری زبان سے کہتا ہے، چہارم مراقبہ جمع الجمع ہے وہ یہ سالک جانے کہ جو میں کہتا ہوں، اللہ ہی سے میں کہتا ہوں، میں نہیں کہتا ہوں۔ اس جگہ سے بعض بزرگ نے کہا ہے ؎

حقیقت کہ تعین شد معین ٭ تو او را در عبارت گفتہ من

ذکر اشغال سلسلۂ عالیہ مداریہ

لطائف سبعہ کے اجراء کے واسطے یہ اشغال جوکہ مرقومہ ذیل ہیں مفید ہیں۔

طریقہ نفی اثبات سلسلۂ عالیہ مداریہ

دردم بالا لا الٰہ موجود اور دردم زیریں الا اللہ بوقت اختتام ذکر محمد رسول کہدے دو زانو بیٹھکر حبس کرے

سند شغل سلسلہ شہنشاہیہ مداریہ

اسم ذات کو ناف پر حبس کرے اور پے در پے لطائف سبعہ میں از ناف تا تالو (دماغ) اللہ اللہ کا با تصور ذکر کرتا رہے۔

سلسلۂ موصوفہ میں خواہ اشغال خفی ہوں یا جلی حبس سے کئے جاتے ہیں، فقیر نے اکثر مریدین و معتقدین کو اس قسم سے جس کا طریقہ بتلایا کہ ان کے منھ اور ناک بند کرنے سے بھی باآواز بلند ذکر ہوتا ہے کہ جس کو دیکھ کر متحیر ہو جاتے ہیں۔

مقام نو ہیں (۱) ناسوت (۲) ملکوت (۳) جبروت (۴) لاہوت (۵) ہاہوت (۶) یاہوت (۷) ہوت (۸) ناہوت (۹) ہو۔ ذکر کے قبل تین مرتبہ کہے حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ نور محمد صلے اللہ اور پھر ذکر اس صورت میں کرے لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر قلب کے قریب سے لاتا ہوا بائیں مونڈھے پر لائے اور الٰہ کو دماغ پر پہونچائے اور الا اللہ کی ضرب زور سے قلب پر لگائے، ۹۹ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ اور سو پر پہونچ کر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہدے، لا الٰہ جس وقت کہے یہ خیال کرے کہ نفی کی تلوار ہے اور جب الا اللہ کہے یہ تصور کرے کہ اس نفس امارہ کو چھانٹ رہے ہیں۔ نفس امارہ کی شکل اور اس کے قیام کی جگہ مرشد سے معلوم کرے۔

طریقۂ دیگر

ابتداء میں لا مطلوب الا اللہ، لا مرغوب الا اللہ، لا محبوب الا اللہ، تین مرتبہ کہکر شانۂ چپ سے لا کو شروع کرکے الٰہ کو راست مونڈھے پر پہونچائے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے اسی طرح مشغول بذکر رہے اور ختم ذکر پر محمد رسول اللہ کہے جسوقت لا الٰہ کہے تو غیر حق کی محبت کو قلب سے جدا کرے اور یہ خیال کرے کہ کوئی میرا مطلوب اور مقصود نہیں اور جب الا اللہ کہے تو خیال کرے کہ اللہ ہی میرا مطلوب اور مقصود ہے۔

ایضاً تین مرتبہ لا مقصود الا اللہ، لا موجود الا اللہ، لا معبود الا اللہ، کہے اور پھر لا کو بائیں مونڈھے سے کھینچ کر الٰہ کو داہنے مونڈھے پر لائے اور ہا کو دماغ پر پہونچائے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے پے درپے اس ذکر میں مشغول رہے اور اختتام ذکر پر محمد رسول اللہ کہے۔ جسوقت لا الٰہ کہے تمام جہان اور اپنے وجود اور ذات باری تعالےٰ کی نفی کرے اور جسوقت الا اللہ کہے تو جہان اور اپنے وجود کو قائم کرکے تمام جسم اور قلب پر اللہ خیال کرے۔

شغل فاختہ

ناف سے اٹھا کر دماغ پر لیجائے اور پاک کو کہتے وقت سر کو قلب کی جانب جھکائے اور تو کی ضرب قلب پر لگائے ایک مرتبہ ایسا کرے اور پھر یا پاک تو کا ذکر حبس سے قلب پر جلی کرتا رہے۔

شغل قمری

ان ہر دو شغل میں رگ کیماس انگوٹھے سے دبا کر چہار زانو بیٹھے اور ذکر یوں کرے حق کو ناف سے اٹھا کر ستّرہ کو دماغ پر لیجائے اور اللہ ہو کی ضرب قلب پر لگائے۔

صرف ایک مرتبہ بعدۂ حق سرہٗ اللہ ہو کا ذکر حبس سے بالجہر علی التواتر قلب پر کرتا ہے
ان ہردو شغل کا تصور مرشد سے دریافت کرے۔"

سند شغل سلسلۂ عالیہ مداریہ

جب آفتاب بمقدار دو نیزہ بلند ہو یا دو نیزہ غروب ہونے کو باقی رہے، آفتاب کو پشت دے کر کھڑا ہو اور نظر سایہ پر ڈالے سایہ بلند ہو کر افق آسمان پر پہونچے گا۔ سفید اور شکل انسانی میں کنارے اور درمیان آسمان کے معلوم ہوگا۔ اس قدر اس شغل کی مداومت کرے کہ آسمان شق ہوں اور فلک ہفتم پر گذر ہو اس وقت سالک گم ہوگا اور حقیقت انسانی کا علم ہوگا اور یہ سمجھے گا کہ یہی متصرف ہے حقیقت اور عالم کا نشو ونما بلکہ جو کچھ ہے ظہور اس کا ہے، ابر و باد میں یہ شغل نہ کیا جائے۔"

ایضاً

ایک مرد غیب نے حضرت طیفور شامی رضی اللہ عنہ کو اور آپ نے اپنے جانشین حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کو تلقین فرمایا جس کو جذبۂ الٰہی کا شوق ہو، وہ اس شغل کی مواظبت کرے فقیر کے حضرت قبلہ پدر بزرگوار انار اللہ مزارہٗ نے اس شغل کو کیا اور مجذوبیت کا لطف حاصل فرمایا، جس وقت آفتاب طلوع ہو صورت مرشد کو اسی رنگ میں تصور کرے اور خود کو بھی اسی رنگ میں دیکھے اور از سرتا پا اپنے کو مرشد میں فنا کرے اور سر سے پا تک رنگ آفتابی میں مستغرق ہو کر اس نور میں ایسا غرق ہو کر بے خود ہو جائے۔

ذکر پاس انفاس وحیات ابدی

انسان کو تمام نعمات سے افضل جو کہ عطیہ خداوند جل شانہٗ وعم نوالہٗ تو وہ حصۂ عمر اور حیات کا دار و مدار انفاس پر ہے اور یہ نفوس وہ جوہر بے بہا ہیں کہ جس کی قیمت ہفت کشور کی سلطنت و پادشاہت نہیں ہو سکتی ہے

ہر نفس بہرت مسیحائی است چیست ٭ گر نداری پاس او از جہل تست

قیمت یکدم گر جہانے میدہی ٭ نیست ممکن کز اجل یکدم رہی

ایں چنیں انفاس خوش ضائع مکن ٭ غفلت اندر شہر جاں شائع مکن

قاعدہ یہ ہے کہ جب بکر حیات سے جرعہ نفس حلق تک فرو ہو تو لاالٰہ اور جب اس کا اخراج ہو تو الا اللہ کے ساتھ ہو، کسی سے گفتگو کرنے یا سننے کا اتفاق ہو یا دس پانچ منٹ کے بعد محمد رسول اللہ کہے ناسوتی ذکر لاالٰہ کے بعد الا اللہ ملکوتی ذکر اور اس سے ترقی کر کے جبروتی ذکر اللہ بعدازاں لاہوتی ذکر ہو اور یا حی یا قیوم کا بھی ذکر پاس انفاس میں سلسلہ موصوفہ کے منسلکین کرتے ہیں اور دست بکار و دل بیار کا یہی مطلب ہے۔

ایضاً

نو مرتبہ بیک سانس لاالٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ ۱۹ بار لاالٰہ الا اللہ بیسویں مرتبہ محمد رسول اللہ اسی طرح رفتہ رفتہ سانس کو ترقی دیکر ۹۹ بار نفی و اثبات کا حبس سے ذکر کرے اور سو پر پہونچکر محمد رسول اللہ پر سانس کا اخراج کرے۔ ف جسقدر ۹۹ مرتبہ لاالٰہ الا اللہ کے کہنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے اتنا ہی ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہدینے سے ثواب ملتا ہے۔

توضیحات : جلال وجمال ۔ جلال لغت میں بزرگ ہونا اور بزرگوئی

نیز جلال ضد جمال کی ہے، یعنی صفات حق تعالے کے منحصر ہیں، جلال وجمال

پر جمال وہ ہے کہ جسمیں لطف، رفق ہو اور جلال وہ ہے کہ جسمیں قہر وجبر ہو،

اور بھی صفات باطن جلال، اور صفات ظاہر کو جمال کہتے ہیں۔ اور اصطلاح

میں تجلی قہاری کو جلال کہتے ہیں اور جلال سے ذات بحت کیطرف بھی اشارہ

ہے کہ گنج مخفی اور مرتبہ وراء الوراء اور مرتبہ تنزیہ محض ہے، کہ حجاب عزت اور پردہ

جلال میں مخلوق سے پوشیدہ ہے کہ اسکی حقیقت اور ہویت کو سوائے اسکے اور کوئی

نہیں پہچان سکتا ہے۔ البتہ کاملین کو وراء استار اسماء وصفات واعتبارات سے

دید جلوہ کی نصیب ہے اور جلال سے طرف مراتب تعینات اور اعتبارات خفیہ کے بھی

کہ ماوراء عالم شہادت کے اشارہ کرتے ہیں۔

جمال اصطلاح میں مراد اس سے تجلی حق تعالے کی ہے واسطے حق تعالے کے

جسکو مشاہدہ کہتے ہیں اور نیز جمال ظہور ذات کو کہتے ہیں بخلاف جلال کے کہ اخفائے ذات

ہے، تجلی جمالی میں ظہور ہے واسطے کل کے اور تجلی جلالی اور قہاری میں فنا نابودی ہے کل

کے لئے یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہے اور واسطے ہر جمال کے جلال ہے کہ وہ چھپنا اس

کا ہے استار تعینات اکوان میں پس جمال جلال ہے اور وراء ہر جلال سے جمال ہے

کہ وہ اس کا ظہور ہے۔ بطور اخفا کے اور جبکہ جلال اور نعوت جلال میں معنی احتجاب اور

عزت کے ہیں، لازم ہے اسکو علو اور قہر حضرت الٰہیہ سے خضوع اور ہیبت اہل عالم سے

اور جبکہ جمال اور نعوت جمال میں معنی دنو اور سفور اور جلا کے ہیں، لازم ہے اسکو لطف و رحمت

اور عطوفت حضرت الٰہیہ سے اور انس ومحبت اہل عالم سے، بعض کے نزدیک حد جمال

کی ارواح سے اجسام تک اور حد جلال کی اعیان سے احدیت تک اور بعضے کہتے ہیں

کہ ارواح سے امثال تک جلال ہے اور امثال سے اجسام تک جمال، اور بعض کہتے ہیں کہ برعکس اسکے

جلال احدیت کو کہتے ہیں اور جمال وحدت کو اور جمال تجلیات رحمانی کو بھی کہتے ہیں۔

مقامات نو ہیں : جب میں مقامات سلوک معمولات ابوالوقار سے نقل زیب عبارت کر رہا تھا، تو ہمارے روحانی برادر معظم عزت مآب جناب اقبال احمد صاحب صاحب صفی نے خاص طور سے زور دے کر اصرار کیا کہ اگر آپ مقامات لکھیں تو انکی وضاحت صاف صاف فرمائیں تاکہ ہر کس و ناکس کے فہم رسا اور ادراک امان ہو لہٰذا اسکی بڑی ہمت کر کے سعادت حاصل کر رہا ہوں، دراصل واقعہ یوں تھا کہ جب میں اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں پہونچا تو میرے ہمراہ اس مبارک نشست خاص میں یہ بھی موجود تھے اور جو سوال میں نے اپنے شیخ سے مقامات کے بارے میں سوالات کئے تھے وہ تو انہیں یاد تھے مگر جواب نہ تو مجھے میرے ذہن میں محفوظ رہا اور نہ ان کی یادداشت میں اور نہ اس کا علاقہ کچھ ان سے تھا، برسوں کے بعد اب ضرورت پڑی تو شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ و فصوص الحکم وغیرہ کے مطالعہ سے پیش کر رہا ہوں، درحقیقت یہ باتیں تو ایسی ہیں کہ حروف و عبارات سے ادا نہیں کی جاسکتی اور یہی شیخ اکبر نے بھی کہا ہے اور بعض نے اسکی تشبیہ اس ڈھنگ سے دی ہے کہ جیسے کسی گونگے نے گڑ کھایا اور لذت شیرینی سے محظوظ ہوا مگر اظہار لذت و ذائقہ سے وہ عاجز و ناچار ہے۔ کھا سکتا ہے، اور کھانے پر خواہش رکھتا ہے لیکن یہ عجز و ناچارگی اسکے ساتھ ہمیشہ بنا رہے گی اور قوت بیانی ہی سے قاصر ہے۔ عالم ناسوت۔ عالم اجسام کو کہتے ہیں اور عالم ملکوت عالم ارواح کو کہتے ہیں اور شیخ نے شجرہ شریف میں رقم فرمایا ہے کہ وظائف پنجگانہ معمول الابرار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ورد کرنے سے سالک کو سیر ملکوتی و ناسوتی ہوتی ہے۔ سیر کی تعریف پہلے ہی کر چکا ہوں۔ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ تاثیر کے لحاظ سے سیر ناسوتی و ملکوتی، وہ قوت تسخیر ہے کہ سالک کو جو اجسام اور ارواح پر حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے کہ ابتدا عروج سالک کی اسماء کیانی

سے ہے اور معاد اس کا اسمائے الٰہی تک ہے اور اس عروج میں باعتبار سلوک کے چار منزلیں ملحوظ ہیں، ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت۔ ناسوت کو فنا کرنے سے اعیان میں یعنی لاہوت میں عروج کرتے ہیں، اعیان کو لاہوت اسی واسطے کہتے ہیں کہ احدیت اور وحدۃ اور واحدیۃ ایک ہی مرتبہ ہے کہ یہ تینوں مراتب ذاتی اور تنزیہی اور داخل ہیں سالک کے حق میں منزل ناسوت وہ ہے کہ سالک غیر حق کو فراموش کرے اور منزل ملکوت وہ ہے کہ سالک یاد حق میں ہمیشہ قائم رہے۔

ہمارے شیخ نے فرمایا کہ جاننا چاہیئے کہ کُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ فَهُوَ شَرِیْعَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَهُوَ طَرِیْقَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاهُوْتِ فَهُوَ حَقِیْقَۃٌ۔ یعنی مرکز خاک سے محیط عرش تک ناسوت ہے خواہ بسائط ہوں یا مرکبات یہ قابل تجزی اور تبعیض اور خرق والتیام کے ہیں، اور عالم ارواح وعقول ونفوس وامثال ملکوت ہیں۔ یہ قابل تجزی اور تبعیض وغیرہ کے نہیں ہیں اور عالم صفات کے سوا غیر سے بری ہیں، مقام جبروت ہے اور مرتبۂ ذات کہ احدیت ہے، مقام لاہوت ہے پھر سالک باکتساب اعمال صالحہ شرعیہ کے ناسوت سے ملکوت تک پہونچتا ہے کہ مقام دل ہے اور اسی مقام میں سالک کو ولادت ثانیہ حاصل ہوتی ہے جیسے کہ اہل کشف کہتے ہیں من لم یلج ملکوت السمٰوات لم یلد مرتین۔ اور باکتساب اعمال طریقت کے ملکوت سے مقام جبروت تک پہونچتا ہے، اور بامتثال اعمال حقیقت کے جبروت سے لاہوت تک پہونچتا ہے۔ سالک کا جسم مقام ناسوت میں ہے اور دل اس کا مرتبہ ملکوت میں اور روح اسکی منزل جبروت میں اور سر اس کا مرتبۂ لاہوت میں ہے لاھوت محیط ہے جبروت کو اور جبروت محیط ہے ملکوت کو اور ملکوت محیط ہے ناسوت کو واللہ بکل شئ محیط۔"

جان تو اے طالب مقام فقر کا فرد اکمل جمیع مراتب و مقامات کا ہے، کہ کوئی مرتبہ مراتب سلوک سے اسکے برابر نہیں ہے، سالک جبتک اس مقام میں نہ پہونچے گا مغز سلوک کو نہ پہونچے گا۔ سِر ایک شے ہے کہ خاص کی گئی ہے وہ حق تعالےٰ لئے وقت توجہ ایجادی کے جیسے کہ امواج متعین ہوتے ہیں دریا سے موج کے اور وہ عین ثابتہ ہے اس سِر سے جو ہر شخص انا، انا کہتا ہے اور اسی شے خاص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ قول حق تعالےٰ انما قولنا لشئی اذا اردناہ ان نقول لہٗ کن فیکون ؀

یوں تو لغت میں، جبروت بزرگی اور عظمت اور تکبر کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں عظمت وجلال اسمائے اور صفات الٰہی اور مرتبہ وحدت علم مجمل اور مرتبہ شیون کو کہتے ہیں لاھوت، اصطلاح میں گنج مخفی اور مقام ھویت اور عالم ذات الٰہی کو کہتے ہیں کہ سالک کو اسمیں فنائی اللہ حاصل ہوتا ہے، اور مرتبہ صفات کا جبروت اور مرتبہ اسماء کا نام ملکوت رکھتے ہیں۔ بعض عالم ارواح کو ملکوت اور مرتبہ اسماء وصفات کو جبروت کہتے ہیں، ملکوت عالم غیب کو کہتے ہیں۔ ھاہوت وانا ھوت، یہ اعتبار ذات کلیت بحسب ظہور اور وجود کے، ریعنی یہ نام ہے فالص ذات باری تعالےٰ کا اسمیں بالکل صفات کا دخل نہیں۔ اس اسم کے سوائے اور کوئی اسم خالص ذات بلا صفات کے نہیں آیا ہے یہ اسم نقطہ ذات سے خبر دیتا ہے۔ اس اسم کی بڑی بڑی تاثیرات ہیں منجملہ ان تاثیرات کے یہ کہ ذاکر جبکہ اس اسم کا ذکر کرتا ہے۔ تمامی صفات ذمیمہ اور حمیدہ اس سے منتفی ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ وجود سالک بھی فنا ہوجاتا ہے اور سوائے ذات اور ہستی حق تعالےٰ کے کوئی باقی نہیں رہتا ہے، اسی واسطے اس کو اسم جلالی کہتے ہیں جبکہ اسم ہو میں بڑی بڑی تاثیرات اور فوائد ہیں اکثر صوفیا اسکو پوشیدہ رکھتے ہیں اور اس اسم کا ذکر سلطان الاذکار ہے اور اختتام ذکر سالک کا اسی اسم پر ہے۔

نَفَسُ و نَفْس

۱. نفس لغت میں ساتھ فتح و نون اور فا کے سانس کو کہتے ہیں کہ وہ عبارت جذب نسیم سے کہ راہ بینی و یا دھان سے واسطے ترویح قلب اور دفع بخار کے اندر آکر پھر اسی راہ سے باہر جاتی ہے اور اس مجموع آمد و رفت کو ایک سانس کو کہتے ہیں اور جمع اسکی انفاس ہے، اور سانس کو اصطلاح صوفیہ میں حرکت اور تجلی ذات بھی کہتے ہیں اور بفتح نون اور سکون فا کی لغت میں روح اور حقیقت شے اور ہستی اور عین ہر شے کو کہتے ہیں اور یہی نفس کہ معنی میں روح کے ہے ایک جوہر بخاری لطیف ہے کہ حامل ہے قوت حیات اور حس و حرکت ارادیہ کا جس کا حکیم روح حیوانی نام رکھتے ہیں یہ نفس واسطہ ہے درمیان قلب کے جسکو نفس ناطقہ کہتے ہیں اور درمیان اس جسد کے جسکی تعبیر قرآن میں مشکوٰۃ سے کی گئی ہے اس نفس کا نام اسمیں شجرہ زیتونہ رکھا گیا ہے اور مبارکہ لا شرقیہ و لا غربیہ اسکی صفت واقع ہوئی ہے بسبب زیادہ ہونے رتبہ و برکت کا اس سے کیونکہ یہ نفس نہ شرق عالم ارواح مجردہ ہے، اور نہ غرب عالم اجساد کثیفہ ہے، پھر یہی نفس چار قسم پر ہے جیسے کہ قلب چار ہیں، ایک تو نفس امارہ ہے کہ میلان اس کا طبیعت جسدیہ کی طرف ہے اور حکم کرتا ہے وہ انسان کو لذات حسیہ کی طرف، اور جذب کرتا ہے قلب کو جہت سفلیہ کی طرف، پھر یہی نفس، ادائے شرور اور منبع اخلاق ذمیمہ اور افعال سیئہ کا ہے، جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡٓءِ۔ یہ نفس قلب مصنفہ کے ساتھ متعلق ہے جہل و خشم و کینہ و حسد و بغض و نفاق و کبر و بخل و کفر وغیرہ اسکے صفات ہیں سہ

گر دل صاف خواہی ہمچو آئینہ ÷ وہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و حسد و کذب و حرام غیبت ÷ مکر و طمع و کبر و ریا و کینہ

دوسرا نفس لوامہ ہے یہ نفس بسبب ھدایت نور دل بار تکاب کسی گناہ کے

اپنے کو بہت ملامت کرتا ہے یعنی جب شاعت نفس امارہ سے کوئی گناہ اس سے صادر ہوتا ہے متنبہ ہو کر منفعل ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور اپنے اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور رجوع کرتا ہے غفار و رحیم کیطرف اور یہ نفس قلب منیب کے ساتھ متعلق ہے۔ عبادت اور تقویٰ و ورع اور ذکر و فکر مراقبہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور روزہ رکھنا اور نماز وغیرہ اعمال حسنہ اسکے صفات ہیں۔ اور یہ نفس صلحاء و اولیاء کو حاصل ہے اسی واسطے حق تعالےٰ نے اس کو اپنی قسم کے ساتھ یاد فرمایا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔

تیسرا نفس مطمئنہ ہے یہ نفس نور قلب سے منور اور صفات ذمیمہ سے پاک و صاف ہو کر اخلاق اور صفات حمیدہ کے ساتھ متصف ہوا ہے اور طرف جناب عالم قدس کے ترقی کیا اور مدام اپنے رب کی طاعات میں مواظب ہو کر اطمینان حاصل کیا ہے اور قرب الٰہی میں فائز۔ اسی واسطے رب العزت نے اسکی طرف خطاب فرمایا اور کہا یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ یہ نفس قلب سلیم کے ساتھ متعلق ہے۔ چوتھا نفس ملہمہ ہے۔ یہ نفس جمیع نفوس سے منزہ اور افضل ہے۔ یہ نفس انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کاملین کو حاصل ہے، اعمال حسنہ اور علم عیدو رب اور حکمت و قرب حق اور محبت و الہام اور خبر غیب و تحقیق مراتب اور رضا و تسلیم اور ایفاء عہد حق وغیرہ صفات اسکے ہیں اور یہ نفس قلب شہید کے ساتھ متعلق ہے۔

شیخ نے فرمایا واضح ہو کہ قلب مضغہ میں بہت سے غشاوہ یعنی پردے ہیں اور ہر ہر پردے میں سر الٰہی ہے اور ہر ہر کی صفت و تاثیر الگ الگ ہے، سالک اس کو جان کر راہ سلوک طے کرے۔ اول غشاوہ سیاہ ہے اسکے عقب میں قلم قدرت سے (کلمہ

مرقوم ہے اور اسی شہوات ولذات فانیہ خطور ہوتے ہیں سالک کو چاہیئے کہ ان پر عمل نہ کرے اور اگر عمل کرے گا تو غشاوہ سیاہ ترقی کر کے تمام مضغہ کو سیاہ کر دے گا اور جب تمام مضغہ سیاہ ہو جائیگا درمیان کافر و مومن کے فرق نہ رہے گا اور تمام کام کفاروں کے اس سے سرزد ہونگے۔ صوفیہ اس غشاوہ کو منزل ناسوت قرار دیتے ہیں اور بعض اس غشاوہ کو سویدا بھی کہتے ہیں اور یہ نفس امارہ سے متعلق ہے غشاوہ سیاہ کے بعد ایک غشاوہ صندلی رنگ کا ہے اسکے عقب میں قلم قدرت سے (الا) مرقوم ہے اور اسکو منزل ملکوت قرار دیتے ہیں اور یہ نفس لوامہ سے متعلق ہے پھر قلب مضغہ میں غشاوہ صندلی کے بعد غشاوہ سفید ہے۔ اسکے عقب میں قلم قدرت سے (الا اللہ) لکھا ہوا ہے اور اسکو منزل جبروت قرار دیتے ہیں اور یہ نفس مطمئنہ سے متعلق ہے۔ بعد غشاوہ ابیض کے ایک جلباب ہے، بے رنگ اس کا رنگ تیز نہیں ہوتا۔ عقب میں اس جلباب بے رنگ کے (ھو) لکھا ہوا ہے اور اسکو منزل لاہوت کہتے ہیں قرار دیتے ہیں اور یہ نفس ملہمہ سے متعلق ہے۔ بعض اصحاب صوفیہ نے ان سب کو کشف سے دریافت کیا ہے۔"

جاننا چاہیے کہ حقیقت نفس ایک ہی ہے، جس صفت کے ساتھ وہ موصوف ہوتا ہے اسکے موافق وہ موسوم ہوتا ہے، پھر دریافت کرنیکے واسطے ان چاروں نفس کی معرفت اور انکے حقائق کے کہ چاروں قلب کے ساتھ متعلق ہیں۔ شکل قلب صنوبری یا نیلوفری جسکو قلب مضغہ بھی کہتے ہیں۔ طالبان سلوک کیلئے برائے تفہیم اس میں اسکی شکل لکھدی گئی ہے۔"

قلب:۔ قلب ایک نورانی جوہر ہے کہ مجرد ہے مادے سے اور متوسط ہے درمیان روح و نفس کے انسان کی، انسانیت اسی قلب سے محقق ہے۔ اسی کا نام حکماء نفس ناطقہ رکھتے ہیں اور روح اسکی باطن ہے۔ اور

نفس حیوانی مرکب اور ظاہر اس کا ہے اور نفس حیوانی متوسط ہے درمیان قلب
یعنی ناطقہ اور جسد کے جیسے تشبیہ دی۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جسد کی مشکوٰۃ سے
اور قلب کی زجاجہ سے اور روح کی مصباح سے اور نفس کی شجرہ سے کما قال تعالیٰ
مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ
کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ
ولا غربیۃ۔ پس قلب جسد آدم میں ہے۔ جیسے کہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔
ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ وفی المضغۃ قلب وفی القلب روح وفی
الروح نور وفی النور سر وفی السر انا ۔ واضح ہو کہ جب قلب جزو اعظم ہے
اور وہ چار طرح پر ہے۔ ایک قلب مضغہ بشکل نیلوفری

سینہ کے بائیں طرف اوندھا لٹکا ہوا ہے اس میں تین قلب اور ہیں کہ وہ قلب منیب

اور قلب سلیم اور قلب شہید ہیں، قلب منیب جیسے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے
من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب منیب ۔ اس قلب سے خطرات
نیک ظاہر ہوتے ہیں ۔ ان کا خطرات روحی نام رکھتے ہیں ۔ جیسے کہ تقویٰ اور ریاضت
وعبادت اور ورع وغیرہ ہیں اور قلب سلیم جیسے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے یوم لا
ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۔ اس قلب سے خطرات
محبت حق اور ادراک عبد ورب اور علم عرفان اور طلب راہ سلوک سرزد ہوتے ہیں ۔
اور قلب شہید جیسے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب
القی السمع وھو شہید " صفت اس قلب کی یہ ہے کہ ہر شے میں ذات باری تعالےٰ
کو پہچانتا ہے ۔ واضح ہو کہ قلب مضغہ کہ ایک پارہ گوشت ہے قلب مجازی ہے چونکہ
قلب حقیقی اس سے متعلق ہے اسواسطے اس کا نام قلب رکھتے ہیں ۔ یا اسواسطے
کہ اوندھا لٹکا ہوا ہے اس واسطے قلب نام رکھتے ہیں اور قلب منیب وقلب
سلیم وقلب شہید یہ تینوں قلب حقیقی ہیں ۔ قلب حقیقی نہ یمین میں ہے نہ یسار
میں نہ فوق میں ہے اور نہ تحت میں نہ دور میں اور نہ نزدیک ، اور یہ متقلب ہیں
درمیان جبروت وملکوت وناسوت کے اسواسطے نام اس کا قلب ہے اور یہی قلب
عرش اللہ ہے ۔ اسی جگہ پر حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں
زیارۃ اھل القلب خیر من زیارۃ الکعبۃ سبعین مرۃ ۔

حیاتِ ابدی

دو زانو بیٹھ کر پیسر کی ایڑی مقعد اور پیشاب کا مکان ران میں دبائے دو
نر انگشت سے سوراخ گوش اور دو انگشت سے دونوں چشمیں اور دو انگشت

میانہ سے سوراخ بینی اور چہار انگشت دونوں لب بند کرے پرہ بینی راست سے لاالٰہ کو کھینچکر ناف پر حبس کرے اور تحتہ مذکور کو بند کرکے الا اللہ کا ذکر کرتا ہے اور پرہ بینی چپ سے محمد رسول کہتا ہوا سانس چھوڑ دے۔ کچھ دنوں تک نفی اثبات کا ذکر رہے بعدہٗ اسم ذات کے ذکر کی مداومت کرے۔ نظر باطنی ہر لطیفہ پر رہے اور تصور یہ کرے کہ علاوہ لطائف کے جسم کا ہر بن مو ذکر الٰہی کر رہا ہے اس اس شغل کے کرنے سے مانند دیگر خاندانوں کے یکے یا دیگرے لطائف کے اجراء کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی خود بخود تھوڑے ہی دنوں میں کل لطائف اور جسم کا رونگٹا رونگٹا ذاکر ہو جاتا ہے جس کی مثال ہو بہو یہ موجود ہے کہ ذکارڈ اس صورت میں مرکب کیا جاتا ہے کہ اس میں قوت جاذبہ ہوتی ہے اور جب اس میں نغمہ و سرود سرایت کیا جاتا ہے تو کمرہ کے روشندان کھڑکیاں اور دروازے بند کرکے نغمہ سرائی کی جاتی ہے اور وہ گانا بجانا رکارڈ وقت رکارڈ میں سرایت کیا جاتا ہے اور جب اس سے کام لیا جاتا ہے تو ویسے ہی رکارڈ سے گانے بجانے کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس وجود انسانی جو کہ شل کرو کے ہے اسکے ابواب وغرفہ اور روشندان جو دس مقام آنکھ کان وناک اور منھ وغیرہ بند کرتے جاتے ہیں اور جسکے ساتھ نغمہ سرائی ذکر الٰہی کی جو ہوتی ہے تو وہ وجودی رکارڈ لطائف کہ جن میں قوت جاذبہ کے علاوہ متحرکہ بھی موجود ہے۔ اس میں سرایت کر جاتی ہے تو دیگر سلاسل میں اگر برسوں اور مہینوں میں لطائف کا اجراء بدقت ہوتا ہے، تو یہاں دنوں اور منٹوں میں ہوتا ہے اسی سبب سے ہر خاندان کے مشائخوں نے سلسلۂ عالیہ طیفوریہ مداریہ زاداللہ شرفا تعظیما سے طالب ہو کر فیضان بے پایاں اور نعمات کو حاصل کرکے منازل کو طے کیا اس شغل کے کرنے سے ذوق و شوق طالب کا زیادہ ہو جاتا ہے لیکن عمر کا لحاظ مرشد وقت تعلیم رکھتے ہیں۔

فقیر کا سن اس حد تک نہیں پہونچا تھا لیکن ریاضت ابدنی کو کرنا شروع کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علاوہ اور امراض کے تنفس پیدا ہو گیا اور اب بھی اس مرض کا شکار ہوں۔ اسقدر حرارت بڑھ جاتی ہے کہ طالب کو تحمل نہیں ہوتا ایسی حالت میں یہ شغل کرے میدان میں جاکر اخیر شب میں بیٹھ کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر یہ تصور کرے کہ فیضان الٰہی کی پھوار قلب اور تمام جسم پر گر رہی ہے اس قدر انہماک پیدا کرے کہ جسم میں پھریری پیدا ہو جائے اسکے کرنے سے سکون ہو جائیگا۔ فقیر کو سرکار والا قدس سرہٗ کی جناب سے کچھ شیرینی اور چائے اور شربت ایسا کہ جیسیں انار دانے پڑے تھے مرحمت ہوئے اور فقیر احقر نے اس کا استعمال کیا کہ جس سے جان بری ہوئی۔ بقیہ حالات من کتم سرّہٗ حصل امرہٗ کے مصداق ہیں ؎

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش ۔ حسن ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

اللہ بس باقی ہوس

فھٰذہٖ الشجرۃ العالیۃ البصریۃ والطیفوریۃ المداریۃ

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء

رحم کر اے دستگیر بیکساں ۔ بہر سردار دو عالم نور جاں

سن لے دل کی اے خدا بہر علی ۔ مجھ پہ کر راز طریقت منجلی

فقیر کی سب منزلیں ہو جائیں طے ۔ واسطہ یارب حسن بصری کا ہے

اے خدا بہر حبیب پاک دل ۔ عشق کی ہو آگ دل میں مشتعل

بہر حضرت بایزید پاک باز ۔ کھول مجھ الفت کا اپنے مجھ پہ راز

بہر حضرت سید قطب المدار ۔ دین و دنیا میں مجھی پر ہو مدار

یو محمد کیلئے اے کبریا — لحد در پاک محمد کا گدا ہو

صدقہ حضرت خواجہ محمود کا — حد میں اپنے مجھے رکھ اے خدا

یا الٰہی شاہ پیارے کے لئے — دینی چاہت اور اپنا عشق دے

بہر خواجہ شاہ شاہ حسن ربنا — انتہائے فقر کر مجھ کو عطا ہو

شاہ حسن کیلئے اے ذوالکرم — دور کر دل سے مرے سب وہم و غم

اس شہ محمود ثانی کے طفیل — ہو نہ یارب سوئے دنیا دل کو میل

صدقے میں حضرت شہ معروف کے — کر منور نور عرفاں سے مجھے

بہر شاہ مولوی عبد الجلیل — دے بزرگی کر نہ عالم میں ذلیل

صدقہ خواجہ شاہ فضل اللہ کا — راستہ بتلا دے اپنی راہ کا ہو

ثانی خواجہ شاہ پیارے کے لئے — یا خدا حب محمد مجھ کو دے

بہر ثانی مولوی عبد الجلیل — تو ہی ہو ہر حال میں میرا کفیل

بہر خواجہ مولوی نجم دیں — کر دے اپنے مہر سے روشن جبیں

بہر ذات پاک شمس الدین حق — منکشف ہوں مجھ پہ حالات طبق

بہر مرشد سید کلب علی! — سامنے تیرے ہوں یارب ملتجی

دین و دنیا کے بر آئیں میرے کام
بے تردد جملہ یارب انام!

ل شجرۂ ثانی صدیقیہ مداریہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عبد اللہ علمبردار، حضرت یمین الدین شامی، حضرت عین الدین شامی، حضرت طیفور شامی۔ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالٰی عنہم وارضاہ عنا۔ الخ

سلسلۃ الذہب شجرۃ العالیہ الجعفریۃ المداریہ

صدر سجادہ نشین حضرت قطب المدار

(روحی فداہ)

ہر کرا باشد تمنا دین پروردگار
ہر زماں با صدق خواند شجرہ قطب المدار

بجاہ سیدنا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

و بجاہ سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ — و بجاہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ — و بجاہ سیدنا محمد رضی اللہ عنہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت سید احمد رضی اللہ عنہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت سید اسمٰعیل رضی اللہ عنہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت سید ظہیر الدین رضی اللہ عنہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت سید بہاؤ الدین رضی اللہ عنہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت قاضی قدوۃ الدین رضی اللہ عنہ — و بجاہ سیدنا حضرت سید بدیع الدین رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا حضرت خواجہ سید ابو تراب منصور صدر نشین قدس سرہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت خواجہ سید دریا سید صدر نشین قدس سرہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت رزق اللہ صدر نشین رضی اللہ عنہ — و بجاہ سیدنا حضرت سید عبداللہ صدر نشین رضی اللہ عنہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت مولوی محمد سلیمان قدس سرہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت خواجہ عبدالحمید صدر نشین قدس سرہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت عبدالسبحان صدر نشین قدس سرہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت مولانا عبدالقدوس صدر نشین "

و بجاہ سیدنا حضرت خواجہ سید رحمت اللہ قدس سرہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ صدر نشین "

و بجاہ سیدنا حضرت مولانا خواجہ عبدالسبحان محدث صدر نشین قدس سرہٗ

و بجاہ سیدنا حضرت مولانا سید چاندداری قدس سرہٗ — و بجاہ سیدنا حضرت مولانا سید خوشوقت علی صدر نشین

و بجاہ سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا سید شاہ ابوالوقار کلب علی صاحب صدر نشین ادام اللہ فیوضہٗ

بہ اعتقاد درست و نیت صفا عزیز طریقت محمد باقر جایسی ابن عبدالوحید خاں گنگرزئی نور اللہ قلبہ بانوار معرفتہ بیعت شد۔ الٰہی عاقبت بخیر گرداں۔ بحرمۃ النون والصاد۔"

قطعۂ تاریخ نتائج طبع جلی

جناب مولانا شاہ نثار علی عاشقاں مؤذن جامع مسجد عالمگیری

با صد شکوہ و شان و با ذوق و شوق جاں	کامل مؤرخ اس کا ہے یہ کامل زماں
اسم شریف مولوی کلب عبس ولی	شیر خدا کی نسل سے خوش وقت خوش بیاں
شکل کتاب لکھی مضامین بے مثال	شجرات طیبات کا ہے ذوق خانداں
آئی ندائے غیب کہ لکھو نثار علی	۱۳۰۷ ف ہادی جو شغل کا ہے یکتا ہے بے گماں

۱۳۵۹ھ

توضیح - حبات ابدی :- یہ ذکر منقول ہے شیخ الحقیقت امام محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ اور اظہر من الشمس ہے پورے عالم تصوف میں جو منسوب کیا جاتا ہے اختصاص حبس دم سے وہ ذات بابرکات خاتم باطن نبوت سید تاسید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف جو دیگر کتب اولیاء اللہ میں تواتر سے لکھا ہوا ملتا ہے اور اسی ذکر حبس دم کا آپ کو امام تسلیم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ بعض سلسلے ذکر میں حبس نفس اصل تو گئی ہے بلکہ اصل الاصول ہے نفی خواطر اور مستی کے لئے تو حضرات چشتیہ اور گازریہ وشطاریہ اور قادریہ نے حبس نفس

کو شرط کیا ہے لیکن حضرات نقشبندیہ نے شرط نہیں کیا ہے اور اسکے منکر بھی نہیں ہیں اور حضرات سہروردیہ نے عدم حبس کو شرط کیا ہے جیسے شیخ بہاؤالدین عمر اور شیخ زین الدین گنجائی قدس سرہما ہیں کہ اکابر سہروردیہ ہیں انھوں نے عدم حبس کو شرط کیا ہے۔

حبس نفس، یادم، دو قسم پر ہے تخلیہ اور تملیہ۔ اور بعض حصر نفس بھی کرتے ہیں لیکن تخلیہ عبارت ہے کھینچنے سے سانس کو شکم کے اندر سے باہر کی طرف اور لگا دینا ناف کو پشت کی طرف بند کرنا سانس صدر میں اور بعض دماغ میں حبس کرتے ہیں اور انگلیوں سے آنکھ اور سوراخ ناک اور کان کو بند رکھنا کوئی ضرور نہیں، اور بعض احتیاط کیواسطے بند بھی کرتے ہیں اور اصل اسمیں یہ ہے کہ حوض کے پانی میں غوطہ لگائے۔ اور یہ عمل کرے کہ اس طریقہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کو ارشاد فرمایا ہے اس طریق میں تاثیر بہت ہے لیکن تملیہ عبارت کھینچنے سے سانس کے باطن میں اور بند کرنا اس کا پیٹ میں نفخ کے ساتھ اس صورت میں بسبب نفخ بطن کے ناف پشت سے الگ ہو جائے گی لیکن تخلیہ میں حرارت کہ سلوک میں مطلوب ہے زیادہ حاصل ہوگی اور تملیہ میں ہضم طعام زیادہ ہے لیکن حصر نفس عبارت ہے، قطع کرنے سے سانس کے دونوں طرف سے یعنی اندر اور باہر سانس کی آمدورفت میں۔ جو درازی معہود اسکو بتدریج کوتاہ کرتا جائے کہ اس میں فائدہ ہے اور دفع واحد میں کوتاہ کرے کہ اس میں ضرر ہے بہر حال حبس نفس میں حرارت زیادہ ہے حصر نفس سے پس حبس نفس یا حصر نفس یا ذکر دو ضربی اور چہار ضربی اور حدادی اور امثال اسکے کہ ضعیف پر مشتمل ہیں، مقصود ان سب سے تولید حرارت ہے باطن سالک میں کہ محد عشق اور موجب شوق ہیں اور آتش محبت کو تیز کرتے ہیں اور طالب کو جوش وخروش اور مستی

میں لاتے ہیں اور یہ تمامی نفس مسافر ہیں لیکن نفس مقیم نہیں متصف ہوتا ہے حرارت و برودت کے ساتھ بلکہ حبس نفس اور تشریح نفس و حصر نفس و تطلیق نفس میں نفس مقیم ہمیشہ ثابت رہتا ہے اور اگر کوئی نفس مقیم کو پہچانے اور اسکو معیار ذکر گردانے پس وہ دائم الذکر ہوگا اور مطابقت کریگا وہ رشتہ حضور کو اس نفس مقیم کے ساتھ اور ممتد رہے گا وہ رشتہ اسکے سالک کو چاہیئے کہ حبس نفس کے وقت اغذیہ حارہ یا باردہ یا حامضہ سے ضرور اجتناب کرے خواہ یہ حرارت وغیرہ طبعی ہو یا غیر طبعی اور جسوقت سانس چھوڑے آہستہ آہستہ ناک سے چھوڑے نہ منھ سے کہ اسمیں ضرر ہے اور یہ عمل بہت پری شکم اور نہایت گرسنگی میں نہ چاہیئے اور یہ احتیاط وغیرہ شروع عمل میں چاہیئے اور جب کمال کو پہونچے تو اس میں کچھ ضروری نہیں ہے وہ اسکو اب اختیار ہے۔

بعض صوفیائے محققین کرام فرماتے ہیں کہ بعد تنقیہ و تطہیر سالک کے محسوسات و مالوفات کے میلان سے اور بعد تنویر باطن اسکے استغراق ذکر اور حضور سے اسکو ایک نسبت اور ربط روحانیت کی حاصل ہوتی ہے اور بسبب اس نسبت و ربط کے اس کنول روشن ہوجاتا ہے پس اسوقت شاہدہ کرتا ہے وہ اس نور سے ذات حق تعالے کو اور مطلع ہوتا ہے مرادات اور حکمتیں اور احکام حق تعالے پر اسکے بعد منعکس ہوتا ہے وہ نور بصیرت بصر کی طرف پھر اسوقت احساس کرتا ہے وہ جوارح ظاہری سے عوالم غیب کو اور سلخ و متجاوز ہوتا ہے وہ عوالم ظاہر و باطن سے۔"

واضح ہو کہ سالک کو انوار کبھی سفید اور کبھی سبز اور کبھی عقیقی ظاہر ہوتے ہیں اور سب کے آخر وانتہا میں نور سیاہ ظاہر ہوتا ہے جسکو نور حیرت اور نور ذاتی بھی کہتے ہیں اور نور تجلی (ھو) کا ہے پھر جو نور داہنے طرف متصل مونڈھے کے ظاہر ہو تو وہ نور کاتب یمین کا ہے اور اگر غیر متصل ہو تو وہ نور شیخ کا ہے اور اگر رو برو ظاہر ہو تو وہ نور محمدی

کا ہے اور اگر بائیں طرف متصل مونڈھے کے ظاہر ہو تو وہ نور کاتب یسار کا ہے اور غیر متصل مونڈھے کے ظاہر ہو تو وہ نور تلبیس ابلیس کا ہے اور ایسی ہی اگر کوئی صورت بائیں طرف سے ظاہر ہو تو جان لے کہ وہ تلبیس ابلیس کی ہے اور اگر نور بالائے سر اور پیچھے سے سالک کے ظاہر ہو تو جان لے کہ وہ نور ملائکہ حفظیہ کا ہے اور اگر بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے دل میں دہشت پیدا ہو اور جانیکے بعد حضور نہ رہے تو جان لے کہ وہ تلبیس ابلیس کا ہے اور اگر وقت ظہور کے حضور ہو اور جانے کے بعد فراق اور اشتیاق ہو تو جان لے کہ وہ نور مطلوب کا ہے، اور سینے اور ناف کے اوپر ہو تو جانے یہ تلبیس ابلیس کا ہے، اور اگر دل کے اوپر ظاہر ہو تو جانے یہ نور صفائی دل کا ہے، لیکن طالب مخلص کو چاہیئے کہ ان انوار کی طرف ملتفت نہ ہو اور نہ ان سے خوش ہو کہ یہ غیر مطلوب ہے کما مَرَّ۔

جان تو اے سالک چند اذکار ایسے ہیں کہ سینہ بسینہ چلے آرہے ہیں حضرات مشائخ انھیں نہیں بتاتے ہیں مگر اپنے خاص مریدوں کو کہ ریاضات اور مجاہدات اور اربعینات عمل میں لائے ہیں اور تصفیہ تام حاصل کئے منجملہ انھیں اذکار کے ذکر حیات ابدی ہے البتہ افراط و تفریط سے احتراز فرماتے ہوئے اور قیود تملیہ و تخلیہ اور حصر سے بچتے ہوئے سب سے افضل و انسب طریق حبس نفس، دم، حیات ابدی، سلطان الاذکار وغیرہ ہمارے شیخ سیدنا ابوالوقار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا ہے جو ان تمام حرارتی و برودتی توازن کے مکافات کا بدرقہ بھی ہے کہ بعصر امکیس سحرگاہی ترشحات فیضان انوار الٰہی سے بتلایا ہے جو رہ سلوک میں طالبین حق و سالکین فن کے خضر راہ اور ممد و معاون ثابت ہونگے۔

واضح ہو کہ بفضل پروردگار بطفیل محبوب کردگار بصدقہ قطب المدار و بفیض ابوالوقار والصلوٰۃ والسلام علیٰ جدہٖ و آلہ الاجرار و اصحابہ الاسرار و سید الاطوار قطب المدار و منبع الانوار حضرت ابوالوقار و جملہ برادران انصار کتاب مستطاب

مرشدِ کامل، تجربات ثلثہ وتحقیقات صوفیہ اور دربے بہا معمولات ابوالوقار مع توضیحات خاصہ کے جز وکل مکمل کر کے ناظرین کرام وسالکین عظام کے اپنی کاوشوں اور تجربوں وتحقیقاتوں کا ادنیٰ تحفہ نذر کر دیا اور دست بدعا ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے صالحین بندوں کے خیر خواہوں میں اس ناچیز کا نام بھی شمار کرلے اور اس کے ذریعہ طالبین حق کو راہ راست پر لگادے، دارین میں ہمارے اور سب کیلئے باعث فلاح ونجات بنادے آمین

بحرمتہ النبی الامی وآلہ واصحابہ الامجاد واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سید المرسلین والنبیین صاحب علوم الاولین والآخرین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین الیٰ یوم الدین بحق طٰہٰ ویٰسین،

نوٹ:۔ جب میں نے اپنے تجربات وتحقیقات اور معمولات ابوالوقار حصہ دوئم کے اشغال واذکار کے دور پورے کئے تو اب ضرورت اس بات کی محسوس کر رہا ہوں کہ راہ سلوک پر چلنے والے حضرات یعنی جنہیں صوفیہ کرام کہتے ہیں ان اصطلاحا میں ایک بہت بڑی کمی یہ سمجھ کر رہجاتی ہے کہ اسکی ضرورت واہمیت کو ان کے یہاں کوئی خاص مقام اور گنجائش نہیں ہے جسکی وجہ سے زندگی بھر خامی اور کجی بنی رہتی ہے جسطرح ہر علم وفن میں چاہے حدیث ہو، یا تفسیر، اصول ہوں، یا فقہ، منقولات ہو، یا معقولات، ان کے واضعین نے ان کی اصطلاحات بھی تدوین فرمائی ہیں جنکے ذریعہ اس سے متعلق لوگ بحث کرتے ہیں اور اس موضوع پر گفتگو فرماتے ہیں جس سے انھیں

یا اور کسی کو کوئی پریشانی و دقت نہیں ہوتی ۔"

لہٰذا متصوفین، یا تصوف کے واضعین نے بھی اسکی اصطلاحات جو ترتیب فرمائی ہیں میں نے تو صیحات اور مصطلحات میں اس کا ذکر کیا ہے اور میں اشارہ کرتے ہوئے گذر گیا ہوں اور میرے ذہن میں ایک بات اور گھر کر گئی ہے کہ حضور شیخ الشیوخ سیدنا ابوالوقار رضی اللہ عنہ معمولات ابوالوقار کا تیسرا حصہ ابھی تک دریافت نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ العزیز بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہے کیونکہ شاید آپ کو یہ شبہ خام پریشان کر رہا ہوگا کہ جب ان کو وہ کتاب ملی ہی نہیں تو پھر یہ کیسے لکھیں گے، واضح ہو کہ مرشد کی طرف سے میری تربیت و تعلیم و تلقین اور فیض صحبت و توجہ میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی، ہمیشہ میں نے بڑی سنجیدگی و متانت سے اسے گرفت میں لیا ہے۔ آپ کو حیرت یوں ہو رہی ہے کہ کہاں کانپور اور کہاں مکنپور شریف صحیح ہے مگر میں نے بھی ستر کیلو میٹر کا فاصلہ مدتوں افلاس و تنگی کی وجہ سے سائیکل سے طے کئے ہیں۔ جامعہ میں مفتی حضرات طنز کیا کرتے تھے کہ ارے بھائی انکا کیا انھوں نے تو آنکھ بند کی اور صدار صاحب پہونچ گئے اور کئی سفر تو سفر پیدل کئے ہیں۔ خدا جانے وہ کیسی جولانیت و وجدانیت تھی اسکو تو میں خود بھی آج تک نہیں سمجھ پایا ہوں۔ بار ہا سفر و حضر میں صحبت رہی، جو انشاء اللہ العزیز معمولات ابوالوقار حصہ سوم میں تفصیل سے درج ہوں گے، اتنا کچھ لکھنے کے بعد جس نتیجۂ فکر پر پہونچا ہوں وہ ناظرین حضرات کے پیش خدمت ہے۔ باقر جائسی عفی عنہٗ

نتیجۂ فکریہ و ذکریہ

اس زمانے میں یہ ایک عجیب مہلک مرض پیدا ہو گیا ہے کہ جہاں علم میں تھوڑی شُد بُد حاصل ہوئی ہمہ دانی کا خیال اور محقق بننے کا سودا سر میں سما گیا

پھر کیا تھا ہر علم وفن پر آزادانہ تنقید شروع کردی اور بلا سوچے سمجھے تنقید نہیں بلکہ ہر ایک کی تنقیص کرنے لگے اور اہل تصوف کا ذکر ہی کیا مفسرین محدثین فقہا اور متکلمین میں سے کوئی بھی ان کے زبان وقلم کے تیروں سے نہیں بچا۔ ہاں تصوف اور اہل تصوف پر زیادہ خفگی کا اظہار ہے۔ اسکی بڑی وجہ تصوف (بلکہ روحانیت) سے بالکل اجنبیت اور ناواقفیت ہے کیونکہ تصوف بہت زیادہ لطیف اور دقیق علم ہے، کشفی اور وجدانی ہے۔ قال سے زیادہ حال وذوق سے تعلق رکھتا ہے۔ ان جامدین ومفکرین میں اس کو سمجھنے کی تو اہلیت ہوتی نہیں ہے چونکہ ہمہ دانی کا زعم باطل اور تحقیق کا سودا رکھتے ہیں۔ لہٰذا اپنی عقل واستدلال سے اسکو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس طریق سے سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں ہے مگر جہل کو علم خیال کرکے وہ اور جہالت وگمراہی میں پڑجاتے ہیں پھر اپنے اختراعی مفاہیم کو شریعت کے خلاف پاکر اہل حقیقت وعرفان کو خواہ مخواہ ہدف طعن وملام بناتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک تفقہ فی الدین اور عرفان تام کی نعمت حاصل نہ ہو اور ہوائے نفس کے پیچھے اور عقل محض کی بندگی سے نجات نہ مل جائے، صوفیہ کے اسرار احوال اور مقامات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اسکو تو ایک صاحب ذوق اپنے جوہر شناسا ذوق ہی سے سمجھ سکتے ہیں اور عارف محقق اپنے عرفان ہی سے اس پر مطلع ہوتا ہے۔

بقول ایک بزرگ کے ارباب ظاہر اسکو کیا جانیں۔

سپرد با حضرت خورشید گفت ٭ چشم مرا کور چرا می کنی ؟
گفت ترا طاقت دیدار نیست ٭ کور خودی شکوہ زماں می کنی

تصوف کے رسائل جن میں صوفیہ رحمہم اللہ کے اسرار واحوال اور سیر مقامات کا بھی ذکر ہے، وہ حقیقتاً ان ہی لوگوں کے لئے ہیں جو ان کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ دوسرے لوگ خواہ مخواہ بے وجہ دخل اندازی کرکے دردِ سر مول لیتے ہیں۔ حضرات صوفیاء

رحمہم اللہ علیہم نے خود تصریح فرمائی ہے کہ ان کے مخصوص رسائل اجنبی اور نااہلوں کے لئے نہیں ہیں، شیخ محی الدین محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہماری ان کتابوں کا وہ شخص مطالعہ نہ کرے سہ

من یلدی ما قلت ثم تحزل بصیرتہ

ولیس یدا ریہ الا من لہ بصیر (شیخ اکبر)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی بعض کتابوں کے متعلق عوام کو مطالعہ نہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو مکتوبات ہیں ان میں ان کو اہل کو خطاب ہے اور انھیں کے لئے وہ لکھے ہیں یہ صرف علم تصوف پر ہی موقوف نہیں بلکہ ہر علم و فن کی یہی حالت ہے کہ اسکے مبادی فنی اصطلاحات و دقائق کو سیکھے بغیر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک مبتدی طالب علم لیاقت و استعداد پیدا کرنے سے پہلے شمس بازغہ یا شرح اشارات جیسی دقیق کتابوں کا از خود مطالعہ کرے گا تو اسکی سمجھ میں کیا آئے گا، پھر اپنے شوق تنقید میں ان کے فاضل مصنفین کی وہ تنقیص کرنے لگے تو بتایئے اس کو احمق نہیں تو اور کیا کہا جائیگا ــــــــ افسوس کہ بعض لوگ۔ اعجاب کل ذی رای برایہ" کے مرض میں مبتلا ہو کر اس موٹی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور بمصداق لعن ھذہ الامۃ اولھا۔"

اسلاف کرام کی ناحق تنقیص میں لگے ہوئے ہیں، تصوف کے بارے میں حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت جو شرح فتوح الغیب میں لکھی ہے غور کرنے اور ماننے کے لائق ہے۔ گاہ اسرار دقیقہ و علوم غامضہ بر قلوب عرفاء، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارفین کے قلوب پر اسرار دقیقہ وارد شود، و عبارت بر آں کفایت نمی کند پس تسلیم آں بعلم حضرت علیم مطلق سبحانہ، باید نمود از

زبان انکار نبا ید کشود۔ اور علوم غامضہ وارد ہوتے ہیں اور انکے واضح بیان کے لئے عبارت کفایت نہیں کرتی ہے لہٰذا مراد حوالے کر دینا چاہیئے اور زبان انکار نہ کھولنا چاہیئے۔"

پھر جنہیں ان اسرار الٰہی کا صحیح علم و عرفان عطا نہیں ہوا ہے اور ان کے زعم و پندار کی یہ حالت ہے کہ خدائی بھیدوں کو علم الٰہی کے حوالے کرنے میں خود اپنے علم کی توہین خیال کرتے ہیں، تو پھر ان کو حضرت شاہ غلام علی صاحب کے مندرجہ ذیل ارشاد پر عمل کرنا چاہیئے۔

بدانکہ در کلام الٰہی سبحانہٗ و کلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سخنہا است کہ بے تاویل فہم در آں قاصر است و ہمچنیں در کلام اولیاء سخنہا است کہ بے تاویل باید نمود تا گمان نیک کہ ماموربہ است نرود

خوب سمجھ لیجئے کہ جسطرح کلام الٰہی سبحانہٗ تعالیٰ اور کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کو بغیر تاویل سمجھنے سے فہم قاصر ہے اسی طرح اولیاء کے کلام کا حال ہے۔ انکے میں بھی ایسی باتوں کی تاویل کرنا چاہیئے

تاکہ نیک گمانی جس کا شرعاً حکم ہے ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔"

اسکے ساتھ ہی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات صفحہ ۱۲۱ کی عبارت ذیل کا مطالعہ بھی غلط فہمیوں کے ازالہ میں مفید ہوگا۔

باید دانست کہ منشاء تفاوت علوم و معارف در مکتوبات و رسائل کہ ازیں درویش بلکہ از ہر سالک کہ صادر است ہمیں تفاوت حصول مقامات متفاوتہ است ہر مقام را علوم

جان لیجئے کہ مکتوبات و رسائل میں علوم معارف کا تفاوت جو اس فقیر بلکہ ہر سالک سے ظاہر ہوا ہے اس کا سبب مقامات متفاوتہ کا حصول ہے

ومعارف جدا است و ہر حال را قال علیحدہ پس فی الحقیقت تدافع و تناقض در علوم نباشد نسخ احکام شرعیہ فلا تکن من الممترین۔

ہر مقام کے علوم جدا ہیں اور حال کا قال علیحدہ ہے پس حقیقت میں علوم تدافع اور تناقض نہیں ہے اسکو احکام شرعیہ کے نسخ کیطرح سمجھنا چاہیئے اور شک نہ کرنا چاہیئے

بعض مستشرقین نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے تصوف کو خیال کیا کہ وہ یا تو ایرانیوں سے ماخوذ ہے یا یونانیوں سے اس خیال کو ہمارے مسلمان آزاد خیال ومزاج متجددین بھی لے اڑے، اور انھوں نے بھی تقلیداً وہی کہنا شروع کردیا جو یورپ کے تباہ کن لٹریچر میں پایا، نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے اسلاف کے ان طریقوں سے روگردانی کی جو کتاب وسنت سے موید اور مشید تھے، پھر غیروں کی آراء وافکار ہوکر اور اپنے اوہام میں پھنس کر جادۂ حق سے منحرف ہوگئے ؎

واہ کیا راہ دکھائی ہے ہمیں مرشد نے

کردیا کعبے کو گم اور کلیسا نہ ملا

یہ یاد رہے کہ تصوف اسلامیؔ سے ہماری مراد وہ ہے جس سے تزکیہ نفس اور تصفیہ اخلاق حاصل ہو۔ اعتقاد صحیح اور عمل بالاخلاص کی دولت میسر ہو روح مجلّٰی، اور دل منور ہوکر تجلیات الٰہی کے جلوؤں کے قابل اور رضائے خداوندی حاصل ہوکر مقام قرب وحضور کی سعادت حاصل ہو۔“

اس کو جاہلیت وبدعت کہنا بڑی ناانصافی ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں اسلامی تصوف کی خوب وضاحت کی گئی ہے اور شریعت وطریقت کے اتصال واتحاد پر روشنی ڈالی ہے، مکتوب $\frac{۳۶}{ج ۱}$ مندرجہ ذیل

اقتباس ملاحظہ ہو۔

شریعت را سہ جزو است علم و عمل و اخلاص تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشود، شریعت متحقق نشود و چو شریعت متحقق شد رضائے حق تعالےٰ سبحانہٗ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است ورضوان من اللہ اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبے نماند کہ بماورائے شریعت دراں مطلب احتیاج افتد طریقت و حقیقت کہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل طریقت و حقیقت تکمیل شریعت ست نہ امرے دیگر ورائے شریعت است۔

شریعت کے تین جزو ہیں، اعتقاد و عمل و اخلاص جبتک تینوں جز ثابت نہ ہوں شریعت کا ثبوت نہیں ہو سکتا جب شریعت ثابت ہو گئی تو خدا تعالےٰ کی رضامندی بھی حاصل ہو گئی جو کہ تمام دنیوی و اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے کلام الٰہی ہے کہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑی ہے۔ پس شریعت کے کسی اور طرح پورا ہونے کا محتاج ہو طریقت اور حقیقت جسکے ساتھ صوفی لوگ ممتاز ہیں وہ دونوں ہی شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس طریقت اور حقیقت کے حاصل کرنے سے شریعت کی تکمیل کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ "تصوف اسلام" شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

بلکہ جیسے علم عقائد اور علم فقہ، شریعت ہی کے دو حصے ہیں۔ اسی طرح علم تصوف اور سلوک بھی صحت اعتقاد کا متکفل علم کلام ہے اور اعمال و جوارح کی ظاہر درستی فقہ سے وابستہ ہے اور یہی اعمال باعتبار اپنے نتائج اور کیفیات باطنیہ کے کان

سے تہذیب نفس اور صفات مقصودہ تک رسائی حاصل ہو تصوف سے متعلق ہیں
علم شرائع (فقہ) میں زیادہ زور صحت اور صورت عمل کی درستگی پر ہوتا ہے
اور تصوف میں عنایت عمل اور قبولیت مقصود ہوتی ہے۔ اسکو ایک مثال میں یوں سمجھئے
مثلاً نماز ہے اس میں ایک تو ارکان و واجبات، سنن اور آداب کی ٹھیک اس
ظاہری صورت کا ہو جانا ہے جس کا تعلق ظاہری اعضاء و جوارح سے ہے کہ تکبیر تحریمہ
اس طرح سے ہو، قیام کا طریقہ یہ ہے، رکوع میں جسم کی صورت ایسی رہے، قرأت یوں
ہوتی ہے، رکوع و سجود میں تسبیحات اتنی مرتبہ زبان سے کہے وغیرہ۔ دوسرے اس کے
ساتھ نماز کے اصل مقصود، منشا اور غایت کا پایا جانا بھی ہے یعنی یہ کہ اس تعمیل عبادت
میں روح غایت خضوع اور حضور قلب حاصل ہو، قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور الصلوٰۃ
معراج المومنین کا منشا پورا ہو رہا ہے، خشیت رب سے بھرپور ہو کر بقائے رب کی
امید میں ڈوبا ہوا ہو نہ یہ کہ نماز میں مشقت تعب اور تھکن محسوس ہو رہی ہو۔
انها لکبیرة الا علی الخاشعین الذین یظنون انهم ملقو ربهم
الآیہ پہلی صورت علم شرائع کی ہے اور دوسری صورت علم سلوک اور تصوف
کی اس سے سمجھ لیجئے کہ تصوف و سلوک میں حقیقت شریعت کے سوا کوئی اور چیز
مقصود نہیں۔"

حضرت امام ربانی نے بھی اسی طرف ارشاد فرمایا ہے۔

شریعت را صورتے است و حقیقتے	شریعت کی ایک ظاہری صورت ہے
صورتش آں ست کہ علماء ظواہر بیان	اور ایک حقیقت کی ظاہر صورت وہ
آں تکفل اند و حقیقتش آں کہ صوفیہ	ہے جس کا بیان علماء ظواہر کے ذمے
علیہ باں ممتاز اند۔	ہے اور حقیقت وہ ہے جسکے ساتھ

صوفیاء کرام ممتاز ہیں۔"

یہ بھی واضح رہے کہ تصوف سے مقصود نہ تو کشف و کرامات کا حصول ہے اور نہ وجد حال اور اس قسم کے دوسرے کمالات یہ تو اوابع مزور ہیں جیسے بعض جہلاء نے غلطی سے بزرگی اور تقوی کا دارو مدار سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ کشف و کرامات کا ظہور بعض بزرگوں سے ہوتا ہے اور بعض سے نہیں ہوتا جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبے میں کچھ نقصان نہیں آتا اور جن سے ہوتا ہے ان کے مرتبے میں محض ان کی وجہ سے اضافہ نہیں ہو جاتا۔ بس سمجھ لیجئے کہ بعض نام نہاد صوفی جو اپنے اوراد و وظائف اور عبادات وریاضات سے فقط کشف و کرامات ہی کے طالب رہتے ہیں اور غیبی صور و اشکال کا مشاہدہ یا غیبی الوان و انوار کا معائنہ ہی ان کا مقصود اور متمنی ہوتا ہے۔ انھوں نے تصوف کے مقصد و منشاد کو ہی نہیں سمجھا ہے، اسی طرح وہ لوگ جو صاحب تصرف و کرامت بننے کے شوق میں اور مخلوق کے قلوب کو مسخر کرنے کیلئے غیر مباح شغلوں سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کا تصوف سے انتساب خود تصوف کی توہین ہے۔ اسکو تصوف اسلام سے کیا نسبت ہے

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا ❊ ببیں تفاوت رہ کجاست تا بکجا

مکتوب ربانی ۲۶۶ میں اسی کے متعلق تحریر ہے۔

وایضاً مقصود از سلوک طریقہ صوفیاء آن نیست کہ صور و اشکال غیبی را مشاہدہ نمایند و الوان و انوار را معائنہ کنند ایں خود را داخل لہو و لعب است۔ صور و انوار حسی چہ نقصان دارند

طریقہ صوفیاء سے مقصود یہ بھی نہیں ہے کہ غیبی صور و اشکال کا مشاہدہ کریں یا غیبی انوار و الوان کا معائنہ کریں۔ ہر چیزیں لہو و لعب میں داخل ہیں۔ ظاہری صورتوں اور ظاہری انوار میں کیا کمی ہے کہ کوئی

کہ کسے اینہا را گذاشتہ بریاضت و مجاہدات تمنائے صور و انوار غیبی نماید

ان کو چھوڑ کر اس تمنا میں ریاضات و مجاہدات کرے کہ غیبی صورتیں اور انوار مشاہدے میں آجائیں۔

الغرض تصوف سے مقصود یہ ہے کہ جن عقائد و اعمال کی شریعت نے تعلیم دی ہے ان کا پختہ یقین ہو جائے اور وہ استدلال کے مرتبے سے ترقی کر کے شہود کے درجے میں آجائیں، سالک جب اس نعمت سے سرفراز ہوگا تو اخلاص کے ساتھ عمل کرنا بھی آسان ہو جائیگا اور رضائے الٰہی کے سوا اس کا کچھ مطلوب نہ رہے گا پھر فضل خداوندی سے کمال عبدیت سے متصف ہو کر مقام قرب حضور پر فائز ہوگا حقیقۃً گروہ صوفیا نام ہے مجسم اخلاص اور پیکر زہد و تقوی کا۔ امت میں اسی گروہ نے سب سے بڑھ کر اتباع سنت رسول کا حق ادا کیا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں سنت کا بڑا اہتمام رکھا ہے۔

اعمال نبوی کے اعتبار سے دیکھو گے تو کثرت عبادات و تلاوت و ذکر، صوم و صلوٰۃ اور قیام لیل وغیرہ اعمال میں حق اتباع اسی گروہ میں ملے گا، اخلاق نبوی کے نمونے تلاش کرو گے تو عفو و حلم، رافت و رحمت اور حیا و تواضع وغیرہ میں بھی یہی گروہ پیش پیش نظر آئے گا۔"

اخلاق نبوی کے لحاظ سے جانچو گے تو کلام اور حسن ندامت اور نصیحت کے پیغام کے پیکر انھیں کو دیکھو گے اور احوال نبوی کے لحاظ سے غور کرو گے تو زہد و قناعت، صبر و شکر، تفویض و توکل، خوف و خشیت، تسلیم و رضا میں بھی انھیں کو کامل پاؤ گے ان کا یہ پختہ یقین ہوتا ہے کہ سعادت دارین اور مقصود اصلی حاصل نہیں ہوتا ہے مگر ظاہراً و باطناً پیروی رسول سے۔"

تمام اکابر طریقت کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے جس پر ان کی کتابیں گواہ ہیں کہ اصل سرچشمۂ رشد و ہدایت ذات رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ساری کائنات اسی کے طفیل میں ہے، جو شخص ذات اقدس سے جتنا زیادہ قرب و مناسبت رکھے گا اسی قدر بامراد اور کامیاب ہوگا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ) اے رسول کہدیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

افسوس کہ ارباب ظاہر نے صوفیہ کو باوجود اس قدر اہتمام سنت کے بھی بدعتی کہا ہے، اور ان کے سلاسل اور طریق تعلیم کو بدعت اور جاہلیت قرار دیا ہے، بیعت، مراقبہ، اشغال و اذکار توجہ شیخ اور تصرف وغیرہ معمولات صوفیاء میں سے ہر ایک کو وہ خلافِ سنت کہتے ہیں۔ اس مختصر مقالے میں ان امور کے متعلق بدعت و سنت کی تفصیلی بحث کا موقع نہیں ہے، چونکہ اس سے پہلے کے اوراق زبردست ثبوت وثوق و دلائل سے بوجھل ہیں مگر آپ کے شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے کافی ووافی ہیں۔"

اکابرین نے اسکی تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے ان کے رسائل میں بڑی خوبی کے ساتھ امور مذکورہ کا کتاب وسنت سے اثبات موجود ہے۔

خصوصا اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسائل و فتاوی قابل مطالعہ ہیں، جن میں بڑی بسط و تفصیل کے ساتھ تصوف سے متعلق ہر چیز کو کتاب وسنت سے ثابت کیا ہے۔ القول الجمیل، سطعات، لمعات، ہمعات، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، الطاف القدس، فتاوی عزیزیہ

دیکھنے کی کتابیں ہیں۔ لہٰذا ہم اس بحث سے صرف نظر کرتے ہیں۔"

لیکن اتنا ضرور عرض ہے کہ اگر بدعت کا یہی مطلب ہے جو ارباب ظواہر کرتے ہیں تو اہلِ دین کا کوئی طبقہ اور علم کا کوئی حصہ اس الزام سے نہیں بچ سکے گا۔

دیکھئے حدیث کی تالیف و ترتیب میں ایک خاص انداز نظر آتا ہے۔ عہد نبوت اور صحابہؓ کے دور میں ایسا نہ تھا پھر بھی اسی فن حدیث میں سیکڑوں اصطلاحیں ہیں۔ جو بعد میں وضع کی گئی ہیں۔

اس عہد مسعود میں یہ بھی نہیں تھیں فقہ اور علم کلام کی کتابوں کو پڑھیئے متکلمین کی تحقیق اور فقہاء کے استنباط نے مسائل کا دفتر تیار کر دیا ہے اور اسکے سیلئے اصطلاحات الگ ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے بعد ہی میں ہوا ہے۔ تو کیا یہ سب بدعت ہے لیکن یہ سب دین کی خدمت ہے اور منشاء دین کے عین مطابق ہیں اسی طرح تصوف بھی اپنے تفصیلی مسائل اور خصوصی اصطلاحات کے ساتھ دین کی خدمت کے لئے ہے۔ اور منشاء دین کی تکمیل کیلئے مجتہدین کرام اور ماہرینِ علم حدیث نے علم فقہ اور حدیث میں اجتہاد و استنباط سے کام لیا اور وقت کی ضرورتوں کو حل کرتے ہوئے اور اصطلاحات وضع کرتے گئے، اسی طرح صوفیائے نے اپنے علوم و مشاہدات سے کام لیا اور کتاب وسنت کی روشنی میں وقت ماحول کی مناسبت سے مرض کی نوعیت اور مریض کے مزاج کے مطابق تدبیریں اور معالجے تجویز کئے جو تیر بہدف ثابت ہوئے اور زمانہ گواہ ہے کہ تزکیۂ نفوس، احسان اور تقویٰ کے مدارجِ کمال پر فائز کرنے میں علماء ظاہر سے کہیں زائد، امت اہلِ باطن کی تعلیم و تربیت کی منت کش ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ معصوم نہیں تھے۔ ان سے غلطی ہوئی ہے۔ کتاب د

سنت اسکی کسوٹی ہے جو عرض ہے بلاشبہ کتاب سنت ہی اصل کسوٹی ہے اس کسوٹی پر جمہور اہل حق اور سواد اعظم نے تصوف اسلام کو پرکھا ہے اور اجزائے تصوف کی نصوص شرعیہ سے تائید اور توثیق کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اخذ و استنباط جمہور اہل حق اور سواد اعظم ہی کا معتبر ہوتا ہے کہ ہر مدعی اور خود رائے کا اگر علماء امت کے سواد اعظم نے غلطی کی ہے تو اس زمانے میں کسی فرد یا محدث جماعت کے پاس اپنے معصوم ہونے کی کیا دلیل ہے، اللہ اللہ علماء اسلام تمام محققین حضرات سب اصل کسوٹی کتاب وسنت کے مصرف سے بے خبر تھے۔

اور ابن تیمیہ کے بعد بس اس زمانے میں بعض اہل احباب دیندار ہی اس سے واقف اور خبردار ہوئے ہیں، مخالفین تصوف، اہل تصوف کے پاک طینت گروہ کو بدنام کرنے اور تصوف سے بدظنی پیدا کرنے کیلئے بعض جاہل اور ریاکار صوفیوں کے اعمال واقوال کو بھی پیش کرتے ہیں، جن کو تصوف سے حقیقتاً کوئی بھی لگاؤ نہیں ہے۔

لہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی نام نہاد جماعت اسلامی جو تھوڑے عرصہ سے اپنے بعض ایسے معقولات نظریات کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے، جو تصوف پہ رکیک حملے کرتی رہتی ہے، اس نے اپنے خیال میں تصوف اسلام کے مروجہ طرق کے ڈانڈ نے علی الاطلاق جاہلیت، مشرکانہ ورہبانہ سے ملادیئے ہیں۔ اور اس میں کوئی تخصیص روا نہیں رکھی ہے۔ حتیٰ کہ امام مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبان کو بھی نہیں بخشا اور صرف یہی نہیں بلکہ تمام اکابر دین ماضی وحال خواہ وہ محدثین ہوں یا فقہاء، متکلمین ہوں، یا مفسرین، اس کی نظر میں ناقص، خاطی، اور گمراہ ہیں

اس کا لٹریچر اسی قسم کی تنعیبات پر ہے۔ اعاذنا اللہ من تلک الخرافات وارزقنا الاستقامۃ علی الحق والصواب

ان کا یہ طریقہ تنقید عقل و دیانت اور انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ سب جانتے ہیں کہ امت کے ہر گروہ اور طبقہ میں اچھوں کے ساتھ بروں کا وجود بھی چلتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صوفیہ کا مقدس گروہ بھی اس سے نہیں بچ سکا۔ ہر زمانہ میں صوفیوں کے لباس میں جہاں اور اہل اہواء کا بھی ایک فرقہ رہا ہے اور اہل حقیقت اس پر تنبیہ کرتے ہی آئے ہیں سہ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؛ پس بہر دستے نباید داد دست

تصوف ہی نہیں دین کے دوسرے شعبوں کو بھی دیکھئے۔ حدیث پاک کے پاس صحیفے میں موضوعات کی آمیزش کی ناکام سعی کی گئی، اور محدثین کے مقدس لباس میں مدللین اور اہل اھواء نے ظاہر ہو کر کیا کچھ فتنہ پردازی نہیں کی لیکن اس سے نہ سچے محدثین کے دامن پر کوئی دھبہ آیا اور نہ اہل حدیث سے اعتبار اٹھا، پھر کسی کے غلط طریقۂ عمل سے اصل تصوف سے بدظنی کیوں ہو اور صوفیائے حق پر حرف گیری کیوں ؟

آج عموماً مسلمانوں کی کتنی زبوں حالت ہے اسکو دیکھ کر اگر کوئی خود اسلام سے بدظن ہونے لگے تو اس کو حماقت اور نادانی کے سوا اور کیا کہا جائیگا۔ اس میں شک نہیں کہ اس دور انحطاط میں ہماری خانقاہوں کی رشد و ہدایت میں وہ پہلی سی شان نہیں رہی اور نہ طالبین میں ہی طلب اخلاص پایا جاتا ہے اور نہ مشائخین میں سابقین کی طرح زہد و تقویٰ، لیکن اس کا انحصار فقط اہل خانقاہ پر ہی نہیں۔ مسلمانوں میں کوئی طبقہ ایسا نہیں جس کی حالت میں آج انحطاط کے آثار نمایاں نہیں ہیں۔ مدارس میں طلباء اور علماء کی حالت کو دیکھئے ان اسلاف کے سچے نمونے

کسقدر کم ہیں، پھر اگر آج مشائخ میں حضرت جنید و شبلی، یا خواجہ اجمیری، اور زندہ شاہ مدار جیسے نہیں، تو علماء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا فضل حق خیرآبادی جیسے بھی کہاں ہیں، اس دور انحطاط میں فی الواقع کاملین کی بہت کمی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا خدا کے بندوں سے خالی نہیں رہتی ہے اب بھی کہیں کہیں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اسلاف کرام کے طریقے کے موافق اسلامی تصوف کے ارشاد، تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔"

پھر اگر کسی شخص کی نظر میں کوئی کامل نہ آسکے تو پیری، مریدی، اور بیعت کوئی ایسی شے بھی نہیں کہ ہر حال میں ضروری ہو اور اسکے بغیر نجات اخروی حاصل نہ ہو۔ کسی سے بیعت نہ ہو نہ سہی لیکن نفس تصوف کا خلاف اور اولیاء اللہ کا استخفاف نہ ہونا چاہیئے کہ حرمان و خسران ابدی کا موجب ہے، حضرت امام ربانی نے مکتوب ۳۰۰ میں تحریر فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس سے خوش نصیب انسان ہی مشرف ہوتے ہیں، اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام علامہ ہروی کا حسب ذیل قول نقل فرمایا ہے۔"

شیخ الاسلام ہروی می فرماید الٰہی چیست اینکہ دوستاں خود را کردی کہ ہر کہ ایشاں را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشاں را نشناخت بعض ایں طائفہ سم قاتل است و طعن ایشاں موجب حرمان ابدی است نجانا اللہ سبحانہٗ و ایاکم عن ھذا الابتلاء شیخ الاسلام

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ خداوندا! یہ کیا ماجرا ہے کہ جن کو تونے اپنا دوست کیا ہے ان کو جس نے پہچانا تجھ کو پایا اور جس نے تجھ کو پایا ان کو نہ پہچانا، خدا تعالیٰ اس بلاء سے بچائے رکھے۔ شیخ الاسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ الٰہی تو جس کو مردود کرتا ہے اس کو ہمارے طعن و تنقیص میں ڈال دیتا

فرمودی الٰہی ہر کرا خواہی برانداز ی اورا
باما در اندازی نیست بے عنایات حق و
قاصانِ حق۔

ہے۔ حق کی عنایت کے بغیر اگر فرشتہ ہو
تو اس کا بھی نامۂ اعمال سیاہ ہوتا
ہے۔

اس کتاب یعنی مرشد کامل و معین عامل در معمولات ابوالوقار کے مطالعہ سے طریقہ بدیعہ مداریہ کی جامعیت اور کتاب و سنت سے موافقت کا حال معلوم ہوگا۔ نیز حقیقی تصوف سے واقفیت پیدا ہو کر تصوف سے متعلق بہت سے شکوک و اوہام رفع ہو جائیں گے آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب ذوالجلال اپنی خالص محبت کے ساتھ اپنے خاص بندوں کی محبت عطا فرمائے۔ اور قصوروں کو معاف فرما کر ہر طرح کی لغزشوں سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ رَبَّنَا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْھِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْھِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمُھْتَدِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ آمین

نعلین رسالت کا تاجدار، خاکپائے قطب المدار
افقر الفقراء **ابوالوقار** عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیہ شفاء للناس ویشف صدور قوم مؤمنین شفاء لما فی الصدور

واذا مرضت فھو یشفین

قل ھو للذین آمنوا ھدی وشفاء ونُنزّل من القرآن

ماھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین

معینِ عامل

در

معمولاتِ ابوالوقار

مؤلفہ ومصنفہ

الشاہ محمد باقر علی خان چالیسی قادری مداری

شرفِ انتساب

دکھوں کی دھوپ یقیناً یہاں نہیں ہوگی
یہ اعتبار ہی اس در پہ کھینچ لایا ہے
نصیب ہوگی یہاں خنکیٔ سکون مجھے
اس آستاں پہ مدارِ جہاں کا سایہ ہے

عظیم مداری

یہ منافق کو مسلماں بنا دیتے ہیں!
عاملِ سنت و قرآں بنا دیتے ہیں تو
ڈال دیتے ہیں جو بھرپور توجہ کی نظر!
پل میں صاحبِ عرفاں بنا دیتے ہیں

تابش مداری

جسے نصیب ہے قطب المدار کی نسبت تو
جہانِ عشق میں وہ تاجدار ہوتا ہے!
صراطِ معرفتِ رب کے رہبروں میں یہاں
جنابِ کلب علی کا شمار ہوتا ہے

رہین مداری

باختر جالبی مداری

فہرست مضامین معین عامل در معمولات ابوالوقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ
السَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَ
الطِّیْنِ وَاٰلِہٖ کَسَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَّکِبَھَا نَجٰی وَ
تَخَلَّفَ غَرِقَ وَصَحْبِہٖ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ
فَاھْتَدَیْتُمْ وَاَوْلِیَائِہٖ لَایَعْرِفُھُمْ مَا سِوَائِہٖ

بعد حمد و صلوٰۃ کے مرشد کامل کی تصنیف و تالیف کے بعد معین عامل کی ضرورت اسلئے پڑی جسطرح ارباب روحانیت کے پیہم اصرار سے اور بالخصوص حضرت مولینا محمد عرفان خانصاحب مداری وقاری رسول آبادی و خطیب جامع مسجد رسول آباد حضرت مولانا حافظ قاری محمد نسیم صاحب نوری بہرائچی کی فرمائشوں پر کہ حضور قبلہ روحانیت مآب صاحب رشد و تفقہ و تصوف سیدنا مولانا الحاج سید کلب علی جعفری الغفوری المداری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معمولات و اذکار کے فیوض و برکات سے ہم لوگوں کو بھی نوازیں اور کوئی ایسی کتاب تحریر میں لائیں جس سے عوام و خواص سبھی لوگ فائدہ اٹھا سکیں، اور آئے دن روز کی دقتوں و پریشانیوں سے نجات پائیں۔ میں نے کہا کیا تم نے مدار صاحب کا لنگر سمجھ لیا ہے کہ جو چاہے لے جائے۔ بولے خواجہ ابوالوقار رضی اللہ عنہ سخی ابن سخی ابن سخی رحمۃ العالمین کے مدار العالمین اور مدار العالمین کے ہمارے سرکار حضور سجادہ نشین جو بھیک اُن کے در سے ملے گی وہ صدقہ ہے زندہ شاہ مدار کا اور جو بھیک

دربدار سے ملتی ہے وہ صدقہ ہے محبوب پروردگار کا سے

تو ہے نورعین تیرا سب گھرانہ نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا

نہ تو میرے پاس کوئی ایسا سرمایہ تھا جو عملیات و نقوش پر مشتمل ہو اور نہ کوئی ایسی کتاب طبع ہوئی تھی نہ زیر طبع تھی جس کا میں وعدہ ہی کر لیتا۔ اس لئے ناچار میں نے مجبوری ظاہر کردی۔ اور صاف صاف کہدیا کہ انشاءاللہ العزیز بہت جلد کوشش کرونگا۔ اور ضرور خیال ہم کرونگا اور ایسی کتاب جو مفید خاص و عام ہو اور سہل و آسان، ہاں...... مگر کچھ بھی ہو حدیث نہ قرآن ہو، پھر بھی یہ فکر دامن گیر رہی۔ آخر کار یہ طے کر ہی لیا کہ حضور سیدنا غوث العالم ابوالوقار رضی اللہ عنہٗ کے مجموعۂ اعمال، اوراد و وظائف کے اقتباسات مرتب کرکے عامۃ المسلمین کو ضرور فائدہ پہونچایا جائے...... اب تو حضور ہمارے سامنے نہیں تھے مگر ان کے خلف اکبر ذوالفقار حیدر زیب سجادہ آستانۂ عالیہ قدسیہ حضرت مولانا ابوالانوار سید ذوالفقار علی قمر جعفری وقاری مدظلہٗ العالی سند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز تھے، اللہ رب ذوالجلال ہم سب برادران روحانیت پر ہمیشہ ہمیش ان کا سایۂ عاطفت بنائے رکھے اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آپکی بارگاہ شفقت و محبت میں باریابی حاصل کی اور میں نے اپنا معروضہ پیش کیا، حضور نے قبول فرمالیا اور براہِ الطاف و کرم اپنی خانقاہ شریف سے ایک قلمی مسودہ جو مجموعۂ اسناد اشتغال و اعمال، اور نقوش و اوراد و وظائف، بزبان فارسی خط شکست میں تھا اسے آپ نے مجھے عطا کر دیا اور خوش نصیبی مزید برآں کہ ان صفحات کی عبارت سے بوئے دست یار آرہی تھی یعنی کہ وہ صفحات قدم بوس کلک ابوالوقار تھے جس ترشحات سے اب ہم بھی سرمایہ دار تھے اور اس کمترین کے مطالعے میں بہت سی نقوش و عملیات کی کتابیں نگاہ سے گذریں ہر کتاب میں سعد و نحس

وساعتوں نچھتروں' رفتار سیارگان اور بعض کتابوں میں ستاروں کی چالیں دوستی، دشمنی، نظرات وغیرہ بڑی وضاحت سے لکھے ہوئے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عامل کیلئے ان چیزوں کا جاننا بھی ضروری ہے ...... مگر اس ناچیز نے اپنے آقائے روحانیت حضور غوث العالم صدر سجادہ نشین سلسلہ عالیہ مداریہ فنصورہ ھادینا و مرشدنا مولانا الحاج الشاہ سید کلب علی جعفری المداری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ شب و روز صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک حاجتمندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا، اور ہر ایک کو تعویذ لکھ کر دیئے جا رہے ہیں قلم چل رہا ہے اور ہر ایک کی خواہش کے بموجب نقوش مل رہے ہیں اور آنے والے ضرورت مندوں کو سو فیصدی کامیاب وکامران پایا؟ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے حقیر نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ رفتار سیارگان اور ستاروں کی چالیں بحکم پروردگار اپنا اچھا یا برا اثر ضرور کرتی ہیں اور ان کے واضعین موجدین نے جو ساعتوں کی اور عروج ونزول ماہ کے شرائط مقرر فرمائے ہیں وہ بے شک ضروری ہیں مگر جسطرح پولیس کے سپاہی اور افسران سے عام پبلک ڈرتی اور خوف کھاتی ہے اور ان میں ہی بعض لوگ ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جن سے پولیس کے سپاہی بلکہ بعض حکام خود خائف رہتے ہیں جی سر ...... جی سر ...... کیا کرتے ہیں۔ جب پتہ لگایا کہ آخر یہ کیا بات ہے معلوم ہوا کہ ان صاحب کے تو بڑے ٹرمس، ویل مراسم ڈی ایم صاحب سے ہیں۔ جو شہر کی بڑی اتھارٹی ہے اسلئے یہ تمام حکام ان سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں ایک فون پر ان کا خون ہو جائے گا۔ اس تجربہ نے ہمیں یہ سبق دیا کہ جس ذات گرامی کے صدقے اللہ تعالے نے کل کائنات کو پیدا فرمایا یعنی ہادی سبل ختم رسل مولائے کل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر ان سے

مسلمان اپنا رشتہ تعظیم ومحبت نہایت مضبوطی اور پختگی کے ساتھ جوڑے تو ان تمام نجومی شرائط وقیودات سے بے نیاز ہو جائے اسے پھر کچھ دیکھنے بھالنے کی ضرورت نہیں۔ بس جسوقت اور جسکے لئے جو چاہے حکم کر دے ہو جائے جو لکھ کر دے یا پڑھ کر دیدے کامیابی حاصل ہو اور کیوں نہ ہو؛ نہ ہونے کے کیا معنیٰ؟

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں ایک بہت بڑا منجم تھا اور وہ کہا کرتا تھا کہ حضرت محمد ابن عبد اللہ میں کون سا کمال ہے کہ پتھر کی چٹانوں پر قدم رکھدیتے ہیں تو وہ پگھل کر نرم بن جاتے ہیں۔ یہ ستاروں کی دین ہے جب وہ ستارہ طلوع ہو کوئی بھی پیر رکھے تو موم ہو جائیگا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نجومی سے فرمایا کہ تو دیکھ فلک پر اپنے ستاروں کی رفتار اور سیاروں کی چال کہ وہ ستارہ طلوع ہے یا پھر کب طلوع ہوگا۔ نجومی کہنے لگا ایک ہزار سال بعد شرف ستارہ ہے تب ہی طلوع ہوگا۔ سرکار نے یا اعجاز قدم مبارک پتھریلی چٹانوں پر رکھدیا اور پہاڑ پگھل کر موم بننے لگا نجومی نے حیرت سے آسمان کیطرف دیکھا کہ ادھر حضور نے قدم رنجہ فرمایا ادھر ہزاروں برس بعد نکلنے والا ستارہ فلک پر حاضر ہو گیا۔ نجومی چیخ اٹھا اور کہنے لگا سچ آپ ستاروں کے محتاج نہیں، ستارے اور سیارے آپ کے آگے دامن پسارے ہیں اور کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ملو

پھر تو ہم غلامان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب ان کے تابعدار اگیا

اگر ہم ان کے وفادار ہیں تو زمانہ ہمارا فرماں بردار۔

اور اس کا ایک بین ثبوت حدیث پاک کی روشنی میں "جو شخص کہے کہ بارش ستاروں کے اثر سے ہوئی وہ کافر ہوگیا۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر فجر کی نماز ادا کی، اس رات بارش ہوئی اور صبح کے وقت نمی باقی تھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا! جناب باریتعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے (بارش ہونیکے بارہ میں مختلف اعتقاد رکھنے کی بنا پر) آج میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہوگئے اور کچھ کافر ہوگئے۔ جس نے کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی ہے اس نے مجھے مانا اور ستاروں کے موثر ہونے کا انکار کیا اور جس نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کے اثر سے ہوئی ہے اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری شریف) اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ اسلام میں ان چاند ستاروں، سیاروں کی کیا وقعت رہگئی ہے یہ سب ہمارے پیارے مصطفٰے کی قدموں کی دھول ہیں۔

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث ۔ مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

لہٰذا ساعتوں، ستاروں اور سیاروں کی رفتار کے جھنجھٹوں کو بالائے طاق رکھ کر قرآن عظیم سے انتساب کرتے ہوئے بسم اللہ شریف سے شروع ہے اور بسم اللہ سے شروع کیا جائے وہ دونوں معنی کرکے ایک تو یہ کہ اللہ کے نام سے شروع ہے۔ دوسرے حدیث پاک لم یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع جو کام بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جاتا ہے وہ ناقص و ادھورا رہتا ہے"

اور جہاں ساعت کی شرط لگی ہوئی ہے یا عروج و نزول ماہ سعد و نحس وغیرہ وہ صرف مراعات ہیں باعتبار عاملین عمل و نقوش کے بارے میں جو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے مختصراً ذکر اسکا بھی کرتا چلوں اور اور زیادہ وضاحت و تفصیل، کیوں اور کیسے کا جواب آپ معمولات ابوالوقت کے حصہ سوم میں دیکھیں چونکہ مرشد کامل نے ان صفحات پر بہت اچھے اور تفصیل و اصطلاح کیساتھ ذکر ہو چکا ہے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں پھر بھی تھوڑا سا حوالہ اور اشارہ و سطرف دیتا چلوں۔ یاقر جانثی عفی عنہ

چلہ اور شرائط چلہ

حضرات مشائخ نے چلے میں چالیس دن کی میعاد رکھی ہے اور یہ بے بنیاد نہیں ہے بلکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے۔ عامل کیلئے چلہ کشی بے حد ضروری ہے۔ راہ عملیات کا کوئی بھی راہ رو چلہ کشی کے بغیر منزل مراد تک نہیں پہونچ سکتا۔ چلہ کشی بہرحال ضروری ہے چلہ کشی بہرحال ضروری ہے۔ چلہ کشی ہی سے دامن روح پر پڑی ہوئی کثافت دور ہوتی ہے۔ لیکن چلہ کیلئے ضروری ہے کہ کسی استاد کامل سے اجازت لے تاکہ رجعت وغیرہ کا خطرہ نہ رہے۔"

رجعت :۔ روحانی عملیات کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ رجعت لوٹ جانے اور پلٹ جانے کو کہتے ہیں۔ جب کوئی عمل الٹے اثرات دکھاتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ عمل میں رجعت ہوگئی ہے۔ مثلاً محبت کیلئے کوئی عمل کیا، تو معلوم ہوگیا کہ نفرت میں اور اضافہ ہوگیا، یا ترقی کیلئے کوئی عمل کیا، معلوم ہوا ترقی تو کیا ہوتی اور تنزلی ہوگئی۔ اسی الٹے اثر کو رجعت کہتے ہیں۔ اسی کو اثر معکوس بھی کہتے ہیں اور اسی کو منقلب ہونا بھی کہتے ہیں۔"

بہرکیف رجعت سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ صرف کتابوں کے مطالعے پر قناعت نہ کی جائے۔ بلکہ باقاعدہ کسی عامل کامل سے اجازت حاصل کر کے چلہ کشی کی جائے اور بے احتیاطی برت کر اس معاملے میں کوئی "رسک" مول نہ لیا جائے۔

● عامل کیلئے اکل حلال (حلال روزی) اور صدق مقال (سچ بولنے کی عادت) تو ضروری ہے ہی۔ لیکن عامل کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے مزاج میں سخاوت اور فیاضی ہو۔ تنگ نظری اور کوتاہ دامنی عیب در عیب ہے۔ بخل بری چیز ہے

لیکن عامل کیلئے تو زہر قاتل ہے، عامل کو چاہیئے کہ "وہ دریا دل ہو" اور باران رحمت کیطرح عامل کا فیضان سب کیلئے یکساں ہو، نہ اس کا ہاتھ تنگ ہونا چاہیئے نہ اس کا دامن .... اپنوں کا کام کرنا اور بیگانوں سے منہ موڑنا عامل کامل کا مزاج نہیں ہو سکتا۔"

- یوں تو بالعموم ہر عامل کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔ لیکن چلے کے دوران میں سچ بولنا شرط اول ہے، جھوٹ بولنا شرعاً بھی حرام ہے اور جھوٹ عملیات کے حق میں زہر ہلاہل ہے، عامل کو چاہیئے ہمیشہ سچ بولے، خوب خیرات کرے، خوب سے مراد حتی المقدور، جتنی اسکی اپنی بساط ہے اس میں اسکو کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر اسکو دو روٹیاں میسر ہوں تو ان میں سے بے تکلف ایک روٹی خیرات کر دے۔ عامل جسقدر ایثار سے کام لیگا اسی قدر اس کے حق میں بہتر ہوگا۔"

- چلے میں ترک حیوانات، پرہیز جلالی اور جمالی ضروری ہیں اگر ان کا اہتمام نہیں کریگا تو نقصان اٹھائے گا۔

- اگر چلے کے دوران مسلسل روزے سے رہے تو بہتر ہے ورنہ اکثر روزے سے رہے، یا پھر تیسرے دن روزہ رکھنے کا معمول بنائے یا پھر ہر جمعرات کا روزہ رکھے۔ ورنہ پھر عمل کے پہلے اور آخری دن روزے سے رہے۔

- چلے کے دوران روزانہ غسل کرنا عمل میں جاذبیت پیدا کرتا ہے، افضل یہ ہے کہ عمل سے چند منٹ پہلے ہی غسل کرے، اگر جاڑوں کا موسم ہو تو غسل ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر صحت ٹھیک ہو تو جاڑوں میں بھی غسل نہ چھوڑے۔

جس مکان میں چلہ کشی کا ارادہ ہو وہ بالکل الگ تھلگ ہو، اگر وہ کمرہ ہے

تو دورانِ عمل بلکہ دوران چلہ کوئی اپنی آمدورفت نہ رکھے۔ عامل اس میں عمل کر کے بند کردے ورنہ عمل کے اندر خلط ملط پیدا ہوگا۔

● اس کمرے میں صرف چٹائی اور عمل سے متعلق سامان ہو اور اس کے علاوہ کچھ اور نہ ہو۔ خلوت گاہ میں روشنی کم ہو۔ بہتر ہے کہ سرسوں کے تیل کا چراغ جلائے اور مٹی کا تیل اس کمرے میں استعمال نہ کیجیے۔

● عامل کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوران چلہ عورتوں اور کم عمر لڑکوں سے اختلاط نہ رکھے اس میں فتنے کا احتمال ہے۔ اور دوران چلہ ہی میں کیا بلکہ عام زندگی میں بھی ہر عامل کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان باتوں سے پرہیز رکھے۔ کیونکہ عورتوں اور لڑکوں سے اختلاط روحانیت کیلئے تباہ کن ثابت ہوتا ہے اور اس بد احتیاطی سے روح کی لطافتیں مجروح ہو جاتی ہیں؛

● یہ بات پلے باندھ لینا چاہیئے کہ عامل بننے کے لیے تقویٰ اور خدا ترسی کی زندگی بسر کرنا ضروری ہے .... عبادت، ریاضت، احکام شرعیہ کی پابندی خلق خدا سے محبت، سنتوں کا حتی الامکان اہتمام ضروری ہے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فواحش و منکرات سے خود کو بچائے۔ بیحیائی کے کاموں سے دور رہے اور خالی اوقات میں کلمۂ طیبہ کا وِرد رکھے۔ عیاشی آوارگی اور بے راہ روی سے ہر عامل کو کوسوں دور رہنا چاہیئے۔ خدا ترسی نہ ہو تو روحانی عملیات کا ہمالیہ پہاڑ کبھی فتح نہیں ہو سکتا۔

عظمت بسم اللہ اور اسکے فوائد

ہر مہم کی آسانی کیلئے صرف ایک رات کا تیر بہدف عمل: ترکیب اس

عمل کی یہ ہے کہ دن میں روزہ رکھے اور رات کو بعد نماز عشا تازہ وضو کر کے اور

اسکے بعد جائے نماز پر قبلہ رو بیٹھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۲ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہر ہزار کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھتا جائے۔ اس حساب سے ایک مجلس میں ۲۴ رکعت اور بارہ ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھی جائے گی۔ جب یہ عمل پورا ہو جائے تو پھر مندرجہ ذیل عزیمت نو سے مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اس عمل سے دنیا کی ہر مشکل سے نجات ہوگی۔ اور جس مقصد و مطلب کیلئے یہ عمل کیا جائیگا انشاء اللہ وہ پورا ہوگا۔

عزیمت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا قَیُّوْمُ یَا دَائِمُ یَا قَدِیْمُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِفَضْلِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِحَقِّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِھَیْبَۃِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِمَنْزِلَۃِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِرْفَعْ قَدْرِیْ یَا اَللّٰہُ وَیَسِّرْ اَمْرِیْ یَا اَللّٰہُ وَاشْرَحْ صَدْرِیْ یَا اَللّٰہُ وَاَغْنِ فَقْرِیْ وَطَوِّلْ لِیْ طَاعَتِکَ عُمْرِیْ وَیَسِّرْ اَمْرِیْ وَمَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ یَا مَنْ ھُوَ کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ الٓمٓ الٓمٓصٓ الرَّحِیْمُ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بِاِسْمِ الْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْقُوَّۃِ بِاِسْمِ الْجَبَرُوْتِ وَالْعَظَمَۃِ وَاَنْ تَجْعَلَنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الْمُتَّقِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ الْمُحِبِّیْنَ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا وَّنَصْرًا مُّعِیْنًا وَّمَخْرَجًا فِی الدَّارَیْنِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بِفَضْلِکَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

دائرہ تسخیر

ذیل میں ایک دائرہ شریفہ نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ دائرہ ایک پوشیدہ خزانہ ہے جسے ہم ارباب روحانیت کیلئے بطور خاص پیش کر رہے ہیں اس دائرے کو گلاب زعفران سے لکھ کر اور پھر عود

دعنبر کی دھونی دے کر اگر کوئی شخص اپنے سیدھے بازو پر باندھ لے تو خلائق کی
نظروں میں محبوب ہو جائے اور دشمنوں پر اس کا رعب قائم ہو جائے اسکی دنیاوی
مشکلات آسان ہو جائیں اور غیب سے قدم قدم پر اسکی مدد ہو۔ اس دائرے کو
مشتری یا زہرہ کی ساعت میں لکھیں دجمعرات یا جمعہ کی صبح کو سورج نکلنے کے بعد
ایک گھنٹے کے اندر اندر) لکھتے وقت کوئی سبز چیز سامنے رکھ لیں اور کپڑوں پر عطر
لگالیں۔ انشاء اللہ یہ دائرہ شریفہ خود یہ ثابت کر دیگا کہ روحانیت کے عملیات میں
اور نقوش و تعویذات میں کسقدر تاثیر ہے۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ کسی نااہل
کو اس بات کی توفیق نہ دے کہ وہ اس دائرہ شریفہ کو نقل کرے۔

دائرہ تسخیر یہ ہے۔

محمد رسول الله

وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجرا عظيما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الغرض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بہت فضیلت آئی ہے
اب ہم نہایت آسان عمل درج کرتے ہیں۔

۱۔ جو شخص روزانہ کسی ایک وقت پر (۷۸٦) مرتبہ ایک ہفتہ روزانہ پڑھے ۔ جو حاجت رکھتا ہو مانگے قبول ہو۔

۲۔ اگر سوتے وقت اکیس مرتبہ پڑھے شیطان کے شر سے محفوظ رہے۔

۳۔ اگر کسی ظالم کے سامنے پچاس مرتبہ پڑھے تو اس کے دل میں ہیبت اور خوف پیدا ہو اور اسکے غضب سے امان میں رہے۔

۴۔ اگر نوچندی جمعرات سے بوقت طلوع آفتاب (۳۰۰) اور تین سو بار درود شریف پڑھے۔ تھوڑے عرصہ میں انشاء اللہ ایک سال بھی نہ گذرنے گا امیر کبیر ہو۔

۵۔ اگر چالیس روز تک روزانہ علی الصبح بعد نماز فجر ڈھائی ہزار مرتبہ پڑھتا ہے' اللہ پاک عجیب و غریب اسرار منکشف فرمائے اور یہ بات پیدا ہو جائیگی کہ جو بات عالم میں ہونے والی ہوگی خواب میں اس کا علم ہو جائیگا۔

٦۔ اگر ٦٢٥ (چھ سو پچیس) مرتبہ پوری بسم اللہ شریف لکھ کر ایک تعویذ بنا کر اپنی ٹوپی میں محفوظ طریقے سے رکھے لوگوں کے دلوں میں ہیبت پیدا ہوگی۔

۷۔ اگر کسی پتھر پر سو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر اسکو کنویں یا نہر میں ڈال دیا جائے جس سے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے تو درخت خوب ہرے بھرے ہو جائیں گے اور پھل بھی خوب دیں گے انشاء اللہ

۸۔ اگر اس نقش کو رانگے کی تختی میں لکھ کر جال میں باندھ دیں، شکار خوب آئے۔

۹۔ اگر اس نقش کو لوہے پر لکھ کر کسی دوکان میں ڈال دیا جائے تو وہ برباد ہو جاتی ہے (لیکن ایسا کرنا شرعاً حرام ہے)

۱۰۔ اگر اس نقش کو چاندی پر کندہ کرا کر کسی بچہ کے گلے میں ڈال دیں تو بچہ تمام آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۱۔ اگر اس نقش کو چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر اگر کوئی شخص دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لے اور ہر نماز کے بعد تین مرتبہ بسم اللہ پڑھتا رہے تو اسکے تمام کام آسان ہو جائیں۔ نقش یہ ہے۔

الرحیم	الرحمٰن	بسم اللہ
۲۷۵	۲۶۲	۱۴۴
۴۲۵	لطیف	۲۳۵

۱۲۔ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صدق دل سے بسم اللہ پڑھی اس کے واسطے پہاڑ مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب بندہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو جنت کہتی ہے لبیک وسعدیک۔ یعنی تیرے لئے میں حاضر ہوں۔

۱۳۔ اگر کوئی شخص کامل یقین، حسن نیت اور پختہ عقیدے کے ساتھ بسم اللہ پڑھے گا تو مقربین کی فہرست میں اس کا نام لکھدیا جائیگا۔

۱۴۔ ہمارے شیخ سیدنا ابوالوقار علیہ الرحمہ رضوانہ چاروں آسمانی کتابوں کی بسم اللہ اس انداز سے پڑھتے، چھوٹوں اور بڑوں پر یکساں پڑھ کر دم کرتے تھے جو سحر دنظر اور ہر بلا و بیماری سے حاجتمندوں کو نجات دلاتا ہے۔ وہ اربعہ بسم اللہ شریف یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابرصا مبرصا مھشا تا شارسا اللہ محمد یار ساسب بلائے بارسا۔ تین مرتبہ پڑھ کر مریض پر دم کرے تو انشاء اللہ شافی الغفور فائدہ ہو۔

۱۵۔ اگر کوئی یہ بسم اللہ شریف سات کنکریوں پر پڑھ کر درندے، شیروں اور ہاتھیوں اور موذی سانپوں کی طرف پھینک دے تو شل بلی کے ہو جائیں۔ اور کوئی اذیت نہ پہونچا سکیں۔ وہ عزیمت مبارکہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوصا مبرصا مهشا ثا شارسا ولا تحان درکا ولا تخشی

فوائد شش قفل بسم اللہ شریف

:- فوائد شش قفل بسم اللہ شریف اس طور پر ہیں۔ اسقاط حمل کیلئے شیرینی پر تین مرتبہ پڑھ کر پانی میں گھول کر پلادیں۔ بحکم الٰہی کبھی اسقاط نہیں ہوگا لیکن تین روز متواتر پلائے۔ اگر حمل قرار نہ پاتا ہو تو بعد فراغت حیض پاک ہونے پر تین روز اسی طرح کھانے کو دے انشاء اللہ کامیابی ملے۔ حاملہ عورت کے درد زہ کیلئے شیرینی پر دم کر کے کھلائے درد زہ سے خلاصی ہو۔ اگر کسی کا لڑکا یا جانور فرار ہو، سات سنگ ریزوں پر دم کر کے آگ میں ڈالے مفرور پریشان ہو کے گھر واپس آئے۔ اگر کسی کو آسیب ستاتا ہو اور بھوت پریت چڑیل نے پکڑ لیا ہو تو اسکے بائیں کان میں پڑھے فوراً افاقہ ہو کر راحت ملے۔ اگر کسی کو سانپ و بچھو یا اور کسی زہریلے موذی جانور نے کاٹ لیا ہو تو سات بار لکھے یا پڑھے اور اسکو کھلادے صحت ہو۔ اگر کوئی سخت بیمار ہو گیا ہو کسی علاج سے فائدہ نہ ہو رہا ہو تو چاہیئے کہ شب جمعہ اس دعا کو گائے کے دودھ میں دم کر کے پلادے آرام پائے اگر پیا ہوا دودھ واپس ہو جائے یعنی قے ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی موت یقینی ہے۔ اگر اپنی موت کا علم کرنا چاہتا ہے تو چاہیئے کہ شش قفل بسم اللہ تین بار شیرینی پر پڑھ کر کھالے اور شیرینی کھانے کے بعد درود شریف پڑھتے پڑھتے زمین پر سو جائے، خواب میں اسکو آگاہی ہو جائے گی کہ اسکی موت کب اور کس وقت

کیسے آئیگی؟ اگر کوئی چاہے کہ وہ خواب میں دیدار سلطان انبیاء مع فرشتوں کے کرے تو اسے چاہیئے کہ ان اسماء شریفہ شش قفل بسم اللہ سات مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھے اور کسی سے بات چیت نہ کرے، خواب میں وہ دیدار مبارک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔ یہ عمل عجیب ہے۔ واللہ اعلم سائی قلوبہم بالصواب۔

چھ تالے بسم اللہ کے وہ یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰہِ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الْخَالِقِ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الْوَھَّابِ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْخَبِیْرُ ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الْبَصِیْرِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّھُوَ الْغَنِیُّ الْقَدِیْرُ ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَّھُوَ الْعَلِیُّ الْغَفُوْرُ۔ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

عمل حاضرات بسم اللہ

اس عمل کی ایک عزیمت مشائخ نے تیار کی ہے وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بحق اَجِبْ یا جبرائیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل

اس عزیمت کی اولاً زکوٰۃ ادا کیجائے۔ طریقۂ زکوٰۃ یہ ہے کہ عروج ماہ میں

بروز جمعرات، اتوار یا پیر کو شروع کرے اور روزانہ ۱۳۲۵ مرتبہ پڑھے اول و آخر ۱۰۱ بار درود شریف پڑھے۔

پرہیز جمالی کرے۔ چالیس دن تک روزانہ پڑھتا رہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی رکھے جماعت کا اہتمام کرے دوران چلہ جھوٹ نہ بولے۔ چالیسویں دن عمل کے اختتام پر سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر دعا کرے اور میٹھے چاول پکا کر گیارہ نمازیوں کو کھلائے۔ انشاء اللہ زکوٰۃ ادا ہوگی۔

چند فوائد: جن آسیب، دیو پری وغیرہ میں سے اگر کوئی کسی مریض کو ستاتا ہو تو ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے پلائے انشاء اللہ شفا ہوگی۔ یہی عزیمت لکھ کر گلے میں ڈالے تو ہر بیماری سے نجات ملے۔

اگر کوئی شخص سحر، سفلی، علوی، عطائی، سیفی جادو ٹونا وغیرہ کا شکار ہو تو اس عزیمت کے عامل کو چاہیے کہ ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے مریض کو صبح شام ۲۱ روز تک پلائے اور سرسوں کے تیل پر ۲۱ مرتبہ پڑھ کر جسم کی مالش کرائے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

حاضرات: طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ نقش عربی میں لکھے اور نیچے عزیمت لکھے اور سولہویں خلنے میں سیاہی بھرے اور سیاہی پر خوشبودار تیل یا عطر لگائے اور حاضرات کی ایک جگہ الگ کمرے میں بنالے وہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو کمرے میں اگر روشندان ہوں تو انھیں بند کرادے تاکہ روشنی نہ آسکے کیونکہ جتنی تاریکی ہوگی، اتنی ہی حاضرات میں آسانی ہوگی۔ حاضرات میں انشاء اللہ جنات، پریاں اور احوال غرض صاف نظر آئیں گے۔ حاضرات کے وقت پاک صاف کپڑا بالکل سفید قبلہ رو بچھائیں۔ اور عامل قبلہ رو بیٹھے۔ ایک

مٹی کی کوری ہانڈی لے جو بالکل نئی ہو اسے الٹا کر کے رکھیں اور اسپر ایک چراغ رکھیں اور اس میں سرسوں کا تیل ڈالیں اور روئی کی بتی بنا کر جلائیں۔ اس وقت لوبان یا اگربتی جلائے ثابت اُردو، مسلّم معاش منگا کر رکھ لیں دوران عمل اُردو نابالغ بچے کے مارتا رہے۔ اور عزیمت پڑھتا رہے اور بچے سے کہے کہ وہ سیاہ خانہ میں دیکھتا رہے اور عامل کو چاہیئے کہ اپنا اور بچے کا حصار کرے۔ عامل عزیمت ۲۱ مرتبہ پڑھے گا کہ ایک مؤکل سیاہی میں نمودار ہوگا جو بوڑھا ہوگا اور سفید لباس میں ہوگا اس کا نام عبدالاحد ہوگا۔ چند ساعت کے بعد دوسرا مؤکل حاضر ہوگا۔ چند ساعت کے بعد دوسرا مؤکل حاضر ہوگا اس کا نام عبدالصمد ہوگا اور یہ جوان ہوگا۔ چند منٹ کے بعد تیسرا مؤکل نمودار ہوگا اس کا نام عبدالرحمٰن ہوگا۔ چند منٹ کے بعد چوتھا مؤکل حاضر ہوگا اس کا نام عبدالرحیم ہوگا۔ جب ان چاروں مؤکلوں کو دیکھ لے اور اقرار و اعتراف کرے کہ چاروں نظر آرہے ہیں۔ تب عبدالاحد کو سلام کرنے کے بعد کہے کہ مریض فلاں بن فلاں آپکے سامنے ہے اس پر جو بھی اثر ہو جن کا آسیب کا یا سحر کا دیکھیں اور بحق عزیمت اسکی تفصیل بتائیں۔ چند منٹ بعد عبدالصمد جائیگا اور جو جنات وغیرہ آزار رساں ہونگے۔ انھیں حاضر کریگا۔ اب عامل عبدالرحمٰن کو ہدایت کرے کہ ان کو بحق عزیمت ہذا اپنی تحویل اور گرفت میں لے لے چنانچہ وہ اسے باندھ لیگا اسکے بعد عامل ۷ مرتبہ عزیمت پڑھکر مریض کے بال پکڑے اور عبدالاحد کو ہدایت کرے کہ مریض کے سر سے پیر تک جو بھی اثرات ہوں، انھیں نکال دے اس وقت مریض کے بدن میں سنسناہٹ پیروں کی طرف سے سر کی طرف کھینچنا شروع ہوگی۔ یہانتک کہ آنکھوں کے ذریعہ گرمی نکلتی محسوس ہوگی۔ پھر انشاءاللہ مریض کا جسم ہلکا پھلکا ہو جائیگا۔ ایسا دو مرتبہ کرے انشاءاللہ درد اور مرض سے نجات ملے گی۔ عامل عبدالاحد کو مخاطب کر کے کہے .... عبدالاحد! مریض کے جسم میں یا مکان میں جو بھی سفلی، علوی یا ٹھگے ٹونے کے اثرات ہوں ان کو بحرمت عزیمت

بسم اللہ مکمل طور پر کاٹ دیں۔ اگر مرض سخت ہو یا اثرات زبردست ہوں تو سات روز اسی طرح حاضرات کر کے کاٹ کرائیں انشاء اللہ العزیز مریض پوری طرح صحتمند ہو جائیگا۔ نقش یہ ہے اس نقش کو اتنا ہی بڑا بنائیں تاکہ حاضرات میں آسانی ہے۔

جبرائیل ۷۸۶ میکائیل

۸ الرحیم	۱۱ الرحمٰن	۱۴ اللہ	۱ بسم
۱۳ بسم	۲ اللہ	۷ الرحمٰن	۱۲ الرحیم
۳ الرحمٰن		۹ بسم	۶ اللہ
اللہ	۵ بسم	۴ الرحیم	۱۵ الرحمٰن

اسرافیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اجب یا جبرائیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل عزرائیل

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تھا اور کوئی چیز اسکے ساتھ نہ تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا کیا اور نور کے بعد لوح و قلم کو اور قلم کو حکم دیا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے سب لوح پر لکھ دو۔ قلم نے سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا۔ اللہ نے اس کو امن والی چیز قرار دیا۔ تمام فرشتے اور تمام اہل آسمان روز ازل سے اس بسم اللہ کو پڑھتے ہیں۔

بسم اللہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میری اولاد اس بسم اللہ کی بدولت اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیگی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی انکی بدولت آگ انکے لئے گلزار بنگئی۔

پھر یہ بسم اللہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس وقت فرشتوں نے کہا کہ اب سلیمان کا ملک مکمل ہوگیا۔ سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی وجہ سے اعلان عام کرایا اور سب کو بسم اللہ پڑھ کر سنائی سب نے کہا کہ آج ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ بسم اللہ کی برکت سے سرکش لوگوں نے بھی ایمان قبول قبول کرلیا اور کھلے عام اس کا اعتراف کیا۔

پھر بسم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اور اسکی وجہ سے انھوں نے فرعون وقارون جیسے نافرمانوں کو مقہور ومغلوب کیا۔ پھر یہی بسم اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نازل ہوئی۔ اللہ تعالے نے وحی کے ذریعہ حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ بتاؤ یہ بسم اللہ کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ نے جواب دیا اے پروردگار مجھے نہیں معلوم یہ کیا ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا کہ فرزند مریم! یہ آیت ایمان ہے اور یہی خزانہ آسمان ہے تم اس بسم اللہ کا ہر وقت ورد رکھو، اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے۔

قیامت کے دن جس نامۂ اعمال میں بسم اللہ زیادہ درج ہوگی اسی کو زیادہ سے زیادہ ہمارا قرب حاصل ہوگا۔ سبحان اللہ کیا بات ہے۔ اللہ تعالے اس مضمون کے لکھنے والے اور پڑھنے والے دونوں کو بسم اللہ کثرت سے پڑھنے کی توفیق دے آمین

اور اسکے بعد یہی بسم اللہ سرکار دو عالم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نازل ہوئی۔ مروی ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے وہ کل ۱۰۴ ایک سو چار ہیں۔ تمام صحیفوں کا حاصل تین کتابیں ہیں توریت، انجیل، زبور۔ اور ان تینوں کتابوں کا حاصل قرآن حکیم ہے، اور قرآن حکیم کا حاصل سورۂ فاتحہ ہے۔ اور سورۂ فاتحہ کا حاصل بسم اللہ ہے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام آسمانی کتب کا حاصل بسم اللہ ہے۔ یعنی بسم اللہ علم وحکمت کا نچوڑ ہے۔

یاد رکھیں کہ بسم اللہ رازِ عقل ہے، یہ ایک گرانقدر خزانہ ہے، اس کا ایک ایک کلمہ اپنے اندر شانِ جلالت رکھتا ہے۔ بسم اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہی وہ ہتھیار ہے جسکی وجہ سے ہم لوگ مسخ صورت کے عذاب سے محفوظ ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ ہی اسم اعظم ہیں۔ جو شخص اسکے ذریعہ دعا کرے گا۔ لازمی قبول ہوگی۔

بسم اللہ کا مقام کون پہچان سکتا ہے؟ یہ وہ دولت ہے جو بغیر جد و جہد کے ہمیں ملی ہے اسی لئے ہم اس کی قدر نہیں کرتے۔ بسم اللہ کی عظمت دیکھئے کہ یہ جب بھی نازل ہوئی ہیبت اور دبدبے سے زمین آسمان کانپنے لگے۔ اور پہاڑ اوندھے منہ گر پڑے۔

بسم اللہ حضرت اسرافیل کی پیشانی پر حضرت جبرائیل کے دائیں بازو پر، حضرت میکائیل کی پشت پر اور حضرت عزرائیل کے ہاتھوں پر لکھی ہوئی ہے۔ بسم اللہ عصائے موسیٰ پر اور زبانِ عیسیٰ پر مرقوم تھی۔ اور بسم اللہ کائنات کے چپے چپے پر لکھی ہوئی ہے۔ لیکن یہ حقیقت صرف مردِ مومن کو نظر آتی ہے۔

بسم اللہ شریف کا عامل بننے کی ترکیب

بسم اللہ شریف کا عامل بننے کا ایک انوکھا طریقہ نقل کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس طریقے پر عمل کر کے بسم اللہ سے فائدہ اٹھانیکے اہل بنیں گے اور ہمیں دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

طریقہ یہ ہے کہ چندی اتوار کو مغرب کے بعد قبلہ رو ہو کر ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر قطب کی طرف منہ کر کے ۸۶، بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں پھر سو مرتبہ قبلہ رو ہو کر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ پڑھیں۔ پھر شمال و جنوب اور مشرق کی طرف منہ کر کے ۸۶، مرتبہ بسم اللہ پڑھیں۔ پھر قبلہ رو ہو کر سجدے میں چلے جائیں۔

اور سو مرتبہ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پڑھیں۔ اسکے بعد سو مرتبہ درود شریف قبلہ رُو ہو کر پڑھیں اس طرح چالیس دن کریں۔ سمجھئے اب آپ بسم اللہ کے باضابطہ عامل ہو گئے۔ انشاء اللہ جس کام کیلئے بھی پڑھیں گے فوراً اثر ہوگا۔ یہ سمجھئے کہ اگر آپ نے اس طریقے پر عمل کرلیا تو ایک خزانہ آپ کے ہاتھ لگ گیا۔ اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے کوشش کیجیے کہ سر پر ٹوپی وغیرہ نہ ہو اور یہ عمل کھلے آسمان کے نیچے ہو۔

شمشیر شکست اعداء

اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو شکست دینا چاہتا ہو تو ہفتے کے دن بعد نماز عشاء بارہ ۱۲ رکعات اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی، اور سورۂ اخلاص، معوذتین دس دس مرتبہ پڑھے۔ اس طرح بارہ ۱۲ رکعات ادا کرنے کے بعد ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ اور ۷۸۶ مرتبہ ہی درود شریف پڑھے اسکے بعد وتر ادا کرے۔ اسطرح یہ عمل لگاتار سات راتوں تک کرے۔ ساتویں رات عمل سے فارغ ہو کر وتروں سے پہلے ہی ہرے ریشمی کپڑے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صرف ایک مرتبہ لکھ کر اپنے سیدھے بازو پر باندھ لے اور جب کوئی کسی سے مقابلہ ہو خواہ تعداد میں کتنے ہوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انیس مرتبہ پڑھ کر کہے اے بسم اللہ کے موکلو! حاضر ہو اور ان لوگوں کو شکست دو اور اپنی شہادت کی انگلی سے ان لوگوں کیطرف اشارہ کرو تو انشاء اللہ دشمن سب کے سب بے دم ہو جائیں گے اور بسم اللہ کے عامل کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ اگر دشمنوں میں سے کسی کی حالت زیادہ نازک ہو جائے تو اسکے کان میں تین مرتبہ بسم اللہ پڑھ دے تو انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا رفع حاجت اور دیگر انسانی ضروریات کے وقت اس نقش کو اتار کر رکھدے اور غسل

اور وضو کر کے بعد پھر بازو پر باندھے۔ یہ عمل بھی پوشیدہ رکھنے کی ضرورت تھی جسے ہم نے
بدیہ لکھ دیا ہے۔

سورۂ فاتحہ اور اسکے فضائل و فوائد

۱۔ سورۂ فاتحہ (الحمد) نماز کے علاوہ بھی ہر آیت کے معنی سمجھ کر پڑھا کرے اسلئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

• سورۂ فاتحہ (رتبے کے اعتبار سے) قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے یہی سبع مثانی (سات بار پڑھی جانے والی آیتیں) اور قرآن عظیم ہے۔ اسی اثناء میں کہ (ایک بار) جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے اچانک اوپر سے (آسمان سے) ایک ٹوٹنے کی سی آواز سنی تو کہا! یہ ایک ایسا فرشتہ (آسمان سے) اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ تو اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا (یا رسول اللہ) مبارک ہو آپ کو دو نور دیئے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے (ایک) "فاتحۃ الکتاب" (دوسرے) "سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں" ان کا جو حرف آپ پڑھیں گے اس کا اجر آپ کو دیا جائیگا۔

• حدیث شریف میں ہے کہ پورے قرآن میں سب سورتوں سے برتر سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف ہے۔ ابو نعیم اور دیلمی نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ اگر فاتحۃ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ کو ایک پلہ ترازو میں رکھیں اور تمام قرآن دوسرے پلہ میں تو سورۂ فاتحہ سات قرآن کے برابر ہو۔

• حضرت سائب ابن یزید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور فرمایا سورۂ فاتحہ ہر بیماری کیلئے شفاء ہے (بیہقی و ابن حبان)

● ایک روایت میں ہے کہ قرآن مجید سب دواؤں سے بہتر دوا ہے اور ہر سورہ قرآن ہے اور تمام صورتوں میں بزرگ تر الحمد شریف ہے۔

● نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھ لو تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو جاؤ گے۔

● حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور سورۂ فاتحہ وقل ہو اللہ پڑھ لیا تو پھر موت کے علاوہ ہر چیز سے امان مل گئی۔ (درمنثور ج ۱ صفحہ)

● حضرت عطا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا جب تمھیں کوئی حاجت پیش آئے تو سورۂ فاتحہ پڑھو اور مکمل پڑھو انشاء اللہ تعالےٰ تمہاری ضرورت پوری ہوگی (ایضاً ج ۱ صلہ)

● نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر سورہ فاتحہ تورات میں ہوتی تو قوم موسیٰ علیہ السلام یہودی نہ ہوتی، اور اگر یہ انجیل میں ہوتی تو قوم عیسیٰ علیہ السلام نصرانی نہ ہوتی اور اگر زبور میں ہوتی تو داؤد علیہ السلام کی قوم پر عذاب نہ آتا۔ جس مسلمان نے بھی اسکو پڑھا اللہ تعالےٰ نے اتنا اجر دیا گویا پورا قرآن پڑھا ہو اور جیسے اس نے ہر مومن مرد و عورت پر صدقہ دیا ہو (تفسیر روح البیان ج ۲ صلا)

● حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو جس کسی نے گھر میں پڑھا اہل خانہ کو اس دن کسی جن یا انسان کی نظر نہ لگے گی۔ (کنزالعمال ج ۱ صفحہ ۱۴)

اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں جس نے اس سورہ کو پڑھنے کیلئے اپنی زبان کھولی اسکے لئے جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا (فضائل قرآن صلا)

● حضرت مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما، سے روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چند صحابی کسی مقام پر گئے ہوئے تھے اتفاقاً وہاں کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا تھا تو ان لوگوں نے صحابیوں سے علاج (جھاڑ پھونک) کیلئے کہا تھا صحابہ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہارا سردار اچھا اور تندرست ہو جائیگا تو تم لوگ ہم کو کیا دو گے؟ غرضکہ اس گفتگو کے نتیجہ میں بکریوں کا ایک گلہ دینا طے پایا اور بعض روایت میں تیس بکریوں کا طے ہونا بھی آیا ہے اس کے بعد ان اصحاب رسول اللہ میں سے ایک صحابی نے جا کر سورۂ فاتحہ پڑھ کر سردار پر دم کیا تو اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور طے شدہ بکریاں ان صحابی کو دے دی گئیں۔ بعض صحابہ کو شک ہوا کہ بکریاں لینا کہیں ناجائز نہ ہو اس لئے ان بکریوں کو ان لوگوں نے اپنے کام میں بھی نہ لیا اور آپس میں تقسیم بھی نہیں کیں پھر جب یہ لوگ سفر سے واپس آئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کرنے کے بعد مسئلہ معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا ...... مگر ہاں تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت منتر کا کام دیتی ہے۔ پھر فرمایا کہ ان بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لو اور اس میں ایک حصہ میرا بھی رکھو۔

اس حدیث کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ سانپ کے کاٹے کا علاج سورۂ فاتحہ سے ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں یہ بیان نہیں ہے کہ کتنی بار دم کیا جائے اور ایک بار دم کرتے وقت کتنی بار سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اسلئے معلوم ہوا کہ لازمی تعداد پڑھنے اور دم کرنے کی کچھ نہیں ہے تاہم اگر تین بار فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو مناسب ہے اور اس سے زاید بار سورۂ مذکور کو پڑھا جائے یا تین سے زائد بار دم کیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حدیث یا قرآن میں جو علاج جسم وغیرہ کیلئے آیا ہے

اگراس کو کیا جائے اور اس پر اجرت بھی لی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور وہ اجرت حلال بھی ہوگی اسلئے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ سے یہ فرمایا کہ تم انھیں (یعنی بکریوں کو) آپس میں تقسیم کر لو تو یہ ارشاد اسکے جائز ہونیکی دلیل ہے اور یہ فرمانا کہ اس میں میرا حصہ بھی رکھو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس اجرت کے حلال ہونے میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حلال اور جائز قرار پائی کہ اس میں نبی علیہ السلام نے اپنا حصہ رکھے جانیکا بھی ارشاد فرمایا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی طبیب اجرت لیکر علاج کرے تو وہ اجرت اسکے حق میں حرام نہیں ہے۔ مگر اس میں شرط ضرور ہوگی کہ حرام چیز سے علاج نہ کرے اور دھوکہ فریب نہ کرے۔ اور فی الواقع وہ علم طب سے واقف نہ ہو اور اجرت لیکر علاج کرتا ہو وہ اجرت حرام ہوگی۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام علاج کا فریب دیکر کچھ چیز لایا تھا حالانکہ وہ علم طب سے واقف نہ تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسکی لائی ہوئی چیز کھالی تھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ اس صورت سے لائی گئی تھی تو آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کرکے اس چیز کو اپنے پیٹ سے نکال دیا تھا معلوم ہوا کہ وہ اجرت ناجائز تھی اسی وجہ سے پیٹ سے نکال دیا تھا۔ اس طرح فال، گنڈہ، تعویذ اور جھاڑ پھونک کی اجرت کا حال ہے کہ اگر ناواقف، نااہل شخص اس طریقے سے کوئی اجرت حاصل کرے تو وہ ناجائز اور اس کے حق میں حرام ہوگی۔ خدائیتعالے انھیں ہدایت دے کہ وہ اپنی غذا۔ پوشاک حرام نہ کیا کریں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو جسم حرام غذا سے پرورش پایا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

یہ بات بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن شریف سے امراض روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے امراض کو فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے روایت کی گئی ہے کہ قرآن بہترین دوا ہے اور بیہقی نے واثلہ بن اسقع سے روایت
کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حلق کے درد کی شکایت بیان کی تو
آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو۔ اور ابن ماجہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری
سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے سینہ میں درد ہونے کی شکایت بیان کی تو
آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو بیماری سینے میں
ہو اسکے لئے قرآن شفاء ہے۔

سورۂ فاتحہ ہر مرض کیلئے مفید ہے چنانچہ بعض حدیث میں آیا ہے کہ سورۂ
فاتحہ موت کے سوا ہر بیماری کی دوا ہے۔

اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ سورۂ فاتحہ زہر کی دوا ہے
اور بزار نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
فرمایا تھا کہ جب تم سونے کا ارادہ کیا کرو تو سونے سے پہلے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص
کو پوری پڑھ لیا کرو۔ تو سوائے موت کے ہر بلا سے امن میں رہو گے۔

علامہ جزری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جسکو جنون ہو جائے
چاہیئے کہ صبح شام کو تین تین بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر اسپر دم کیا جائے اور ہر مرض کے
لئے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے خود
پیئے اگر دوسرے کسی مریض کو ہو تو اسے پانی پر پڑھ کر پینے کیلئے دیں۔ ایسا اکتالیس
دن کرے انشاء اللہ الشافی اگر اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو تب بھی شفاء کلی
ہو۔ شیخ نے فرمایا الفشار الدم الاعلیٰ والادنیٰ کے لئے یعنی جو لوگ بلڈ پریشر لو اور
ہائی کے مریض ہوں جب بھی پانی پیئیں سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ کے ایک مرتبہ

پڑھ کر پیئں انشاء اللہ الرحمٰن اس مہلک مرض سے نجات ملے اور صحت مند ہو۔

پھر شیخ نے فرمایا کینسر ظانّ الدم والوں کیلئے۔ بلڈ کینسر کے نامراد مریضوں کیلئے چینی کی رکابی پر سورۃ الحمد شریف مع بسم اللہ شریف سینٹھے کے قلم اور زعفران کی روشنائی سے لکھے اور اسکے ذیل آیات شفاء بھی لکھدے چالیس یوم تک گھول کر پلائیں انشاء اللہ الکریم بہت جلد شفایاب ہو اور آیات شریفہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ویشف صدور قوم مومنین۔ شفاء لما فی الصدور فیہ شفاء للناس وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین، واذا مرضت فھو یشفین قل للذین آمنوا ھدی وشفاء ورحمۃ للمؤمنین ۔

- اس سورۃ کو تنہائی میں سو بار پڑھکر کسی کھانے کی چیز پر دم کر کے کھلائیں مطلوب کو مقصد حاصل ہو۔

- سورۃ الحمد شریف سو کالی مرچوں پر دم کر کے مطلوب کا نام لیکر جلائے مطلوب حاصل ہو۔ سورۃ فاتحہ اکتالیس بار مع بسم اللہ اس طرح پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی بسم اللہ کے آخری میم کو الحمد کے لام سے ملا کر اس طرح الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ پڑھیں۔ اول و آخر گیارہ بار درود شریف کسی میٹھی چیز پر دم کر کے کھلائیں نافرمان اولاد فرمانبردار ہو، ناراض راضی ہو، ناخوش خوش ہو، دشمن دوست ہو مخالف اخلاص سے پیش آئے۔ شوہر برگشتہ ہو تو عاشق بن جائے، بیوی متنفر ہو تو مطیع و فرمانبردار ہو جائے آزمودہ ہے۔

- برائے افزودنی شیر کیلئے جن ماؤں کے دودھ نہیں ہوتا ہے بچے بھوک سے تڑپا

کرتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ خود یا کسی سے پڑھوالیں تھوڑا سا زیرہ سفید اور اس پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ دم کردیں، اور جتنی روٹیاں انھیں کھانا ہوں اس آٹے میں پکاتے وقت ملادیں اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے جانوروں کیلئے بھی ایسا کرنے سے انشاء اللہ الرزاق دودھ کی دھارائیں بہہ نکلیں گی۔ یہ عجیب عمل ہے۔

● سورۂ فاتحہ ادائیگی قرض کیلئے۔ اگر کوئی بہت قرضدار ہوگیا ہو اور اسکی کوئی صورت دینے کی نظر نہ آرہی ہو یا کوئی اشد ضرورت در پیش ہے۔ یہ عمل تین روز کرے۔ دن میں روزہ رکھے اور رات کو یہ عمل کرے۔ بعد نماز عشاء دو رکعت نفل پڑھ کر اس طرح الحمد شریف پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَاكَرِيْمُ يَالَطِيْفُ يَامُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَارَؤُوْفُ يَاكَرِيْمُ يَاعَطُوْفُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ يَامُعْطِيْ يَامُغْنِيْ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ يَا عَالِمَ السَّرَائِرِ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ يَاسَمِيْعُ يَاقَرِيْبُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ سو مرتبہ آمین ۲۱ بار اول و آخر درود شریف ۱۱۔ ۱۱ بار

سورۂ فاتحہ کا عجیب و غریب عمل :۔ سورہ فاتحہ کا عجیب و غریب عمل۔ ہر درد دکھ کیلئے فوراً آرام ملے۔

● اگر کسی کے جسم میں کہیں لاعلاج تکلیف ہو، چاہے درد سر ہو، یا درد آنت کا درد ہو، سینہ و کمر کا درد ہو، اور جنون و پاگل پن، خاص طور سے دورہ مرگی، نقرس، لقوہ، فالج، اور عرق النساء وغیرہ ریاحی ہوں یا بلغمی، تیر بہدف ہے۔ ترکیب اسطرح

ہے کہ اگر مریض مرد ہے تو وہ ضروری ہے کہ وہ سامنے ہو عامل کے اور اگر عورت مریضہ ہے تو اپنے گھر پر یا پردہ میں رہے۔ اور مریضہ یا مریض کو سوں دور ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن توجہ قوی اور یکسوئی شرط ہے۔ جس کا صورت آشنا ہو اس کا تصور کرے ورنہ نام اس کا مع والدہ کے پڑھے اور جہاں وہ مقیم ہو اسکے مکان کی طرف رخ کر کے فلاں ابن فلانہ یا فلانہ بنت فلانہ کا نام لیکر دم کرے۔ اور جیسے جو مرض ہو اس کا نام لیکر کہ اللہ تعالےٰ اس سورۃ کی برکت سے شفا یاب فرما دے۔ آپکو اس بات سے حیرت ضرور ہو رہی ہوگی مگر کیا آپ جانتے ہیں؟ کہ ممولا جو ایک چڑیا ہے۔ سردیوں کے دنوں میں آسٹریلیا سے اپنا ملک چھوڑ کر بھارت کا رخ پرواز کرتی ہیں اور وہ اپنے انڈے آسٹریلیا کی وادیوں میں دیکر آتی ہیں اور وہ اتنی طویل مسافت و دوری کے باوجود بھارت سے اپنی یکسوئی توجہ سے سینے کی گرمی پہونچاتی ہیں یہانتک کہ جب یہاں کا موسم سرما ختم ہونے لگا۔ ویسے ہی پھر وہ اپنے ملک آسٹریلیا واپس ہوتی ہیں تو انھیں انڈے نہیں بلکہ انڈوں سے نکل کر اب بڑے بڑے بچے انھیں ملتے ہیں۔ پھر انسان تو اشرف المخلوقات ہے پھر کلام نبی اشرف کلام اگر مرے کو فاتحہ یعنی یہی سورۂ فاتحہ ایصال کیا جاتا ہے تو اسکی نجات و بخشش کا واسطہ بنتی ہے تو یہی سورۂ فاتحہ جسکا نام شافعہ، نافعہ بھی ہے یعنی شفا دینے والی اور نفع دینے والی، جب یہ زندوں کی طرف ایصال کی جاتی ہے تو یہی سورۂ فاتحہ شفا بخش اور حیات افزا ہوتی ہے۔ اپنی اپنی تحقیق و تجربے ہیں کوئی ابھی آب و گل کے مرحلے ہی نہیں طے کر پایا۔ کوئی مقام ادنیٰ، اوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کی ریسرچ کر کے واپس آیا اور اپنے ماننے والوں کو تحقیق عرش بریں کی جراءت پیدا کر دی جب اسکے غلام فرش زمین پر بارگاہ ربوبیت

میں جبیں سائی کرتے ہیں تو بندے کا سر ہوتا ہے اور رحمٰن کے قدم، اور اس کا عرش
بننے لگتا ہے اور یہی وہ کلام مقدس ہے جسکو اس کا علم ہو جائے پھر اسے نہ کہیں جانا پڑتا
ہے۔ اور نہ کہیں آنا، اپنے ہی مقام سے (عندہٗ علم من الکتاب) چشم زدن میں ہزاروں
میل کی دوری سے تخت بلقیس دربار سلیمان میں لاکر کھڑا کر دیتا ہے (فلما راٰہ عندہٗ
مستقر ا) اور مزید معلومات کے لئے آپ معمولات ابوالوقار کے حصہ سوم کا مطالعہ کریں۔
جو ہمارے شیخ کے ہاتھوں ملا۔ ایک فدائی تحفہ و ہدیہ ہے۔ بات بڑھ گئی۔ باقی اب
شیخ الشیوخ حضور ابوالوقار رضی اللہ عنہٗ کے ارشادات گرامی بترکیب سورۂ فاتحہ بغور
ملاحظہ فرمائیں اور سمجھیں پھر سورج کی طرح فیضان کی تابناک کرنوں سے عوام الناس
کے جراثیموں کا خاتمہ کرکے ان کے اجسام وارواح کو توانائی دیں، حیات نو بخشیں تاکہ ہمارے
اور آپ کیلئے ذریعہ نجات بنے۔ آمین۔

● پہلی ترکیب سورۂ فاتحہ کی ہر قسم کے درد کیلئے، ایک لکڑی کی تختی پر ابجد، اسطرح
لکھے (اَ بَ جَ دَ) اور ایک آہنی کیل (میخ) ہاتھ میں لے کر پہلے نوک کیل حرف
الف (ا) پر رکھے اور مریض اور مریضہ کو اپنے سامنے بٹھلائے اور اس سے کہے کہ جہاں تیرے
درد ہو رہا ہو جائے ماؤف پر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی رکھو اور ایک پہلے سو بسم اللہ الحمد شریف
پڑھے پھر مریض کی ہتھیلی ہٹائے اور حال پوچھے کہ درد کچھ یا تکلیف جو تھی کم ہوئی پھر اسے
کہے جائے ماؤف پر اپنے ہتھیلی رکھے اور عامل کی نوک کیل حرف (ب) پر رکھ کر پوری
الحمد دو مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح ج پر جیم پر اور دال پر عمل کرنے یعنی سورۂ الحمد شریف ابجدی
اعتبار سے پڑھنا ہے۔ انشاء اللہ الکافی الشافی صحت وشفا دیگا۔ اگر مرض پرانا
ہے اور کچھ کسر باقی رہ گئی ہے تو اسی طرح یہ عمل تین روز متواتر کیا جائے اور گرم دودھ

پر یہی سورہ پڑھ کر دم کر دیا جائے اور مریض کو گنگنا گنگنا دودھ گرم پی کر سو جانے کو کہدے۔ انشاء اللہ جب وہ سو کر اٹھے گا تو وہ اچھا اور چنگا ہو جائیگا۔

● دوسری ترکیب سورۂ فاتحہ کی غائب مریض اور مریضہ کیلئے:۔

جیسا کہ میں ابھی پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں تصور سے یا بلا تصور بنام موءالدین اول آخر درود شریف پڑھے اور جہاں مریض یا مریضہ کے تکلیف یا درد ہو اپنے جسم پر اپنی ہی ہتھیلی رکھے اور ابجد چاروں حروف کے اعداد کے مطابق پڑھتا جائے اور ہاتھ ہٹاتا جائے۔ جس تصور سے پڑھ رہا ہے اس کا دل میں دھیان کر کے کہے اور جس کے نام سے پڑھ رہا ہے اس کا زبان سے بکے کہ اے بار یتیلنے ہمارے فلاں ابن فلاں مریض کو اس موذی مرض سے نجات دے۔ انشاء اللہ الشافی سورہ شافعہ کی برکتوں سے مریض غائبانہ بھی اچھا ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ جو شیخ سے ملے ہوئے دستاویز بزبان فارسی بخط شکست سورۂ فاتحہ باموکلین کے عملیات درج ہیں بوجہ طوالت عاملین وطالبین کے میں نے نقل نہیں کیا۔ صرف اسلئے کہ اس پر آشوب دور میں کہاں اور کسے فرصت ہے کہ وہ ان تمام دعوت و عملیات، ترک جلالی وجمالی ومحرمات کی رعایت کرے۔

اس دور کا جہاں تک میرا اندازہ ہے اور مشاہدہ ہے کہ ہر کوئی چاہتا ہے کہ بس مجھے علاؤالدین کا طلسماتی چراغ مل جائے اور نہ مجاہدہ، مجاہدہ، محاسبہ کچھ بھی نہ کرنا پڑے صرف اڑن چھو۔ (حصہ سوئم معمولات میں انشاء اللہ اندراج نذر کرونگا۔

اور یاد رکھیں کہ قرآن عظیم کی کسی آیت یا سورۃ کو کسی کے ہاتھ پیروں پر پڑھکر کبھی دم نہ کیا جائے بجائے فائدے کے نقصان پہونچے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا یہ

کا یہ پاک کلام جسکے دم کی برداشت پہاڑوں میں بھی نہیں ۔ یاد کریئے ولو انزلنا هٰذا القرآن خشیت رب سے انکے پرانچے اڑ جاتے ۔ خواطرادب وعظمت ملحوظ ہو ۔ ورنہ ایمان واعمال برباد ہو جائیں گے اور اسے تم سمجھ بھی نہ پاؤ گے ۔

فقط باقر جائسی وقاری مُغنی

ایک ضروری ہدایت :۔

جاننا چاہیئے کہ ادویات کی دو قسمیں ہیں ایک ادویات طبی دوسری ادویات الٰہی ، اور اس کو ادویات روحانی بھی کہتے ہیں ۔ ادویات طبی میں اطباء بھی مشترک ہیں اور ادویات الٰہی وہ ہیں جنکو انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی انسان نہیں جانتا ہے ۔ ادویات الٰہی کے ذریعہ سے علاج کرنیکا طریقہ حسب ذیل ہے ۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ آیات قرآنی سے علاج کیا جائے ۔ دوسرا طریقہ اسماء الٰہی کا تیسرا طریقہ دعا کا ، چوتھا طریقہ جائز رقیہ (منتر) کا ۔ جائز منتر وہ ہے ، جو قرآن شریف اور اسماء الٰہی کے تحت میں ہو اور اسکے معنی بھی معلوم ہوں تاکہ یہ اطمینان ہو جائے کہ ان کلمات کے پڑھنے یا بولنے سے کفر یا شرک نہ ہوتا ہو ۔ اسی وجہ سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ سے کسی منتر کے استعمال کیلئے فتویٰ لیا جاتا تھا تو آپ اسکو پڑھوا کر سنتے تھے پھر اگر اس میں کفر یا شرک نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے تھے کہ اسے استعمال کرو ۔ اور اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤ ۔ ابوداؤد وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رقیہ اور تمائم بطور شرک کے ہیں ۔

• رقیہ منتر کو کہتے ہیں اور تمائم تمیمہ کی جمع ہے ۔ تمیمہ خرمہرہ کو کہتے ہیں اور شیر کے

ناخن وغیرہ بھی اسمیں داخل ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض منتر شرک کے بھی ہیں۔ لہٰذا ان سے دور رہنا چاہیئے اور ایسے منتر دہ ہونگے جو قرآن اور اسماءِ الٰہی میں سے بھی نہ ہوں یا قرآن اور اسماء الٰہی میں سے تو ہوں لیکن اس میں غیر خدا کا نام بھی شامل ہو یا ایسے منتر ہوں گے جنمیں کفر یا شرک ہوگا اور معنی سے کفر یا شرک ہونا ظاہر ہوتا ہو اور یا ایسے منتر ہوں گے جنکے معنی معلوم نہ ہوں۔

حدیث مندرجہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کے گلے میں طوق پہنانا، یا کان میں بُندہ یا دُر یا پیر میں بیڑی، چھلا پہنانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ چیزیں تمائم کی قسم میں آجاتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ خرمہرہ یا شیر کے دانت وناخن گلے میں ڈالدینا شرک نہیں ہوتا ہے البتہ اس عقیدہ کی بناء پر شرک عائد ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو محافظ جان یا امراض قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ محافظت کرنا خدا تعالےٰ کے سوا کسی کے قبضہ واختیار میں نہیں ہے اور یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ جس منتر کے معنی معلوم نہ ہوں لیکن اس کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سننے کے بعد جائز قرار دیا ہو تو اس منتر کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس میں شرک ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خود اس کو منع فرما دیتے۔

اور اسکے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کو ادویات روحانی کے ذریعہ سے علاج کرنا ہو تو سب سے پہلے اپنے عقیدہ کو پختہ اور مضبوط کرے کہ شافی حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہی ہے اور ادویات روحانی بھی مثل ادویات مادی کے حصول شفا کیلئے بطور وسیلہ کے ہیں لہٰذا اگر عقیدہ درست نہ ہوگا تو فائدے سے محرومی ہوگی۔ مثال کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ جس کپڑے کو رنگنا ہو اس کا صاف ہونا ضروری ہے ورنہ

ورنہ رنگت مطلوبہ اس پر نہ آئے گی۔

بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ عقیدہ تو اچھا اور درست ہوتا ہے لیکن علاج کا فائدہ مرتب نہیں ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ شخص بلا خلوص کے غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ اس دعا یا عمل کو پڑھتا ہوگا۔ یا حرام وغیرہ دروغ گوئی سے پرہیز کرتا ہوگا۔

● حدیث شریف میں آیا ہے کہ حرام غذا یا مال حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور اگر دعا اور وظیفہ خلوص قلب کے ساتھ کرتا ہو اور حرام وغیرہ سے بھی احتیاط کرتا ہو اور پھر بھی فائدہ نہ ہوتا ہو تو اس میں یہ صورت بھی ہو جاتی ہے کہ وہ دعا یا وظیفہ اس نئی مصیبت کو روکتی ہے جو اس شخص پر آنیوالی ہوتی ہے اور اس شخص کے حق میں اس مرض کے مقابلے میں جس کے لئے وہ دعا یا عمل کیا جا رہا ہے اس نئی مصیبت کا حل جانا زیادہ بہتر ہو جاتا ہے اور وہ شخص لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھتا رہتا ہے کہ میری دعا اور وظیفہ کا کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

● چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دعا اور بلا کے درمیان آپس میں کشتی ہوا کرتی ہے بلا چاہتی ہے کہ میں اس پر گروں اور دعا اسکو روکتی ہے اور گرنے نہیں دیتی ہے یہاں تک کہ وہ دونوں قیامت تک لڑتی رہتی ہیں اسلئے دعا یا وظیفہ کی تاثیریں دیکھنے میں نہ آئیں، تب بھی تاثیر سے مایوس نہ ہونا چاہیئے اور اوردیات روحانی کے ذریعہ سے ہر کسی سے علاج کرانا مناسب نہیں ہے اس لئے کسی عالم متقی دیندار سے اس کا علاج کرانا چاہیئے کیونکہ نیکوں کی زبان میں بھی حق تعالیٰ نے ایک طرح کی تاثیر اور مقبولیت رکھی ہے

عمل دافع بلاء اور وباء

یہ مسند امام احمد و حاکم رحمۃ اللہ علیہما اور ترمذی شریف کی روایت کی ہوئی صحیح

حدیث سے ثابت ہے۔

اور صاحب اتقان نے ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی آدمی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ میرا بھائی بیمار ہے اسکو جنون ہوگیا ہے یعنی وہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا! اسکو میرے پاس پکڑ کرلے آؤ۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی کو آپ کے سامنے لاکر حاضر کیا تو حضور نے اس پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع کی چار آیتیں اور ان دونوں آیتوں وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آیتیں اور آل عمران کی ایک آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اور سورۂ اعراف کی ایک آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ اور سورۂ مومنین کا آخری حصہ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اور سورۂ جن کی ایک آیت وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا اور سورۂ صافات کی شروع کی دس آیتیں اور سورۂ حشر کی اخیر کی تین آیتیں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین کو تعویذ کیا تو وہ آدمی اس طرح کھڑا ہوا کہ گویا کبھی بھی اس کی شکایت نہ کی ہو۔

بہر کیف نقش و تعویذات کے مقابلے میں آیات قرآنیہ اور وہ دعائیں جو حدیث پاک میں وارد ہوئی ہیں یقیناً بہت زیادہ مفید اور مؤثر ہیں، عملیات میں انھیں چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

فخر رسل مولائے کل صلے اللہ علیہ وسلم نے دینی و دنیوی کوئی حاجت ایسی نہیں چھوڑی جسکے لئے دعا کا طریقہ نہ تعلیم فرمایا ہو۔ اسی طرح بعض مخصوص آیات کا مخصوص مقاصد کیلئے پڑھنا شائع کے تجربات سے ثابت ہے۔

یہ عمل قرآنی دفع بلا، آسیب، سحر، اور بعض دوسرے خطرات سے حفاظت کیلئے

مجرب عمل ہے' یہ آیات کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ القول الجمیل اور دیگر سلاسل
کے مشائخین کی کتابوں میں بھی الگ الگ ناموں سے لکھی ہوئی ہیں القول الجمیل
میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تینتیس آیات ہیں جو
جادو کو دفع کرتی ہیں اور شیاطین اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہوجاتی ہے
ہمارے شیخ کا بھی اسی پر اتفاق ہے اور فرماتے ہیں۔" اگر کسی پر آسیب کا شبہ
ہو تو آیات ذیل لکھ کر گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑک دیں۔ روایت میں جسطرح پر
آیات کی فہرست آئی ہے وہ لکھدی گئی ہے لیکن ان آیات کا غیر حافظ شخص کیلئے یاد
رکھنا اور پڑھنا دشوار ہے۔ اسلئے ذیل میں ان سب آیتوں کو سلسلہ وار یکجائی لکھا جاتا
ہے تاکہ ہر شخص آسانی سے استفادہ کرسکے اور ابتداء اور انتہا میں درود شریف پڑھنا
بھی چونکہ باعث برکت و مقبولیت ہے اسلئے وہ بھی لکھا جانا مناسب ہے' اور یہ بات
بھی قابل لحاظ ہے کہ عملیات اور دعاؤں میں زیادہ دخل پڑھنے والے کی توجہ اور
یکسوئی کو ہوتا ہے جتنی توجہ اور عقیدت سے دعا پڑھی جائے اتنی ہی مؤثر ہوتی ہے۔
اللہ کے نام اور اس کے پاک کلام میں بڑی برکت ہے۔ واللہ الموفق۔

بااشتر یاسین رقاری منشی

آیاتِ دافعِ بلاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ يَا اَللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ
اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ
مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ
وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ

مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا
بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ
مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ
الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ۝

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ
حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ
الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا
وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۚ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ
يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى
اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ
لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا
زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝
لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ
عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝
فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۚ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ
لَّازِبٍ ۝

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۚ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا
تَنْتَصِرٰنِ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ

وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۚ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۚ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۚ

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۚ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۚ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۚ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۚ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۚ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۚ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۚ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۚ اللَّهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۚ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۚ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۙ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الۡجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۔

آیتہ الکرسی کی عظمت اور اسکی افادیت

چور اسرار چور :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے ۔ کہتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقہ فطر کی حفاظت میرے سپرد فرمائی ۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا ۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تجھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرونگا ۔ کہنے لگا میں محتاج و عیالدار ہوں ، حاجتمند ہوں ۔ میں نے اسے چھوڑ دیا ۔ جب صبح ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا ؟ میں نے عرض کی ، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی ، مجھے رحم آیا تو اسے چھوڑ دیا ۔ ارشاد فرمایا ، اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئیگا ۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ ضرور آئیگا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ۔ اس کے انتظار میں تھا کہ وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا ۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا ، تجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرونگا اس نے کہا ، مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور عیالدار ہوں ، اب نہیں آؤنگا ۔ پھر مجھے رحم آگیا اور اسے چھوڑ

دیا۔ صبح ہوئی تو پھر حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے ابوہریرہ! تمھارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے پھر ترس آگیا اور اسے چھوڑ دیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اس نے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔ میں اسکے انتظار میں تھا وہ آیا اور پھر غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تجھے سرکار صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ تین مرتبہ ہو چکا، تو ہر بار یہی کہتا ہے نہیں آؤنگا، پھر آجاتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو ...... میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ عزوجل تمھیں ان سے نفع دیگا، جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر آیت تک پڑھ لو۔ صبح تک اللہ تعالےٰ کیطرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمھارے قریب نہیں آئیگا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی سرکار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تمھیں سکھاتا ہوں اور اللہ تعالےٰ عزوجل تمھیں اس سے نفع دیگا۔ سرکار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات اس نے سچ کہی۔ ویسے تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ کیا تمھیں معلوم ہے تین راتوں سے تمھارا مخاطب کون ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں ...... آقائے نامدار مدنی تاجدار صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان ہے۔"

کثرت سے اٹھتے بیٹھتے آیۃ الکرسی کی تلاوت کیا کریں اسلئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ :۔

● آیۃ الکرسی اللہ کی کتاب (قرآن) کی (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بڑی آیۃ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن کی آیتوں کی سردار ہے۔

● دوسری حدیث میں وارد ہے جس مال یا اولاد پر اس آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم

کردیں یا لکھ کر (مال) میں رکھ دیں گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دیں گے شیطان اس مال و اولاد کے قریب بھی نہ آئیگا۔

● حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے اوپر سب سے عظیم آیت کون سی نازل ہوئی حضور نے فرمایا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اخیر تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

(مستدرک حاکم ص ۲۸۳ ج ۲)

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی آیتوں کا سردار آیۃ الکرسی ہے (ایضاً ص ۲۸۱ ج ۲)

● اور آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ میں ایک آیت جو قرآن کی آیتوں کا سر ہے جس گھر میں پڑھی جائیگی اگر اس میں شیطان ہے تو یقیناً نکل بھاگے گا۔ (کنز العمال ص ۲۱۲ ج ۱)

افادیت آیۃ الکرسی

● سوتے وقت اگر کوئی آیۃ الکرسی پڑھ لے تو رات بھر اللہ تعالےٰ کا نگہبان اس کی حفاظت کرتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں ہو سکتا۔

● امام بیہقی کی روایت ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے گھر اور اس کے آس پاس کے اہل خانہ کو امن دیتا ہے

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد ۲ ص ۲۰۳)

● آیۃ الکرسی جس گھر میں پڑھی جائے جن اور شیطان اسکے قریب نہیں آتے

(ترمذی الترغیب والترہیب للمنذری صفحہ ۶۳ ج ۲)

● حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا دوسری نماز تک ۔ اللہ کے ذمہ اور حفاظت میں رہے گا۔ (کنز العمال صفحہ ۳۲۳ ج ۱)

● جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے گا اس روح کو بذات خود اللہ الباقی تعالے نے قبض فرمائیگا اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اللہ تعالے کے نبیوں اور رسولوں کی طرف سے جنگ کی اور اسی میں شہید کیا گیا۔ (ایضا)

● حضرت مولی علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت روکے رہتی ہے (یعنی انتقال ہوتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔) ایضا

● حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ گھر میں کسی چیز میں برکت نہیں ہوتی، حضور نے فرمایا کیا تم آیۃ الکرسی نہیں پڑھتے جب کھانے اور سالن پر تم آیۃ الکرسی پڑھو گے اللہ تعالے اس کھانے اور سالن میں برکت دیگا۔ (تفسیر در منشور صفحہ ۳۲۳ ج ۱)

● حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مصیبت اور تکلیف کے وقت آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں پڑھے گا اللہ تعالے اسکی فریاد رسی کریگا۔ یعنی اسکی تکلیف دور کریگا (در منشور صفحہ ۳۲۵ ج ۱)

● اگر کسی کو بھیانک خواب ستاتے ہوں تو وہ سونے سے پہلے تین تین مرتبہ سورۂ فلق و ناس پڑھے اور تین ہی مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کلمہ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا

کو تین بار دھرائے پھر سو جائے انشاء اللہ راحت ہوگی۔

● اس کو تین سو تیرہ بار پڑھنا فتحیابی و مقصد برآری کے لئے مؤثر ہے۔

مکان میں عمر بھر چوری نہ ہو

● ہمارے شیخ علیہ الرحمۃ و رضوانہ نے فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں کہ میرا مکان چوروں کی دستبرد سے محفوظ رہے تو روزانہ بلا ناغہ آیۃ الکرسی شریف سوتے وقت ۳ مرتبہ اس طور سے پڑھے کہ وَلَا یَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ہر بار ۳ مرتبہ اور پڑھے اور دونوں ہاتھ چلو بنا کر پہلے دم کرے پھر ۳ بار دستک دے یعنی بزبان ہندی زور سے تالی پیٹ دے، اور کلمہ والی انگلی کو اٹھا کر مکان کے چاروں طرف گھما دیجئے اور یہ کہیئے کہ میرا مکان شب بھر محفوظ رہے، شب بھر محفوظ رہے۔

● اور اگر آپ جنگل یا صحرا میں ہیں خود بخود طریقہ مذکور تالی بجا کر اپنا حصار کریں، رات بھر حفاظت میں رہیں، اور اگر کسی دوسری جگہ پر ہیں۔ صرف دل میں ارادہ کریں کہ میں نے اپنے گھر کا، دوکان، مکان کا محاصرہ کیا۔ بشرطانیت و مدت حصار معین ہو اور یہ حصار جمیع اشیاء پر ثابت ہے۔ دور و نزدیک کی کوئی قید نہیں ہے۔

● اگر روغن تلخ پر پڑھ کر آسیب زدہ کے کان میں ڈالیں، آسیب دور ہو۔ سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔

● برائے درد سر تین مرتبہ پڑھ کر تیل پر دم کریں اور لگائیں، انشاء اللہ الشافی شفا پائیں مجرب ہے۔

● اور کسی رقعہ پر اس کا مرقومہ دروازے پر لگائیں بڑی خیر و برکت نازل ہو اور شیاطین چور داخل نہ ہو پائیں۔

• گھر کی ہر آفت و بلاء کیلئے اکیس کیلوں پر صرف سات بار آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کریں اور گھر کے ہر ایک کونے میں ایک کیل گاڑ دیں باقی جو بچیں اسے آنگن میں دفن کر دیں۔ انشاء اللہ الحفیظ وہ گھر ہر بلاء و آفت سے محفوظ رہے گا۔

• اگر کوئی عامل اس آیۃ الکرسی کا کثرت سے ورد کرتا ہے تو پھر اسکو کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ عامل کی صورت دیکھ کر ہی بھوت بھاگتے ہیں اور جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ کچھ کرنے کیلئے کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ میرے بھائی ...... اور یہ اپنا آزمودہ ہے۔

معوذتین کی فضیلت و کرامت

یعنی سورۃ فلق و ناس :- حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک یہودی لبید بن عاصم نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا جسکے سبب سے حضور بیمار ہوگئے ہوگئے تھے یہانتک کہ آپ کی قوت زائل ہونے لگی تھی پھر آپ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے دوسرے فرشتے سے پوچھا کہ اس رسول کو کیا بیماری ہے تو دوسرے نے بتلایا کہ اسپر جادو کیا ہوا ہے۔ پوچھا کہ جادو کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن عاصم نے پھر پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ بالوں میں اور کنگھی کی دانتوں میں اور تانت میں ۱۱ گرہیں لگا کر کھجور کے غلاف میں رکھ کر ذروان کے کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دفن کیا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے۔ اور آپ کے دو صحابی اس کنوئیں سے اس جادو کے ذخیرہ کو نکال لائے۔

بعض روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کنوئیں میں جادو کی چیزیں لانے والے دو صحابی حضرت مولا علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما تھے۔

فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب اس جادو کو نکالا تو اس جادو کے اندر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مورت بھی نکلی جو موم سے بنائی ہوئی تھی اور اس میں سوئیاں چبھی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے اس میں سے نکالی جاتی تھیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام ہوتا جاتا تھا لیکن آنت پر لگی ہوئی بارہ گرہیں نہیں کھل سکیں تھیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین (فلق وناس) سورتیں لیکر نازل ہوئے۔ ان دونوں سورتوں میں بارہ آیتیں ہیں ان کو پڑھ کر اس پر دم کیا گیا تو سورتوں کی برکت سے وہ تمام گرہیں کھل گئیں۔

اور جادو سے تحفظ کیلئے ایک روایت ہے کہ کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں صبح وشام کو کلمات مندرجہ دعا کو پڑھنے کا معمول جاری نہ رکھتا تو یہودی لوگ اپنے جادو سے مجھے کتا یا گدھا بنا ڈالتے۔

ف۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے قبول اسلام کی وجہ سے یہودی لوگ ان کے اسقدر دشمن ہو گئے تھے کہ اگر دعا، مندرجہ ذیل کا وہ ورد نہ رکھتے تو اپنے جادو کے ذریعہ سے انسانی صفات کو وہ ان سے کھو دیتے اور جانوروں جیسی خصلت ڈال کر دیتے۔ مگر حق تعالے نے ان کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا۔ دعا متبرک یہ ہے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الْجَلِیْلِ الَّذِیْ لَا یَحْتَقِرُ جَارَهُ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۝ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَعَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَءَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ اس دعا کو اگر صبح وشام پڑھ لیا جائے تو انشاء اللہ تعالے

جادو سے حفاظت رہے گی۔

ف :۔ اگر اللہ رب العزت چاہتا تو حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہی نہ ہوتا لیکن شاید مصلحت الٰہی یہ ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہونے سے وہ لوگ لاجواب ہوں اور ان کا جھوٹا ہونا خلقت عام پر واضح ہو جائے جو کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہا کرتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ جو جادوگر ہوتا ہے اس پر کسی کا جادو اثر نہیں کرتا ہے اور چونکہ حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا اسلئے ان لوگوں کا حضور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہنا ان ہی لوگوں کے عقیدہ کے مطابق غلط ثابت ہو گیا اور آپ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہونے سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ ہم غلامان محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ موذتین (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) سورتوں سے جادو کا دفعیہ ہو جاتا ہے۔"

دعاء منقول [illegible] ہے [illegible] اے اللہ تو [illegible] ایسے [illegible] والے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں جن سے نہ کوئی بھلا آدمی نکل سکتا ہے اور نہ گنہگار، میں اللہ کی عظمت [illegible] اور بزرگ ذات کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کا توسل حاصل کرنے والا کبھی رسوا نہیں ہوتا۔ وہ ایسی ذات ہے جو آسمان کو زمین کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے۔ [illegible] صورت میں جبکہ اس کا حکم ہو اور شرک کی برائی سے اور کیٹنے جانور [illegible] [illegible] جو زمین میں پیدا ہوا یا اس سے نکلتا ہو اور آسمان سے اترے اور آسمان پر چڑھنے والے [illegible] جس کی پیشانی قدرت کے قبضے میں ہے میں پناہ مانگتا ہوں۔ تحقیق میرا پروردگار ٹھیک راہ پر ہے۔

ابن ابی شیبہ کی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں بحالت نماز ایک بچھونے ڈنک مار دیا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے کہ وہ نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ نبی کی اُمت میں سے کسی کو چھوڑتا ہے۔ پھر ایک برتن میں نمک کو پانی میں گھول کر آپ نے اپنی انگلی اسمیں رکھدی اور قل ہو اللہ (پوری سورت) اور معوذتین (کو پوری سورتیں) پڑھنا شروع کیا (اور پڑھتے رہے) یہانتک کہ انگلی کا درد جاتا رہا۔ اور بعض روایت میں بچھو کاٹنے کا علاج اسطرح بھی آیا ہے کہ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔

● بعض حدیث میں آیا ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا کہ مجھے بچھو کا منتر آتا ہے آپ نے اسے پڑھوا کر سنا پھر فرمایا کہ اسکو کیا کرو اور لوگوں کو نفع پہونچایا کرو۔ وہ منتر یہ ہے بِسْمِ اللهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مَلْحَةٌ بَحْرٌ۔ قَفْطَا کئی بار اسکو پڑھکر اسپر دم کیا یا جھاڑا جائے۔

ف۔ جاننا چاہیئے کہ اس منتر کے معنی اگرچہ ہمیں معلوم نہیں ہیں لیکن جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز قرار دیا تو معلوم ہو گیا کہ اسکے کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اگر اس میں شرک ہوتا یا وہ کسی اور وجہ سے ناجائز ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً اس کی اجازت نہ دیتے۔

● حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب علالت میں مبتلا ہوتے تو اپنے اوپر معوذات (یعنی سورۂ اخلاص وفلق وناس) پڑھکر دم فرماتے اور جب آپ کا درد بڑھ جاتا تو میں ان سورتوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتی اور برکت کی اُمید سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو اپنے اوپر گذرتی۔ (بخاری صفحہ ۸۵۵ ج ۲)

● عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو۔ (در منثور ص۴۱۶ ج۶)

● حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فلق و ناس دو محبوب ترین سورتیں ہیں۔ (ایضاً)

عملیات معوذتین

● اگر کوئی جانور مثلاً گھوڑا وغیرہ بگڑ جائے اور قابو میں نہ آئے تو اسکی پیٹھ پر بیٹھ کر معوذتین پڑھی جائے سیدھا ہو جائیگا۔

● جب کسی کو بخار آئے تو اس پر یہ دونوں سورتیں پڑھی جائیں شفا ہوگی۔

● اگر شیطان وسوسہ پیدا کرے یا پریشان کرے تو ان دونوں سورتوں کا ورد مفید ہے۔

● جب بچے پیدا ہوں تو فوراً ان کے پیٹ یا بعد میں ان دونوں سورتوں کو دم کر دیا جائے

● جب سونے کا ارادہ کرے تو ان دونوں سورتوں اور اخلاص کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے پورے بدن پر پھیلے اور سر سے شروع کرے کیونکہ یہ عادت شریفہ معمول نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

● بچوں کو نظر بد اور جن وغیرہ سے حفاظت کیلئے معوذات کو دم کرنا مفید و مجرب ہے

● سحر زدہ پران دونوں سورتوں کی آیتوں کو سو سو بار پڑھنے سے سحر کا اثر زائل ہو جائیگا۔ اگر پانی پر دم کرکے دیا جائے جب بھی مفید ہے۔

● دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سحر زدہ پر کئی روز تک روزانہ ۱۱-۱۱ باران سورتوں کو پڑھیں

● ان سورتوں کا تعویذ جن بچوں کے گلے میں ہوگا انشاء اللہ ہر برے اثر سے محفوظ

رہے گا۔ ● اگر کسی کو سانپ نے کاٹ لیا ہو تو سورۂ کافرون اور معوذتین سات بار
پڑھ کر اس پہ دم کیا جائے یا صرف نمک کو پانی میں گھول کر اس پر دس بار سورۂ فاتحہ
پڑھ کر اس پر ملے بفضلہٖ تعالیٰ درد دور ہوگا۔

● پہلے اپنے آپ کو باندھ لے۔ اور یہ سمجھو کہ اسکے اوپر بھوت ہے پھر کییس بار سورۂ
ناس پڑھ کر تیل پر دم کر دے اور اس تیل کو جسکے اوپر بھوت ہو اسکے دونوں کانوں
میں ایک ایک بوند تیل ڈالدے اور اسکے کانوں میں انگلی ڈالے وہ بولنے لگا اور اس سے
قول و قرار لے۔ یا تو چھوڑ بھاگے یا پھر جل جائیگا۔ یہ بہت ہی کارآمد تجربہ ہے بہتر ہے
کہ اسکے کسی محرم سے کان میں انگلی ڈالنے کو کہے۔ کلام اللہ ہے اپنا اثر دکھلائے بغیر
نہیں رہے گا۔

● اگر گھر کو باندھنا چاہو چار چونے، کشی، ٹھیکری یا کنکر لا دے اور مغرب
بعد اس پر قل اعوذ برب الناس ہر ایک کنکری پر ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کر دے پھر کونے
پر پڑھ کر چاروں کونوں میں پھینک دے انشاء اللہ گھر ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

● کہیں پر درد ہو یا سانپ بچھو وغیرہ ڈسنے کا کام ہو تو اس طرح پڑھے ہاتھ رکھتا
جائے اوپر سے نیچے تک قل اعوذ برب الناس ملک الناس علی ہذا القیاس۔ یہ عطا
کردہ ہے ہمارے استاد حضرت علامہ حکیم الحسن سید سلیم خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

● ۔۔ ذ نتیج۔ اس سورۂ کو کسی بادشاہ ظالم یا حاکم کے پاس کسی غرض کیلئے
جاتے وقت تین بار پڑھے انشاء اللہ مطلب حاصل ہوگا۔

بُری شے کی کٹنگ کیلئے

● اول سات مرتبہ سورۂ قریش پڑھے۔ ہر مرتبہ سات سات بار سورۂ قریش

پڑھ کر پانی پر دم کرے۔ دوسرے سورۂ فلق سات بار ہر ایک دفعہ سات سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے۔ تیسرے سورۂ ناس سات مرتبہ ہر ایک دفعہ سات سات بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اس پانی کو جس پر بد نشے ہے اسکو پیٹ بھر پلادے تو تین یوم تک برابر انشاء اللہ نشے بد چلا کر بھاگے گی اور پھر آنے کا نام نہ لے گی۔

سورۂ بقرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی گھروں میں قرآن پڑھا کرو۔ اور شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جہیں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابن عربی نے فرمایا سورۂ بقرہ میں ستر ہزار حکم، ہزار نہی، ہزار خبر اور ہزار حکمتیں ہیں اسے یاد کرنا برکت ہے۔ اس کا چھوڑنا حسرت ہے۔ باطل پرست مثلاً جادوگر اسکی استطاعت نہیں پاتے۔ جس گھر میں پڑھی جائے تین دن وہاں شیاطین کا گذر نہیں ہوتا۔

فوائد:۔ جس گھر میں جن۔ خبیث۔ جادو کا اثر ہو اس گھر میں باوضو ایک ہفتہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے آسیب کا عمل دخل ختم ہو جائیگا۔

سورۂ یٰسین

● دیلمی نے اور ابو الشیخ ابن حبان حضرت زید سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ جو شخص قریب مرگ ہو اسکے روبرو یٰسین شریف پڑھی جائے تو اللہ تعالےٰ اسپر آسانی فرمادے گا۔

● حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مردوں کو سورۂ یٰسین سناؤ۔ (ابوداؤد شریف)

● امام ابو داؤد ونسائی ابن حبان وغیرہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ یٰسٓ شریف قرآن کا دل ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی، اور آخرت کی بہتری چاہتا ہے اسے پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالےٰ اسکے سب گناہ بخش دیگا۔ لہٰذا تم اسے اپنے مومنین کے روبرو جو قریب مرگ ہو پڑھا کرو۔

● امام ترمذی اور دارمی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن پاک کا دل سورہ یٰسٓ شریف ہے۔ جو شخص اسے ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالےٰ اسکے واسطے دس قرآن شریف پڑھنے کا ثواب لکھ دیگا۔

● امام دارمی اور طبرانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی شخص رات کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کیلئے سورہ یٰسٓ پڑھے گا اللہ تعالےٰ اسکے سب گناہ بخش دیگا۔ مریض اچھا ہوگا خواہ اس کا مرض کتنا ہی شدید ہو اور مریض کتنا ہی ضعیف وکمزور کیوں نہ ہو۔

ف۔ لیکن یاد رہے کہ جتنا سورہ یٰسٓ شریف مفید تر ہے اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ بھی ہے۔ یہ رجعت بہت کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسکے موکل بہت ہی شریف ہیں۔ یٰسٓ شریف کا جو شخص ورد کرتا ہے اسکے یہ لوگ دوست ہو جاتے ہیں اور ہر کام میں معاون ومددگار رہتے ہیں۔ جس کا اندازہ عامل خود لگا سکتا ہے۔ اکثر اسکے اردگرد عنبریں خوشبوئیں گونجتی رہتی ہیں اور اس کا کوئی کام نہیں رکتا اور صبح سے شام تک فرحت رہتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ وردِ عمل پر مواظبت اور ہمیشگی بلاناغہ اختیار کرے ورنہ پھر اسکے موکلین ناراض ہو کر عامل کو ایسے مہلک وموذی امراض میں مبتلا کر دیتے

ہیں کہ پھر اس کا علاج و معالجہ ممکنات سے باہر ہو جاتے ہیں۔ باقر جا بٹی ققاری عفی عنہ

• اگر آپ چاہیں کہ دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں تو چاہئے کہ سورۂ یٰسین شریف شروع سے لا یُبصِرون تک پڑھیں۔ اور دونوں کف دست پر دم کریں۔ اور سر سے پاؤں تک مسح کریں۔ پھر جہاں چاہیں چلے جائیں انشاء اللہ العزیز جماعت اعداء کی نظروں سے چھپے رہیں گے۔ کوئی دیکھ نہ پائیگا۔ مگر یہ عمل بہت سخت ضرورت کے وقت کرنا چاہیئے اور مجرب ہے۔ ایں عمل از جناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروایت صحیح منقول است۔

تسخیر حاکم

:- بعض جائز مقصد کو بھی لیکر کسی تند خو حاکم کے سامنے جاتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اس غرض کیلئے سورۂ یٰسین شریف کا عمل از بسکہ موثر ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ۲۵ مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھے اور پھر اکیس یا اکتالیس مرتبہ درود مداری پڑھ کر کسی عطر پر دم کر کے ساتھ رکھے اور سامنے ہونے سے کچھ پہلے عطر لگائے انشاء اللہ غصہ و گرمی ہونیکے بجائے حیرت انگیز طور پر شفقت و کریم سے پیش آئے گا اور حسب دل خواہ کام انجام دیگا۔ درود مداری مرشد کامل میں مکتوب ہے۔

• بُری عادتوں کے چھڑانے کیلئے یٰسین شریف کا آزمودہ عمل

عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ آج کل کے نوجوان طرح طرح کی بدکاریوں میں مبتلا ہیں۔ بی بی شوہر سے ناراض ہے۔ ماں بیٹے سے پریشان ہے۔ بیوی کہتی ہے کہ میرا شوہر جتنا کماتا ہے۔ سب شراب و جوئے میں اڑا دیتا ہے، کہیں یہ شکایت کہ دوسری عورت سے ناجائز تعلق ہے۔ ماں اپنے بیٹے کے حالات سے شکوہ و گلہ کرتی ہوتی

ہے کہ میرا لاکا جو کچھ بھی کماتا ہے وہ سب کچھ جوئے کے پھیر اور میکدے کے در پر پھینک آتا ہے۔ میں نے بیوہ ہو کر جانے کتنی مشقتیں مصیبتیں جھیل کر تو اسے اتنا بڑا کیا پھر بھی ساری آس دم توڑ کر چور چور ہو گئی۔

پہلی ترکیب:۔ کسی برتن پر کندہ کرا کر اس کا دھوون پانی پینے کو دیا جائے یا چینی کی کئی پلیٹوں پر زعفران سے لکھ کر اور اس کا پانی ایک شیشی میں بھر لیا جائے اور اسے روزانہ پینے کو دیا جائے اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے یعنی جس کی بری عملت و عادت چھڑانی ہو وہ بار ہا یہ پانی پینے سے گریز کرے تو یہ مندرجہ ذیل ترکیب عمل میں لائیں انشاءاللہ ضرور کامیابی ملے گی۔

سات جمعرات برابر قبرستان جائیں اور اپنے ساتھ پاک مٹی کے سات ڈھیلے لیتے جائیں اور کسی پرانی ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس اس طرح بیٹھیں کہ منہ قبلہ رو ہو۔ اور یٰسٓ شریف ایک بار پڑھ کر ایک ڈھیلے پر دم کریں اور یہ کہہ کر قبر میں ڈال دیں کہ الٰہی فلاں ابن فلاں کا دل شراب یا جوئے یا زنا سے ایسا ہی مردہ ہو جائے جیسا کہ یہ مردہ پڑا ہے۔ یعنی جس قسم کی بری عادت چھڑانا ہو اسی بدکاری کا نام لیں۔ اسی طرح ساتوں بار پڑھیں اور ہر مرتبہ ڈھیلے پر دم کرنا جائے اور وہ جب ملے کہہ کر قبر میں ڈالتے جائیں جب سات بار پڑھ چکیں اٹھ کر چلے آئیں۔ پھر دوسری جمعرات کو اسی طرح سات ڈھیلے لے کر جائیں اور اسی طرح سات سات بار پڑھیں اور ڈھیلوں پر دم کر کے عمل کریں۔ اسی طرح سات جمعرات یہ عمل کیا جائے انشاءاللہ وہ اس مبارک عمل کی برکت سے بری عادتیں چھوٹ جائیں گی۔ یہ عمل بے حد مجرب ثابت ہوا ہے۔ بدکار کو نیک و صالح بنانے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نیز دق و سل کے مریضوں کو اس کا پانی دھو کر پلانا اور مریض کے گلے میں ڈالے رہنا انشاءاللہ شافی

ضامن شفا ہے۔

• **حاجت ومراد برآری کیلئے** سورۂ یٰسٓ شریف نوچندی جمعرات بعد نماز مغرب اس ڈھنگ سے شروع کرے اول وآخر درود شریف ۱۱، ۱۱ مرتبہ ۱۰ اعوذ بسم اللہ کے بعد یٰسٓ شریف ایک مبین تک پڑھے پھر شروع سے پڑھے دوسرے مبین تک۔ پھر شروع سے پڑھتے تیسرے مبین تک اسی طرح سارے مبین تک دہرا کر ۴۱ مرتبہ پڑھے اور اس کا جو مقصد یا حاجت ہو بارگاہ رب العزت میں اپنا معروضہ پیش کرے انشاء اللہ المجیب کامیاب وکامراں ہوگا۔ کم از کم ایک ہفتہ تک اسیطرح پڑھتا رہے۔ ناغہ نہ کرے۔

نوٹ: سورۂ یٰسٓ شریف کا باتوکل عمل معمولات اولیائے کرام کے حصہ سوم میں درج ہے کیونکہ مبین والا عمل عوام کیلئے لکھی گئی ہے۔

عملیات تسخیر خلائق وعوام وخواص

عزیز خلائق کیلئے تین مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور پورے جسم پر پھیرے۔ ایک خاص وقت مقرر کرے اور بلاناغہ یہ عمل کرے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لا الٰہ الا اللہ صد ہزار بار گرد من و گرد دوستانِ من حصار باد۔ محمد رسول اللہ بر من وبر دوستانِ من یار باد۔ بستم دست و زبان وچشم وہوش وگوش۔ کسانیکہ در ہژدہ ہزار عالم آدمیان وخدائے ناترساں و ناحقاں وناشکراں کسانیکہ مرا ودوستان مرا بد گویند وبد دانند وبد خواہند وبد اندیشند بحرمت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فتولوا وینولا صم بکم عمی فھم

لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ

فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ

اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

تسخیر المحبت

:۔ اول چار رکعت نماز تسخیر المحبت کی نیت باندھے۔ دیگر نمازوں کی طرح اسے بھی پڑھے۔ لیکن ہر رکعت میں مخصوص آیتیں ہونگی مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ کافرون دوسری میں سورۂ اخلاص۔ تیسری میں سورۂ فلق، چوتھی میں سورۂ ناس مگر یہ نماز بمبارک صلوٰۃ التسبیح کی طرح پڑھنی ہوگی بعد عشاء وتر پڑھنے سے پہلے اسکو پڑھنا چاہیئے کہ اول چار رکعت سبحانک اللھم کے بعد الحمد شریف پھر اسکے بعد قل یا ایھا الکٰفرون پھر یا ودود ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع میں چالیس مرتبہ پھر کھڑے ہوکر چالیس مرتبہ۔ پھر قومہ میں چالیس مرتبہ پھر دوسرے سجدہ میں چالیس مرتبہ، پھر بیٹھ کر چالیس مرتبہ۔ پھر کھڑے ہوکر چالیس مرتبہ پھر اسی طرح دوسری رکعت میں یا ودود ساٹھ مرتبہ اسی طرح ہر چہار رکعت میں سارا (۱۲۰۰) یا ودود پورا ہوجانا چاہیے۔ بعد سلام دعا مانگنا چاہیئے اگر کسی کو گرویدہ محبت بنانا ہو تو اسکی دعا مانگے اگر عام مخلوق کو تابع کرنا ہو تو یہ کہے اے اللہ جمیع عالم عزیز و آشنا دوست مرادار و مسخر و مطیع کن۔

یہ نماز روزانہ بلا ناغہ اپنے خاص وقت پر پڑھنا چاہیئے دو چار ہفتہ کے بعد آپ کو خود بخود جو اثرات ہونگے معلوم ہوجائیں گے۔

برائے تسخیر سلاطین وحکام

:۔ تین روز، ہر روز ۲۱ مرتبہ مُسَخِّرٌ لَّنَا کُلَّ شَیْءٍ یَا مَنْ بِیَدِہٖ الْمَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ ستر بار کہے یَا عَزِیْزُ

عزیز گرداں ، مارا و رحیشم فلاں بن فلاں اسکے بعد سورۂ انا انزلنا تو یہ دعوۃ تمام ہوئی اور جب توجہ بندول کرانی ہو مطلوب و محبوب سے صرف ایک بار اسی طرح پڑھے تو عجیب آثار کا معائنہ کرے۔

برائے تسخیر خلائق و جمیع کار ضروری

اول چاہیے کہ تین دن کسی اکیلی جگہ میں رہیں اور ہر روز صبح و رات میں پہلے اول و آخر تین سو مرتبہ درود شریف پھر یَا رَحْمٰنَ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَاحِمَہٗ کو ایکہزار تین سو مرتبہ دن کیوقت اور رات میں بھی یہی پڑھا جائے۔ درمیان میں کسی سے بات نہ کرے صرف تین دن تک ہی کیا جائیگا اور کھانے میں صرف جو کی روٹی استعمال کی جائے بعد تین دن کے جس کام کیواسطے پڑھا جائے وہ کام پورا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ ہاں عمل کو قائم رکھنے کیلئے بعد نماز عشاء اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور تین سو ساٹھ مرتبہ بعد نماز عشاء روزانہ ورد کرنا ہے۔ اور اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کسی کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو وہ تابعدار ہو جائے اور اگر کسی کو غیظ و غضب کی نظر سے دیکھے تو وہ خراب اور برباد ہو جائے۔

دوسرا طریقہ اسکے عمل کا: جسے اللہ رب العزت توفیق دے بعد نماز تہجد پورے سال تک محرم الحرام عربی ثابت مہینہ ہے۔ عروج ماہ سے شروع کرے۔ اول و آخر درود شریف اکیس مرتبہ اور تین ہزار بار دعا مذکورہ بالا برابر پڑھتا رہے اگر عامل چاہے تو آسمان میں اڑنے والے پرندوں کیطرف نظر کرے تو زمین پر گر پڑیں اور جب چاہے تو مخلوق خدا کا ہجوم لگا رہے اور جیب

چاہے تو سناٹا ہو جائے ۔ عجیب عمل ہے ۔ فقیر کے معمول میں ہے اسکو میں نے
بیاض ابو الوقار فارسی سے اردو میں سلیس ترجمہ کر کے اپنے روحانی بھائیوں
اور بہنوں سے بخشش و نجات کی دعا کا طالب ہوں ۔ باقر جائسی وقاری عفی عنہ

بڑی کارآمد بات :- اگر عامل نے دعوۃ مکمل کرلی ہے ۔ تمام شرائط
کے ساتھ تو اسے تو برسوں لگے ہیں عمل کو پورا ہونے میں مگر عامل خوش ہو جائے
اور وہ بخش دے کسی کو اکیس بار یا گیارہ بار ہی پڑھنے کو بتا دے اور اسکی اجازت
بھی دیدے پھر اسکا یہ تھوڑا ہی عمل برسوں کے عمل کے برابر کام کرے گا کیونکہ زکوٰۃ
عمل ادا کرنے والے نے عطیہ دیا ہے ایسا ہی ہوا کہ میں اسوقت جاہل ساتھ کتابیں
رات رات بھر مطالعہ کرتا اور جمعہ کی نماز سے قبل جامع مسجد میں تقریر کرتا، اور اپنی
بساط سے کہیں باہر مطالعے اور منطق کے بل بوتے بولتا ۔ کچھ لوگوں کو تو ہماری باتیں
لایعنی لگتیں اور کچھ ایسے خاص اہل فہم حضرات بھی تشریف لاتے تھے جو بڑی متانت
سے سنتے اور داد و تحسین دیتے ۔ اور جن کی فہم و ادراک سے پرے ہوتی وہ ہم دونوں
کو احمق سمجھتے تھے ۔ جوانی میں عزت بھی جوان ہوتی مجھے بڑی ہی کوفت ہوتی
تھی اور جب برداشت نہ ہو سکی تو حضور والا تبار بارگاہ ابو الوقار میں حاضری دی
اور یہ پرآشوب معاملات کی شکایت کی، ہمارے شیخ الشیوخ سیدنا مولنا
ابو الوقار قدس سرہٗ بانداز شفقت فرمانے لگے ۔ مولانا ہم نے زکوٰۃ ادا کی ہے
اور آپ صبح کو جب بیدار ہوں تو سانس روک کر اکیس مرتبہ یا عزیز پڑھ کر اور
ہاتھوں پر دم کر کے بالتصور تسخیر عوام و خواص اپنے چہرے پر مل لیا کریں ۔
روزانہ بلاناغہ کرتے رہیں اور جب کبھی جلسہ میں خطاب کرنا ہو وہاں پہونچنے

سے پہلے حبس دم سے باتصور اکیس مرتبہ پڑھ کر ایسا کر لیا کریں اور چاہے کسی عدالت میں جانا ہو، یا کسی آفس و دفتر میں، یا کسی حاکم سے ملنا ہو ایسا ہی کر لیا کریں۔

تب سے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

پھر ایک بار ایسا ہوا کہ ایک قتل کے الزام میں ماخوذ ہو گئے اور کوئی چارہ نہ تھا صرف حکم برائے موت سنانا رہ گیا تھا اور تاریخ پڑ گئی تھی، ہمارے سلسلۂ مداریہ جلنے والے لوگ بڑے خوش تھے انکا طنز اور بھی پریشان کن تھا میرے لئے اور کہتے تھے یہ قاتل ہے قاتل دیکھو انکے زندہ مدار کیا کرتے ہیں۔ ارے یار مدار تو بڑی بات ہے ابھی تو مدار کا وقار زندہ ہے اور قیامت تک پائندہ رہیگا۔ ہاں قاتل ضرور تھا میں مگر کب اور کیسے؟ والد صاحب کے ساتھ بیرک میں رہتا تھا۔ چلی بھیت چھاؤنی میں شکار کے چکر میں کھیت میں ایک شخص کو میری رائفل سے گولی لگی اور مر گیا تھا بہرکیف میں نے اپنے داتا کے سرکار میں حاضری دی اور عرض کیا حضور میں تو بلا وجہ موت کے گھاٹ اتر جاؤنگا۔ ہمارے سرکار نے فرمایا جو تم کرتے وہ تو کرتے ہی رہنا لیکن جب عدالت میں پکار ہو اور حاضری طلب ہو تو اپنی پیشانی پر انگلی سے (ع م ر) لکھ لینا، بس میں نے ایسا ہی کیا جیسے ہی داخل ہوا عدالت میں حاکم نے حکم سنا دیا بلاوم فلاں ابن فلاں کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ میں نے تب سے سیکڑوں لوگوں کو یہ عمل بتایا اور لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور کامیاب ہوئے یہ "ع م ر" جانتے ہیں آپ کیا ہے۔ حضور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ہے جنکی قائم کردہ یہ ایسی ہیں۔ ان کا نام نامی دیکھ لے پھر کس کی مجال ہے جو ناانصافی کرے۔ فقط

باقر جائسی دوذری علی عنہ

تسخیر خلائق :- یَا عَزِیْزُ مِنْ کُلِّ عَزِیْزٍ مُطِیْعٌ بِحَقِّ یَا عَزِیْزُ

پانچسو مرتبہ بعد نماز فجر بلاناغہ ورد کرے۔ تمام مخلوق رجوع کرے اور رزق کشادہ ہو بیماری و آزاری سے شفا ملے اسکے بے شمار فوائد ہیں اس کا عامل دلوں پر حکومت کرنے لگتا ہے لوگ اسکے اشاروں پر چلنے لگتے ہیں۔ سمجھدار کیلئے اشارہ کافی ہے۔

دیگر:۔ یَا عَزِیْزُ اَعِزَّنِیْ یَا عَزِیْزُ تین سو مرتبہ صبح اور شام اور درود شریف کے ساتھ اور اسی کے ساتھ تین سو مرتبہ یَا عَزِیْزُ بَیْنَ الْخَلَائِقِ عَزِّزْنِیْ یَا عَزِیْزُ بھی صبح و شام درود شریف کے ساتھ پڑھے اور پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرے۔ پھر با تصور خلائق اپنے چہرے پر مسح کرے۔ عجب تماشا دیکھے مخلوق خدا اسکی بات سننے اور تعظیم و تکریم خوب ہو۔

ف:۔ ہمارے شیخ مکرم فرماتے تھے ایک ہی وظیفہ کافی ہے جو مواظبت کے ساتھ ہو اور اللہ تبارک و تعالےٰ اسی کے وسیلے سے سارا کام بنا دے اور میں تو اس بات کا قائل ہوں اور اپنے معمول میں چھوٹی چھوٹی چیزیں اسلئے ہیں کہ جب میں نے اس میدان میں قدم رکھا تو بہت ہی عدیم الفرصت تھا اسلئے اپنے مرشد کی بخشی ہوئی تسبیح کو میں اپنا سرمایۂ زندگی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں نے تمام اور بزرگوں کی خدمتیں کی ہیں اور انکی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اگر آدمی کو قیامت تک زندگی بڑھا دی جائے پھر بھی اتنے عملیات ہیں کہ آدمی ختم ہو جائیگا اور عملیات رہ جائیں گے۔ ذرا سا آپ ملاحظہ فرمائیں۔

جواہر خمسہ حضرت غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ اور مجربات دیربی علامہ دیربی قدس سرہٗ کی اور حصن حصین تصنیف حضرت علامہ محمد ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ پھر سلسلہ کے اپنے اپنے طور و طریق جداگانہ ہیں جسطرح ائمہ فقہ کا مقصود ایک ہے طریق مسلک الگ الگ ہیں۔ میری اس تھوڑی سی زندگی میں جو کامیاب تجربہ ہوا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عامل کو چاہیئے چاہے نماز ہو یا دعا، وظیفہ ہو یا عمل، کوئی دعوۃ ہو یا چلہ بھی

میں سخت ضرورت نسبت کی، اگر نسبت قوی ہے تو نیت مقوی ہے جو کچھ پڑھیں گے
جس ضرورت کیلئے پڑھیں گے اللہ رب العزت ہر کام میں کامیابی عطا فرمائیگا۔

افسر کا مطیع ہونا، فرمانبردار بنانا اور اُس کا خوش رہنا

اگر حاکم خفا و ناراض ہو یا اسکے ناراض ہونے کا خوف ہو اول تین مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر بعدہٗ کھیٰعص کے حرف کو پڑھتا جائے اور ہر حرف پر داہنے ہاتھ کی انگلی بند کرتا جائے۔ پانچویں حرف کے پڑھنے سے مٹھی بند ہو جائیگی اور پہلا حرف سب سے چھوٹی انگلی سے شروع کرے اسی طرح بائیں ہاتھ کی حمعسق کو پڑھتا جائے اور انگلیاں بند کرتا جائے گویا اب دونوں مٹھیاں بند ہوگئیں۔ اسی طرح پڑھ کر کھولدے اور پھر سامنے سے نظر بچا کر خواہ افسر کتنی دور کیوں نہ ہو اسی کی طرف پھونک دے اور پھر سلام کرے

دیگر :۔ ہر نماز کے بعد اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہر فرض دس بار پڑھ لیا کرے جو افسر آئے گا ہمیشہ خوش رہیگا اور ہمیشہ کارگذاری معائنہ میں ملازم کے حسن کاری لکھتا رہے گا۔

دیگر :۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا سے لیکر وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ تک (پارہ واعلموا ع ۱) آبگینہ کے برتن آب نارسیدہ پر زعفران اور گلاب سے لکھے پھر اس آیت شریفہ کو عود کی دھونی دے کر روغن چنبیلی خالص سے اسے دھو کر سبز شیشی میں اسے رکھ لیں جب کسی کے پاس جانے کا خیال ہو تھوڑا سا ابرو پر مل لے۔ بڑی عزت و منزلت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

تسخیر خلائق و قدر و منزلت کیلئے :- پارہ الم اقل لک ۱۶۔

مرمر یا چینی یا بلور کے برتن میں مشک، کافور، اور گلاب سے طٰہٰ سے اسماء الحسنیٰ تک لکھ کر روغن بکائن سے دھو کر اس میں تھوڑا سا عنبر اور کافور کے اضافہ کے ساتھ خوشبو بنالیں۔ وقت ضرورت پیشانی اور ابرو پر مل کر جائیں جس کے سامنے جائے گا اسکی اہل مجلس نہایت عزت کرینگے اور باوقار سمجھا جائیگا۔ اگر اسقدر موقع نہ ملے تو سب سے بہتر اور آسان تدبیر یہ ہے کہ اس آیت شریف کو جب اہل مجلس یا کسی بڑی جگہ پہنچے تو اس سے پہلے اسکو پڑھ لے ہر شخص عزت کی نظر سے دیکھے گا اور اپنے برابر بٹھلائے گا۔ وہ آیت یہ ہے - وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔

فریفتۂ محبت

مرغ کے خون پر آیتہ الکرسی ننانوے بار پڑھ کر سورۂ یوسف ایک بار پڑھ کر اس خون کو جلا کر آنکھ میں سرمہ لگائیں۔ آنکھوں کی روشنی کے لئے بھی فائدہ اور جس شخص کیطرف از راہ محبت دیکھے گا وہ دیوانہ ہو جائیگا۔

گرویدۂ محبت بنانا :-

سورۂ اخلاص ایک سو ایک بار وقت گرہن آفتاب و ماہتاب جاری پانی میں کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر پڑھے پانی ناف کے نیچے تک ہونا چاہیئے صرف ایک یوم کا ہے پھر سورۂ اخلاص کسی وقت مقررہ پر سات بار پڑھ لیا کرے بوقت ضرورت جس چیز پر پڑھ کر پھونک کر جس کو دے گا۔ وہی محبت میں دیوانہ ہو جائے گا۔

● دیگر ۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم ۱۶ ایک سو ایک مرتبہ بروز جمعرات ثابت یا ذوجہتین کے ماہ میں درمیان سنت و فرض کے پڑھ کر اپنے اوپر

پھونک دے ایسا مسلسل سات جمعوں تک برابر کرتا رہے پھر سات ہفتے کے بعد جس سے اپنی جائز محبت پیدا کرنی ہو یا کسی دوسرے کیلئے اس کو کسی کھانے والی چیز پر دم کر کے کھلائے۔ مثلاً الائچی، مٹھائی، نمک وغیرہ۔

● **حُب زوجین کیلئے** ۔ بروز جمعرات علی الصبح سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ تک شیرینی پر سورۂ یوسف تین مرتبہ پڑھ کر دم کردے اور کھلادے۔ دونوں آپس میں مثل شیر و شکر کے ہوں۔

● برائے محبت زوجین و والدین اور اولاد کے درمیان۔ ۱۱ مرتبہ سورۂ تکاثر کھانے والے نمک یا الائچی وغیرہ پر دم کرے مع والدین کے نام کیساتھ کھانے والی ہانڈی میں دم پڑھا ہوا نمک ڈال دیا جائے۔ گھر میں آپس میں میل محبت اور بڑھنے اور جھگڑے لئے کیا گیا ہے اس مقصد میں انشاء اللہ کامیاب ہو۔

● یا ایک ہزار مرتبہ اسم یاودود دینہ تھا نمک پر پڑھ کر دم کرے اور جس کیلئے کرنا ہے انکے نام بھی مع والدہ کے لے انشاء اللہ العزیز اگر اولاد کے لئے کیا ہے تو مطیع و فرمانبردار ہوں۔ اگر بیوی نے شوہر کیلئے کیا ہے یا شوہر نے بیوی کیلئے تابعدار ہوں۔

● یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ ۲۱ مرتبہ عطر پر پڑھ کر دم کرے۔ کپڑوں میں لگا کر محبوب کے نزدیک جائے محبوب دیوانہ ہو۔ اور اگر کہیں کسی حاکم کے پاس کوئی عرضی یا درخواست منظور کرانا ہو تو یہی دم کردہ عطر کاغذ پر لگادے انشاء اللہ فوراً دیکھتے ہی منظور کرے۔

● دیگر ۔ یہ بتاشے میرے آتے یہ بتاشے میرے جاتے یہ بتاشے لگیں فلاں ابن فلاں کے انگ فلاں ابن فلاں کا نہ چھوڑے سنگ ۱۱ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے کسی کھانے والی چیز پر کھلادے تو وہ اسی کا ہو جائے۔

عمل برائے بغض و عداوت

اس سلسلہ میں فقیر کی دست بستہ گزارش ہے کہ کوئی صاحب نفرت، عداوت بغض وکینہ کا کام کسی مسلمان بھائی کیلئے نہ کریں کیونکہ قرآن پاک میں بڑی وعید آئی ہے اور ایسے لوگوں کیلئے بڑا دردناک عذاب ہے۔ اور آپکو بڑی حیرت ہوگی کہ میں نے اپنی ساری زندگی کبھی کسی کے لئے مسلمان تو مسلمان رہا میں نے کافروں تک کیلئے نہیں کیا۔ بس اپنے پیر مرشد کا عطیہ جو سورۃ الھٰکم التکاثر جو حُب کیلئے ہے نمک پر پڑھ کر دیا۔ اولادیں، یا بھائیوں میاں، بیوی کے معاملات تھے۔ اس سورۃ کی برکت سے لڑکے اپنے والدین کے مطیع فرمانبردار بن گئے، بھائی بھائی کی آپس میں اتنی محبت ہوگئی اور بیوی اپنے میاں کی خدمت گذار اور چاہنے والی ہوگئی کہ اپنے آپ بھی دوسرے کیطرف سے توجہ اور لگاؤ ہٹ جاتا ہے۔ اور ایک اور نیک ہوکر رہنے لگتے ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ نفرت پھیلائی جائے۔ جب شکر سے مرجائے تو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ اگر بھائی یا لڑکا کسی کا غلط جگہ جاتا ہے یا کوئی بری عادت علت پڑگئی ہے تو اسکے چھڑانے کیلئے یا کسی کا شوہر ناجائز تعلق یا طوائف کے پاس جاتا ہے تو اس طوائف یا ناجائز تعلقات کیلئے ضرور کرے ؎ المجیب اذا دعان

جب اسی شخص پر عمل کا اثر ہوتا ہے تو آپ شراب سے نفرت، جوئے سے عداوت، زنا سے بغض کیلئے کیوں نہیں کرتے۔ کلام اللہ تو پھر کلام اللہ ہے اپنا کام ضرور کریگا۔ انشاء اللہ!

آپس میں جدائی کیلئے:-

بعوج پتر پر سنیچر یا منگل کی صبح پہلی ساعت میں اس طرح آیت لکھے اور فریقین کے مع والدہ کے نام لکھے اور اسی وقت ویرانی قبروں کے بیچ لیجاکر دفن کرآئے، دونوں میں سخت جدائی ہوگی مگر جائز کام کیلئے وہ ترکیب یہ ہے۔

اسطرح لکھے۔ القینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ ہ

الٰہی بحرمت ہذہ الآیۃ فلاں بن فلاں درمیان فلاں ابن فلاں جدائی افتد ونفرت شود۔

دیگر عمل خاص عداوت اور زود اثر

یہی مندرجہ بالا آیۃ عظیم وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ہ جن کے درمیان جدائی کرانا مقصود ہو ان دونوں افراد کے ناموں کے اعداد نکال کر اسی تعداد کے مطابق اس آیۃ مذکورہ بالا کو پڑھ کر کسی چیز پر دم کرکے دونوں میں سے جسے آسان ہو اسکو کھلائے اور اگرچہ کھلانا ناممکن ہو تو ان ناموں کے عدد کے مطابق ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر پڑھے انشاءاللہ القاہر اسی دن جدائی ہو۔ وقت دن میں زوال کے وقت سے اور رات میں ساڑھے بارہ بجے شروع کرے۔

- سات پھول پتوں سمیت آک کے اعداد لے آئے اور ان ناموں کو سیاہ کے پتوں پر بروز منگل لکھے۔ اور آگ میں ڈالدے جدائی ہو۔ وہ نام یہ ہیں۔

بسم اللہ علیکم یا حی فی الارض فاو الادہ جن میں جدائی کرانا ہو ان دونوں کے بھی مع والدہ کے نام لکھے۔

- ان اسماء کو مع دونوں کے نام کے لکھے اور انہیں کے گھر میں اسے کہیں چھپا دے شدید نفرت وافتراق پیدا ہو۔

وہ اسماء یہ ہیں۔ بسم اللہ ع ع ع ع ع ع ع ع ک ک ک ک ک ک ک ک

ل ل ل ل ل ل ل ل ح ح ح ح ح ح ح ح فلاں ابن فلاں

● یہ عزیمت لکھ کر پانی سے دھو کر دونوں کو پلائے جدائی ہو جائے۔

بسم اللہ ص ۱۰۱ و ۱۲۱ ح لعمال ۵۵

● سب سے بڑھیا تو یہ منتر ہے جیسے محبت کے لئے تھا ویسے ہی نفرت کیلئے منتر یہ ہے ایک من کھنڈ وسرسوں رالی فلاں ابن فلاں میں پڑے جدائی ۲۱ بار نمک پر پڑھ کر کھلاوے۔ فوراً لڑائی ہو اور ایک دوسرے سے الگ ہوں۔

یہ چند عملیاتِ عداوت منتخب کر کے میں نے بیاض ابوالوقار سے نقل کئے ہیں۔ جو سہل اور آسان اور جلد اثر دکھانے والے ہیں۔

دُعائے عاشقاں

یہ اللہ والوں کی دُعا ہے :۔ ایک واقعہ سے اسکی فضیلت سمجھ میں آجائیگی۔

میں طالب علمی کے دور میں اس کا عامل تھا لیکن پیر مرشد کے منع فرمانے پر ترک کر دیا جسے کرنا ہو وہ اپنے پیر مرشد سے اجازت طلب کرے اور پڑھے پھر قدرت کے کرشمے دیکھے۔

میں ایک بار آگرہ گیا اپنے پیر بھائی حاجی صدیق بالوجہ مرحوم کے یہاں اتفاق سے ان سے تو ملاقات ہوئی نہیں مٹھائی موجود تھیں انھوں نے بڑے لوازمات سے ناشتہ میز پر نوکر سے لگوا دیا۔ اسی اثناء میں ان کے سالے بھائی آپہنچے میری صورت دیکھتے ہی زود بد بکنے لگے کہ یہ مُلا مولوی ایسے ہی ڈھونڈتے رہتے ہیں لوگوں کو الو بناتے ہیں اور موج اڑاتے ہیں یہ دیکھو...... رس گلے...... مکھن برڈ...... اور کیا کہنا انڈے...... واہ کھاؤ میاں کھاؤ تمھیں کیا ہے : مجھے کہاں یہ لب و لہجہ برداشت ہونے والا تھا شیخ مدار کا مرید فوراً اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور کوئٹہ کیلئے اسٹیشن پہونچ گئے۔ مجھے پھر کچھ پتہ نہیں۔ ایک عرصہ دراز کے بعد میں کچھ اپنے احباب کے ہمراہ مئو رانی پور جھانسی کی طرف جا رہے تھے بس کی

وہاں ہم لوگ بھی بیٹھے رہے ایک آدمی میلا کچیلا سائیکل مرمت کی دوکان سے کچھ کلہڑ اور کیتلی میں چائے لیکر حاضر ہوا اور کہنے لگا سرکار آپ لوگ چائے پیئیں۔ مجھے بڑی بھول ہوگئی ہم نے آپ کو پہچانا نہیں اور رونے لگا چیخ چیخ کر کہ اللہ واسطے معاف کردیجیے۔ میں بہت خمیازہ بھگت چکا ہوں۔ سب لوگ کہنے لگے اماں فانی صاحب غصہ برا ہوتا ہے۔ اس غریب کو معاف کردو۔ میں نے کہا میں اسے جانتا تک نہیں آخر کیا بات ہے اسے دھوکہ ہو رہا ہے۔ اس نے کہا نہیں جناب میں خوب پہچانتا ہوں آپ تو وہاں سے بنا کچھ کہے سنے چلے آئے تھے۔ میں جب گھر پہنچا تو میرے گھر کی پوری چھت بیٹھ گئی دیواریں گر گئیں سارا ساز و سامان برباد ہوگیا اور پھر دن بدن تنزلی نے ڈیرے ڈال دیئے۔ میں کوڑیوں کوڑیوں کا محتاج ہوگیا تو میری سسرال والوں سے دیکھا نہ گیا۔ ان لوگوں نے ایک چھوٹی سی دوکان سائیکل کی روڈ پر کھلوادی ہے جس میں اپنے بال بچوں کا کسی طرح گذر بسر کرتا ہوں۔ اگر اس کا عامل کسی پر برس پڑے۔ تو سمجھ لو اسکی خیر نہیں اور اگر پیار کرے تو پھر اسکے لئے کوئی غیر نہیں۔ یہ عمل بس وہ لوگ کو کرنا چاہیئے جنکے سیل بالکل ڈاؤن ہو چکے ہوں یعنی سنجیدہ طبع ہو چکے ہوں۔

● دعائے عاشقاں یہ ہے۔ بعد نماز عشاء تنہائی میں پڑھے ننگے سر قبلہ کی طرف رخ کرکے دس مرتبہ پوری پڑھے۔

" بسم اللہ خیر الاسماء انبیاء را اولیاء را زہاد را عباد را ابدال را ساکنان رانا سکان محبان را محبوبان را مطلوبان را مجذوبان را مجذوب سالک را سالک مجذوب را اصحاب تمکین را ارباب تکوین را اهل سکر را اہل صحاب واتشگان گنج سلامت را روندگان راہ ملامت را قلندران سرمست را صوفیان زبردست را سلسلہ طبقہ حیدریان را غلغلہ موہیان اشابان

راسرداران عجم را بندگان زنگیان را امیران خراسان را سلطان ہند را
خلفا، سندھ را سرانداز ان غزنویان را ظریفان تبت و چین را چابک سواران
بدخشان را عاشقان عزر را مشتاقان ماورا النہر را، مسلمان بحر و بر را شہیدان
دشت کربلا را در حیات ظاہری و باطنی بدرگاہ خدا شفیع می آرم برآمدن حاجات
مہمات دینی و دنیاوی ہر کہ در آید بر آید بہر کہ در افتد بر افتد ہر کہ دگر کند جگر خورد
تکبیر عاشقاں بگوید اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا قدیم
یا دائم یا حی یا قیوم یا منتقم یا قادر یا الہ الاولین یا الہ الآخرین۔ ہر کہ ما را بد
خواہد بد گوید ضربت لا الہ الا اللہ بر جان او ذوالفقار علی بر گردن او گرز حمزہ
بر پشت او عصاء موسیٰ کلیم اللہ بر جگر او ارہ زکریا بر سر او کرم ایوب در بطن او
مہر سلیمان در دہن او بار دنیا بر چشم او طوفان نوح بر جان او تیغ رجال
الغیب در قتل او قہر خدا در مقہوری او بحق یا بدوح یا بدوح یا بدوح
گردنش یا دشکستہ ہر کہ بد خواہ منست ۔ بازچیدہ باد ہر خار کہ در راہ منست

ظفر مندی نفس کافر کیلئے :۔ جو کوئی اس اسم کو تین سو بار پڑھے
اپنے نفس کافر پر ظفر یاب ہوگا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ملاءً شان الرحمٰن
ابر ثمان الرحیم حیثمان "

دشمن ظالم کو نقصان پہونچانا اگر کوئی ظالم دشمن ہو یا اس کو
نقصان پہونچاتا ہو، یا بلا وجہ اس
سے آزاد ہو، اسکے لئے آسان تدبیر یہ ہے کہ ایک مٹی کی کچی ٹھیکری تیار کرے اور اس

ٹھیکری پر یہ آیت لکھے۔ یا ایھا الذین آمنوا لاتبطلوا صدقتکم سے کافرین تک پھر قبرستان کی تھوڑی سی مٹی ویران گھر کی اور تھوڑی مٹی ایسے گھر کی جس کے رہنے والے سب مر گئے ہوں پھر اس ٹھیکری کو پیس کر سب مٹیوں کا مجموعہ اس شخص کے مکان میں سنیچر کے دن پہلی ساعت میں ڈال دے یا پھینک دے۔

دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنیکے لئے

:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بسم اللہم الاسماءن الرحمن ابر السماء حیث السامان یا قیوم یا دائم یا باقی یا الہ الاولین والآخرین۔ برکرم ابو تو یا بہ بیند یا بخوام ضربت لا الہ الا اللہ برجان او دو تنگی محمد رسول اللہ بزبان او دو گز حمزہ بر پشت او عصاء موسیٰ بر جگر او کرم ایوب در بطن او کج یا بدوح یا بدوح یا بدوح ضربکیہ زوی برکرم مرۃ بن قیس یا صاحب اسرار کیکی رو گر بچکر دشمن من زن یا حید رکرار یا حید رکرار باوضو بوقت نیم شب تا ہفت نیم شب بالتصور یکصد و یکبار بخواند۔ بیاض ابوالوقار

● دیگر:۔ ظالم اور شریر کو دور کرنے کیلئے یہ دعا تین سو مرتبہ بعد نماز عشاء کھڑے ہو کر رخ حضرت کے آستانہ شریف کی طرف کرکے پڑھا جائے۔

،، عرش کا گھوڑا، نور کی تلوار فلانے کو دفع کر دیا شاہ مدار عجی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

● دیگر:۔ کسی ماہ کی اٹھائیس تاریخ کو روزہ رکھے اور شام کو جو کی روٹی پر افطار کرے پھر بارہ بجے رات کو اٹھ کر باہر جنگل میں یا اپنے مکان کی چھت پر چڑھکر، کندر اور سندورس کی دھونی سلگا کر یہ دونوں آیتیں سات مرتبہ پڑھیں اور دشمن کے ذلیل وخوار ہونے کی دعا کریں۔ نقصان پہونچانے میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں اسی قدر کافی ہے وہ آیت یہ ہے۔ الذین ینقضون عھد اللہ

سے سوواللاارتک (پارہ وما ابری نفسی) ع

● آپ کا کوئی دشمن آپکو ناحق پریشان کرتا ہے۔ یا کسی مقدمہ میں گرفتار ہیں تو یہ اسم اعظم کو روز ایک ہزار آٹھ سو یا نوے مرتبہ پڑھنا شروع کرو صحیح کرکے پڑھو۔ یَا حَیُّ یَا ھَادِیُّ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ کوئی پرہیز نہیں ہے۔ اور کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جو وقت بھی آپ کو میسر ہو۔ اس وقت میں۔ صرف بیس دن پڑھو دشمن مغلوب ہوگا آپ سے معافی مانگے گا اور مقدمہ سے باعزت بری ہونگے۔ باوضو اور اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھیں۔

● برائے مخالفین دشمنانِ مبین کی اصلاح حال کیلئے یہ دعا مجرب ہے۔ کسی ایک وقت متعین پر سر برہنہ برخ قبلہ و بالتصور مخالفین و ایسی مراد، ایکسو اکتالیس مرتبہ بہتر ہے۔ بعد نماز مغرب پڑھے دعا یہ ہے اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پھر اَصْلِحْ اُمُوْرَنَا وَ اَخْذُلْ مَنْ خَذَلَنَا فَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ یَا فَتَّاحُ۔

● دیگر دشمنوں کو زیر کرنے کیلئے۔ لاالٰہ آوادے۔ الااللہ مداوے۔ لاالٰہ زیر کر الااللہ مہر کر سخت دل کو نرم کر دشمن دوتی کو زیر کر۔

ترکیب :۔ اسطرح ہے سات عدد لیموں لیکر سامنے رکھ لیوے اور جب ایک تسبیح پڑھ لیوے۔ ایک لیموں میں بالتصور دشمن کے کھونس دیوے اور ایک ہفتہ تک اسی طریق سے پڑھے اور سنیچر کے روز سے شروع کرے۔ بیاض ابوالوقار

● اس سلسلہ میں دو سبب ایک مذاری بزرگ نے جو کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے انھوں نے میری اس قسم کی سخت ضرورت پر باجازت عطیہ دیا تھا۔ وہ

منتر یہ ہے۔ تنتر منتر کا پتلا پھٹے کھیٹے دیوی مائی ہندو نے جلائی مسلمان نے

خدائی حق تعالیٰ نے، حضرت علی اور کی چوکی پٹ میری چوکی بگا دھار دھار مار دھار باندھوں

دشمن کی نس پھاڑوں، کلیجہ پھاڑوں تجا منتر چھو یا علی یا علی

ترکیب:۔ باتصور دشمن وگھر کیطرف رخ کرکے بیٹھے رات میں یہ عمل کرے۔ گیارہ

سوئیاں ایک لیموں پر ایک سوئی پر گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کرکے لیموں میں چبھتا جائے۔

اور لیموں کو کسی قبر یا زمین، صحرا میں دفن کردے۔ منتر کے الفاظ سے فوائد ظاہر ہیں چنداں

لکھنے کی ضرورت نہیں۔

چوکی حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ

پیر شاہ مدار بدیع الدین مدار اول مدار، آخر مدار ظاہر مدار باطن مدار پورب شاہ

کو مدار جل تو جلال تو پانی باندھ تو پانی کو باندھ تو اماس مرجوگی کو باندھ تو زمین کا مسر

باندھ تو جسکو چاہوں اسکو باندھ تو حور نور پری مرچو(ڑے)ٹے باندھ تو ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبروں

کے مرلب سے باندھ تو بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پوشیدہ حالات کا باآسانی معلوم کرنا

عروج ماہ میں اول روزانہ تین دن تک بعد نماز عشاء چھ ہزار مرتبہ یہ آیت شریف کسی

پاک جگہ پر پڑھ لیں۔ یامعشر الجن والانس سے الا بسلطان تک بحق سلیمان

ابن داؤد علیہما السلام معہ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔

بعد ختم دو پیالے مٹی کے لیں اور کچھ عطر اور کچھ کافور لیں، اب پہلے ہر دو پیالیوں پر اس

اس آیت مذکور کو ساٹھ ساٹھ مرتبہ پڑھ کر دم کرکے پھر ساٹھ مرتبہ کافور پر دم کرے اور ایک

سکورے میں کافور رکھ کر دیا سلائی سے اسکو جلادیں اور دوسرا پیالہ اسکے اوپر ذرا اونچا رکھدیں تاکہ کاجل اچھی طرح تیار ہو جائے کاجل میں عطر ملا کر کسی ڈبیہ میں رکھیں۔ اب حسب ضرورت لڑکا یا لڑکی نابالغ یا نیک چلن عورت کے انگوٹھے پر ذرا سا کاجل کی سیاہی لگا دے اور سات مرتبہ یا گیارہ مرتبہ آیت موصوفہ آنکھوں پر پڑھ کر دم کردے اور دیکھے جب لڑکا کہے کہ وہ شخص میرے سامنے حاضر ہوں۔ جھاڑو لگانے اور پانی چھڑکنے فرش بچھانے کا حکم دے بطریق حاضرات سوال وجواب کرے۔

● دیگر: محود معلوم ہونے لگے کہ کل کیا ہونے والا ہے خواب میں اور بیداری یہ بھی بطور حاضرات کے ہے اسکے کرنیکے بعد کانوں میں آواز آنے لگے گی سمجھدار کیلئے یہ اشارہ کافی ہے کیونکہ جتنے بھی عملیات وظائف وغیرہ میں نے نقل کئے ہیں وہ خود کے کئے ہوئے اور آزمودہ ہیں بعد میں یعنی کرنے کے بعد کچھ دنوں میں ترک کردیا کسی چیز کو میں نے گلے نہیں لگا رکھا صرف ایک نظریہ پہلے بھی تھا اور وہ جذبہ تحقیق آج بھی زندہ ہے تجربے کرتے گئے اور چھوڑتے گئے بس حقیقت سمجھنا تھی وہ سمجھ میں آگئی۔

عمل خاص پوشیدہ حالات معلوم کرنیکا

:۔ سوا لاکھ مرتبہ طاق دنوں میں پورا کرے اور اسکی نیاز بنام حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ العزیز دلوائے اور اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرے۔ یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ بِفَضْلِكَ یَا کَرِیْمُ بِحَقِّ یَا اِسْرَائِیْل۔

دوسرا عمل یَا بُدُّوحُ کا ہر مشکل کار کیلئے

عروج ماہ میں نوچندی جمعرات سے بعد نماز عشاء وتر سے قبل ایک سو اکتیس مرتبہ اول و آخر درود شریف صرف اکتیس رات جگہ اور ترک جمالی

ایام عمل میں مباشرت سے قطعاً پرہیز لازم ہے اور اکیتیس دن کے بعد اسکا ثواب شیرینی کے ساتھ بطفیل سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم روح پر فتوح سرکار سید نامدار العالمین کے اور تمام اولیاء اللہ و موکلین یا بُدّوحُ کے نام ایصال نذر کرے۔ بعدہٗ جب کوئی اہم ضرورت و موقع ہو تو ایک لڑکی یا لڑکا نابالغ کو نہلا دھلا کر اور خود بھی پاک وصاف باوضو رہے اگر جناتوں کا کوئی سخت معاملہ ہے تو بچے پر آیۃ الکرسی ۳ مرتبہ پڑھ کر حصار کردے اور اپنے اوپر بھی کرلے۔ بچے کو سامنے بٹھائے۔ بیچ میں ایک سفید پاکیزہ کپڑا بچھادے اور اسکے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر پہلے قلم سے ۱۳۱ یا بدّوح لکھدے اور اسی لکھے پر پاک کاجل یا تیل سے تر کرکے کاجل لگادے۔ اور مندرجہ ذیل نقش کا تعویذ بچے کے انگوٹھے کے نیچے رکھے۔ بعد فاتحہ و قل شریف و درود شریف ۱۳۱ مرتبہ اسم یا بُدّوحُ بھی پڑھے اور یا بدوح کے موکلین کے نام بخشے۔ شیرینی پہلے ہی سے رکھ لے اور درمیان میں اگر بتیاں یا لوبان وغیرہ جلاتا رہے اور یہی اسم مبارک پڑھ پڑھ کر بچے پر پھونکتا رہے ایک روشنی ہوگی اور وسیع ہوکر ایک موکل حاضر ہوگا بسلام عرض کرے اور اس سے تخت پر بیٹھنے کو کہے اور اجازت مانگے اپنا معروضہ پیش کرنے کے لئے اجازت ملنے پر مریض کو سامنے بٹھلا کر دریافت کرے۔ سحر ہے، مرض یا فلاں آسیب کا ہے موکل ان بدروحوں اور خبیثوں کو حاضر کریگا اور قید کرنے کیلئے یا جلادینے کیلئے موکل سے کہیں وہ انہیں جلادیگا اور مریض کو راحت مل جائے گی اگر اس موکل سے کام نہ چلے تو کہے کہ سلطان جن مع لشکر کے حاضر کرو۔ بادشاہ جن اپنے ہمراہ فوج وسپاہ کے حاضر ہوگا اور پھر یہ جو فیصلہ اس جن یا جنات کے بارے میں صادر کریگا یا جلادیگا نہیں تو قید کرائے گا۔ اگر شاہ اجنہ بھی عجز ظاہر کرے قابو پانے سے تو اس سے کہے کہ اس مریض یا مریضہ کی حاضری دربار دربار سرکاروں کی سرکار سید نا قطب المدار رضی اللہ

کے رجوع کریں انشاء اللہ الغالب مریض اپنے آزار سے اسطرح نجات پائے جیسے اسے کبھی کچھ نہیں ہوا تھا۔ کام پورا ہونے پر معذرت خواہ ہوتے ہوئے سلام کر کے انہیں رخصت کریں۔ بیاض ابو الوقار۔ وہ نقش تعویذ کا یہ ہے اور اسی نمط لکھے اور نقش لپیٹ کر تعویذ بنالو کھلا نہ رکھے یہ نقش متبرک بڑے کام کا ہے۔ سر درد کے لئے سر پر باندھیں اور کمر درد کے لئے کمر میں۔ بدن درد کیلئے گلے میں۔ پوشیدہ بات اگر کوئی معلوم کرنا چاہیں تو سرہانے رکھ کر سو جائیں۔ استخارہ کے لئے رکھ کر سوئیں مراد سوچ کر صحیح جواب ملے گا

یابدوح ۱۳۱

یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱
یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱
یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱
یابدوح ۱۳۱	یابدوح ۱۳۱	یابدوح	یابدوح

معذور کیلئے دھلے گے میں باندھ کر مکان یا درخت میں لٹکا دیں دروازے پر مکان کے لگائیں مکان آفات سے محفوظ رہے۔ دوکان پر لگائیں خوب بکری ہو پیاس میں لکھیں مقدمات میں کامیابی اور تسخیر خلائق ہو۔ اور قدر و منزلت بڑھے اور باموکل عمل معمولات ابو الوقار کے حصہ سوئم میں ملاحظہ فرمائیں بوجہ طوالت میں اختصار کرتا چلا آرہا ہوں۔ صرف اسلئے کہ مجربات اور آزمودات عملیات بھی پیش کئے جائیں بے کار طلسمات بنانے سے کوئی فائدہ عوام کو نہیں پہنچے گا اور بے زاری ساری کلا کاری بیو قعت کر دے گی۔"

کشف القبور و طلب حضور استخارہ

استخارہ اور کشف و کشف القبور کے عملیات معمولات ابو الوقار حصہ دوم کے صفحات پر مندرج ہیں مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس ضمن میں میں عامل کے کچھ عرض کرتا چلوں۔ یہ مذکورہ بالا عملیات کا خاص تعلق سینہ سے ہی ہے۔ چونکہ کتابیں

اسے پورا نہیں کر سکیں، اور استخارہ اور کشف میں بڑا فرق ہے غرض استخارہ میں بتایا جاتا ہے اور کشف میں دکھایا جاتا ہے پھر ایک کشف ویسی ہے دوسرا کسبی

استخارہ

استخارہ کے معنی ہیں طلب خیر کے یعنی کسی کام کے آغاز سے پہلے قادر مطلق سے بھلائی یا برائی سے آگاہی کی خواہش کرنا۔ چنانچہ عمل استخارہ کا نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ کام اگر مفید نیک اور نتیجہ بخش ثابت ہونے والا ہوتا ہے تو عمل کی برکت سے تائید غیبی شامل ہو جاتی ہے ورنہ مضرت کی صورت میں قدرت کی جانب سے کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ رکاوٹ خواب دکھا کر ڈالی جائے یا پیش آمدہ مہم کے نظام کو درہم برہم کر کے بہر کیف استخارہ نتیجہ بخش عمل اور مسنون ہے۔ اسلئے بندہ جب کوئی نیا کام شروع کرنے والا ہو تو لازم ہے کہ عواقب و نتائج سے آگاہی کیلئے استخارہ کر لیا کرے تاکہ بعد میں اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔

● اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تم کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے استخارہ کر لیا کرو۔ تاکہ اسکے ذریعہ سے رب العزت تمھیں اس کام کی بھلائی اور برائی یا نفع و نقصان سے آگاہ فرما دے گویا کہ اسطرح اپنے کام میں استخارہ کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے مشورہ طلب کرتا ہے کہ کروں یا نہیں؟... اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے کہ ہم خدائے تعلےٰ سے صلاح لیکر کام شروع کریں۔ خصوصاً میرے نزدیک وہ کام ہرگز زوال کا منھ نہیں دیکھ سکتا جو خالق حقیقی کے اشارہ پر شروع کیا گیا ہو اسلئے استخارہ نہایت ضروری اور لازمی عمل ہے جو بزرگوں سے چلا آ رہا ہے اگرچہ عمل استخارہ کے صدہا طریقے مروج ہیں۔ مگر میں صرف تین طریقے درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو مجھے اپنے بزرگوں سے پہونچے

کے رجوع کریں انشاء اللہ الغالب مریض اپنے آزار سے اسطرح نجات پائے جیسے اسے کبھی کچھ نہیں ہوا تھا۔ کام پورا ہونے پر معذرت خواہ ہوتے ہوئے سلام کرکے انہیں رخصت کریں۔ بیاض ابوالوقار۔ وہ نقش تویذ کا یہ ہے اور اسی خط لکھے اور نقش لپیٹ کر تویذ بناؤ

۱۳۱
یا بدوح

۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح
۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح
۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح
۱۳۱ یا بدوح	۱۳۱ یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح

کھلا نہ رکھے یہ نقش متبرک بڑے کام کا ہے۔ سر درد کے لئے سر پر باندھیں اور کمر درد کے لئے کمر میں۔ بدن درد کیلئے گلے میں۔ پوشیدہ بات اگر کوئی معلوم کرنا چاہیں تو سرہانے رکھ کر سو جائیں۔ استخارہ کے لئے رکھ کر سوئیں مراد سوچ کر صحیح جواب ملے گا مفرور کیلئے دھاگے میں باندھ کر مکان یا درخت میں لٹکا دیں دروازے پر مکان کے لگائیں مکان آفات سے محفوظ رہے۔ دوکان پر لگائیں خوب بکری ہو پیاس میں کھیں مقدمات میں کامیابی اور تسخیر خلائق ہو۔ اور قدر و منزلت بڑھے اور باقی کل عمل معمولات ابوالوقار کے حصہ سوئم پر ملاحظہ فرمائیں بوجہ طوالت میں اختصار کرتا چلا آرہا ہوں۔ صرف اسلئے کہ مجربات اور آزمودات عملیات ہی پیش کئے جائیں بے کار طلسم و بنانے سے کوئی فائدہ عوام کو نہیں پہنچے گا اور بے زاری ساری کلا کاری بیوقعت کر دے گی۔"

کشف القبور و طلب حضور استخارہ

استخارہ اور کشف دو کشف القبور کے عملیات معمولات ابوالوقار حصہ دوم کے صفحات پر مندرج ہیں مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس ضمن میں معین عامل کے کچھ عرض کرتا چلوں۔ یہ مذکورہ بالا عملیات کا خاص تعلق سینہ سے ہی ہے۔ چونکہ کتب میں

اسے پورا نہیں کر سکیں اور استخارہ اور کشف میں بڑا فرق ہے غرض استخارہ میں بتایا جاتا ہے اور کشف میں دکھایا جاتا ہے پھر ایک کشف وہی ہے دوسرا کبھی

استخارہ

استخارہ کے معنی ہیں طلب خیر کے یعنی کسی کام کے آغاز سے پہلے قادر مطلق سے بھلائی یا برائی سے آگاہی کی خواہش کرنا۔ چنانچہ عمل استخارہ کا نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ کام اگر مفید نیک اور نتیجہ بخش ثابت ہونے والا ہوتا ہے تو عمل کی برکت سے تائید غیبی شامل ہو جاتی ہے ورنہ مضرت کی صورت میں قدرت کی جانب سے کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ رکاوٹ خواب دکھا کر ڈالی جائے یا پیش آمدہ مہم کے نظام کو درہم برہم کر کے بہر کیف استخارہ نتیجہ بخش عمل اور مسنون ہے۔ اسلئے بندہ جب کوئی نیا کام شروع کرنے والا ہو تو لازم ہے کہ عواقب و نتائج سے آگاہی کیلئے استخارہ کر لیا کرے تاکہ بعد میں اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔

● اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تم کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے استخارہ کر لیا کرو۔ تاکہ اسکے ذریعہ سے رب العزت تمہیں اس کام کی بھلائی اور برائی یا نفع و نقصان سے آگاہ فرما دے گویا کہ اسطرح اپنے کام میں استخارہ کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے مشورہ طلب کرتا ہے کہ کروں یا نہیں؟... اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے کہ ہم خدائے تعالے سے صلاح لیکر کام شروع کریں۔ خصوصاً میرے نزدیک وہ کام ہرگز زوال کا منہ نہیں دیکھ سکتا جو خالق حقیقی کے اشارہ پر شروع کیا گیا ہو اسلئے استخارہ نہایت ضروری اور لازمی عمل ہے جو بزرگوں سے چلا آ رہا ہے اگرچہ عمل استخارہ کے صدہا طریقے مروج ہیں۔ مگر میں صرف تین طریقے درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو مجھے اپنے بزرگوں سے پہونچے

ہیں اور اپنی اپنی جگہ تینوں کامیاب ہیں۔"

● طریق اول :۔ صلوٰۃ الاستخارہ پڑھے جس میں کسی سورۃ کی قید نہیں یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورۃ دل چاہیں پڑھیں اور سلام پھیر کر اکیسو ایک مرتبہ "وسعت رزق" میں درج شدہ درود شریف پڑھیں پھر اکیسو ایک بار یا خبیرُ اخبرنی، اور پھر اسیقدر "یا رشیدُ ارشدنی" اور پھر اسی قدر یا ھادیُ اھدنی اور پھر اتنی ہی مرتبہ یا علیمُ علّمنی اور سب سے آخر میں پھر اکیسو ایک بار درود شریف پڑھکر دعا مانگیں کہ فلاں کام کے متعلق مجھے آگاہی بخشے اور پھر اسی جگہ اسی مصلے پر سو رہیں انشاءاللہ الحسلام اسی رات کو سب کچھ خواب میں معلوم ہو جائیگا اگر خدانخواستہ پہلی رات کو ناکامی ہو تو دوسری اور تیسری رات کو بھی اسی طرح عمل کریں۔ تیسری رات کو ضرور معلوم ہو جائیگا جگہ تنہائی کی اور وقت عشاء بعد ہونا چاہیئے۔

طریق دوم :۔ پاک وصاف ہو کر کسی تخلیہ کے مکان میں مصلے پر بیٹھ کر پہلے سو بار استغفار اور دو سو گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور پھر اپنے کام کی بھلائی یا برائی معلوم کرنے کی نیت کو دل میں رکھ کر دو رکعت نماز بنیت استخارہ اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت ختم کر کے جب دوسری رکعت میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر پہونچیں تو اس آیت شریف کی بلا تعداد تکرار کریں، اور اسوقت تک تکرار جاری رکھیں جبتک آپکی گردن خود بخود دائیں یا بائیں جانب کو نہ پھر جائے جب گردن کسی طرف پھر جائے تو بقیہ نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اگر اس عمل کے اثرات سے آپکی گردن دائیں طرف پھرے تو وہ کام کیجئے اچھا ہے، اور اگر بائیں جانب مڑے تو برا ہے نہ کیجئے اور اگر کیجئے گا تو نقصان اٹھائیے گا بلکہ حق تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے صلاح لینے کے بعد اسکے مشورہ سے سرتابی کرنا کھلم کھلا سرکشی اور بغاوت میں داخل ہے جس کا نتیجہ

ہرگز اچھا نہیں ہو سکتا۔

طریقِ سوم:۔ سونے سے قبل چھ رکعت نماز بہ نیت نماز استخارہ اس طور پر ادا کیجئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے چند منٹ تک توبہ استغفار کریں اور اسکے بعد دو دو رکعت کی نیت سے نماز شروع کیجئے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۂ والشمس، دوسری میں سات مرتبہ واللیل اذا یغشیٰ تیسری میں سات دفعہ والضحیٰ۔ چوتھی اسی قدر الم نشرح پانچویں میں اتنی ہی مرتبہ والتین چھٹی میں سات بار انا انزلنا پڑھیں اور نماز سے فارغ ہو کر ۱۱۱ مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور ۱۱ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کیلئے اور یہ دعا مانگیں۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّرَبَّ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَرَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ وَعِزْرَائِیْلَ وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِیْمِ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیَ اللَّیْلَةَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ۔ اگر پہلی رات میں نتیجہ نکل آئے تو خیر ورنہ دوسری تیسری حتیٰ کہ ساتویں شب تک کوشش لازم ہے ضرور کامیاب ہونگے اگر دعا تو زبانی یاد نہ ہو سکے تو ایک رقعہ پر صاف صاف اور خوشخط لکھ کر سامنے رکھ لیں اور ہاتھ اٹھائے ہوئے نیچے دیکھ کر پڑھتے جائیں۔ میں نے تینوں طریقے لکھ دیئے ہیں جس پر آپ کا جی آئے اور سہل سمجھیں وہ عمل میں لائیں۔ اور یوں تو راز افشائی ہے مگر قبر میں ساتھ چلا جاتا لہٰذا جو معمولات ابوالوقار حصہ دوم یعنی مرشد کامل میں درج ہے۔ بس روزانہ کا ایک وظیفہ بنا لیجئے جب بستر پہ جائیں درود شریف اور ہمارے شیخ کا جو طریقِ استخارہ ہے اسے پڑھتے پڑھتے سو جائیں پھر کسی استخارہ کی ضرورت آپکو نہیں پڑے گی یہاں تک کہ آپ پر دوسروں کے حالات بھی منکشف ہوتے رہیں گے۔ بس اسے سمجھنے کی کوشش کریں

کشف:۔ یہ جزو علم غیب ہے۔ کبھی وہ علم مکاشفہ ہے جو عبادت وریاضت

سے حاصل ہو، اور وہبی وہ علم مکاشفہ ہے جو قدرت الہٰی کی طرف سے دل پر القا ہو۔ حدیث پاک حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ لِاَنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اَلْفِرَاسَةُ مُکَاشَفَةُ النَّفْسِ وَمُعَایَنَةُ الْغَیْبِ وَهِیَ مِنْ مَقَامَاتِ الْاِیْمَانِ۔ فراست مومن کشف روح اور معائنۂ غیب ہے، مقامات ایمان میں سے ایک مقام ہے۔

کشف کے کامل طریقے مرشد کامل ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔

کشف القبور: طریق ملاقات ارواح اولیاء اللہ۔ پہلے سلام عرض کرے پھر فاتحہ خوانی کرے۔ مزار شریف کے پائینتی مواجہت کے ساتھ بیٹھ جائے یہ شعر پانچ ہزار بار پڑھے جب پوری مقدار پڑھ لے تو چاہیے کہ اس صاحب مزار بزرگ سے ملاقات ہو اگر اسی وقت ہوتی ہے تو اچھا ورنہ قبر پر اسی جگہ شغل مراقبہ کرے یعنی سر جھکا کر دل کیطرف اپنے پیر کا تصور کر کے مراقب ہو جائے۔ انشاء اللہ العزیز حالت مراقبہ میں ملاقات نصیب ہو۔ مگر یہ واضح رہے کہ ملاقات بیداری میں موقوف ہے صفائی باطن پر۔ اگر نصیب ہے خواب میں زیارت سے مشرف ہو۔

شعر یہ ہے ۔

تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرْدُدْ سُؤَالِیْ!

اَغِثْنِیْ مُرْشِدِیْ عُمْرًا بِحَالِیْ ۔۔۔ بیاضِ ابو الوقار

● **کشف القبور:** قبر پر جائے اور اسطرح سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنَا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اور پھر دوبارہ قبر کے سرہانے کی جانب منہ کر کے بیٹھے اور انگشت شہادت سر قبر پر رکھے،

رکھے اور آنکھ بند کر کے اکیس مرتبہ یا روح پڑھے پھر اکیس مرتبہ یا روح زُرْ زواج بَعْدَهُ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ بلا تعداد کہتے رہیں جبتک مراد حاصل نہ ہو۔ حصول مراد کی نشانی یہ ہے کہ صاحب قبر بالشاہدہ آئیں اور سلام کریں۔ بیاض ابوالوقار

کشف الارواح و ملائکہ ہر روح کیلئے:۔ اس ذکر کو ہمارے شیخ مغفور سیدنا ابوالوفا قدس سرہٗ نے مجھے بطور خاص کئی طریقوں سے تلقین فرمایا ہے لیکن جس کو میں نے اپنا ذاتی تجربہ اور بہت اکمل بھی ہے وہ میں آپ کیلئے نذر تحریر کر رہا ہوں۔

بطریق دستور کشف القبور روبہ بست قبر باندازِ مراقبہ بیٹھے اور طالب کو چاہیے کشف قبور ت پیٹھے اکیس بار یا رب آسمان کیطرف یا روح الارواح کی ضرب دل پر لگائے بیت کہ حال معلوم ہو جائیگا ظاہر میں یا خواب میں۔ رب الملائکہ

● **کشف روح اپنی یا کسی روح کیلئے**:۔ پس طالب کو چاہئیے کہ سید معی حالت سُبُّوحٌ اور الٰہی عاف قدوس اور آسمان کیطرف رب الملائکہ اور دل میں والروح کی ضرب لگائے اور توجہ اپنے مطلوب کا کرے۔ بس اس روح سے بیداری میں یا خواب میں ملاقات ہو اور دو ہزار بار کہنے میں زیادہ مقصد حاصل ہو اور مراد کو پہونچے۔ اسکے دیگر بہت سے فائدے ہیں۔ سیر ملکوتی و ناسوتی کے ساتھ ساتھ تسخیر عالم ناسوت و ملکوت بھی حاصل ہوتا ہے اور طالب اگر اس کا ذکر مواظبت سے کرتا رہے تو پھر کسی اور عمل خاص کی حاجت نہ ہوگی۔ (بیاض ابوالوقار)

ہر حاجت کا پورا ہونا

حاجت روائی کیلئے:۔ ایک پرچہ پر یہ آیت کریمہ لکھئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من عبد الذلیل الی رب الجلیل رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ

اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ پھر اس پرچہ کو لیکر جاری پانی میں اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ

بِمُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَ صَحْبِہِ الْمَرْضِیِّیْنَ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ

اور اپنی حاجت کا نام لے انشاء المجیب حاجت پوری ہو۔ نہایت زود اثر عمل ہے۔

نہایت زود اثر عمل :۔ ہر حاجت کیلئے اور ترقی و تبادلہ برطرفی و معطلی، بیٹے بیٹیوں کی شادی، رشتے وغیرہ جیسی بھی حاجتیں جکو لاحق ہوں پڑھ لیجئے انشاء اللہ فی الفور کامیابی ہوگی۔ وہ عمل یہ لکھا جاتا ہے پہلے اسکو زبانی یاد کر لیجئے۔

ترکیب :۔ غسل و وضو کرکے پاکیزہ مقام پر گھر کے کسی حصہ میں علیحدہ جگہ پر جانماز بچھائے اور کسی پیالی میں دہکتی ہوئی آگ رکھ کر لوبان برابر سلگاتے رہیں اور اب دو رکعت نماز کی حاجت کی نیت باندھے۔ جو حاجت آپکی ہو۔ اور دو رکعت پوری پڑھ کر سلام پھیر دیجئے ہر دو رکعت میں جو سورتیں یاد ہوں پڑھیئے کوئی قید نہیں بعد سلام یَا لَطِیْفُ ایک ہزار مرتبہ تسبیح پر پڑھیں۔ اس طرح سے سولہ بار دو دو رکعت کے ساتھ سولہ ہزار بار یَا لَطِیْفُ پورا ہو جائیگا۔ سترھویں مرتبہ دو رکعت نماز پڑھ کر بعد سلام چھ سو اکتالیس مرتبہ دعا مذکورہ پڑھیں گویا اس ورد میں (۱۶۶۴۱) بار پڑھا جاتا ہے اب یہ وظیفہ ختم ہوگیا۔ بعد ختم دعا مانگے، انشاء اللہ جو حاجت جسکی ہوگی پوری ہو جائے گی۔ اگرچہ کوئی مصیبت ناگہانی ہو، تو ایک دن پڑھ کر کافی ہوگی ورنہ تین روز برابر پڑھیئے۔ بفضلہٖ تعالےٰ ہر حاجت کیلئے یہ دعا تیر بہدف ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَقْرَبُ مِنْ کُلِّ کَرِیْبٍ وَّ اَجْوَدُ مِنْ کُلِّ جَوَادٍ

وَّ اَحْفَظُ مِنْ کُلِّ حَفِیْظٍ وَّ اَلْطَفُ مِنْ کُلِّ لَطِیْفٍ فَاَسْئَلُکَ وَ بِحَقِّ اِسْمِکَ تُسَخِّرَلِیْ مِنْ خَلْقِکَ مَنْ یَّقْضِیْ حَاجَتِیْ وَیَرْفَعُ عَنِّیْ خَصْمِیْ وَ یُنَجِّیْنِیْ مِمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَ عَادَانِیْ بِحَقِّکَ یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِیْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ کُلِّھَا۔ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ

مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ؕ

اجابت دعا کے سریع الاثر مجربات :-

بعد نماز ہمیشہ جس مراد کیواسطے پڑھے انشاءاللہ پورا ہو جب تک نہ پڑھلے بات کسی سے نہ کرے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَا قَدِيْمُ يَادَائِمُ يَافَرْدُ يَاوِتْرُ يَااَحَدُ يَاصَمَدُ يَامَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اسکو ایک مرتبہ پڑھے۔

● اول یہ آیت تین مرتبہ پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اسکے بعد سورۂ رحمٰن شروع کرے جب اس آیت پر پہونچے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ جیسے وَّيَبْقٰى پر پہونچے جو حاجت ہو اسکو مانگے بفضلہ تعالےٰ قبول ہو

● **رنج و غم اور مصیبت کا دفع ہونا :-** ایک ہفتہ روزانہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے پڑھنا چاہیئے تمام رنج و غم درد دکھ دور ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (از قرآن پاک صحت کرلیں)

● اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھ کر قبل نماز عصر باوضو گیارہ تسبیح روزانہ پڑھتا رہے تو انشاء اللہ سالانہ ترقی ہوگی۔ اور اگر بے روزگار ہے تو روزگار ملے گا۔ دعائے کاملہ یہ ہے يَابَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَابَدِيْعُ ؕ

● ہمارے شیخ نے اقتصادی پریشانیوں سے نجات اور روزگار کی ترقی کیلئے وخلاصی قرض ومقدمات، میرے ایک پیر بھائی سیٹھ رونق علی مرحوم کو اسطرح پڑھنے کو مرحمت فرمایا تھا کہ چلتے پھرتے لاتعداد پڑھتے رہیں يَابَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَابَدِيْعُ بِجَاهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ

برسرِ روزگار ہونا اور لڑکی کو بَر ملنے کا نہایت زُود اثر عمل

اگر کسی کو ملازمت کی تلاش ہے تو سورۂ یٰسین شریف کو اسطرح پر روزانہ پڑھنا شروع کرے۔ تھوڑا عرصہ بھی گذر یگا کہ انشاء اللہ ملازم ہو۔ سورۂ یٰسین شریف کو جب پڑھنا شروع کرے (مبین) پر پہونچے تو سات مرتبہ مبین کی تکرار کرے اور پھر اول سے شروع کرے اور دوسری مبین پر پہونچ کر پھر دوسری (مبین) کو سات مرتبہ تکرار کرے اور پھر اول سے شروع کرے۔ الغرض ساتوں مبین اسی طرح تکرار کے ساتھ پوری ہو جائیں اسکے بعد پھر ایک مرتبہ اول تا آخر سورہ پڑھ جائے پھر دعا مانگے روزانہ کسی وقت معمول کرے۔ ایک گھنٹہ میں یہ عمل پورا ہو جاتا ہے نہایت زود اثر عمل ہے۔ اگر کسی لڑکی کو بر نہ ملتا ہو یعنی اسکی شادی کی بات چیت کہیں سے نہ آتی ہو تو اسی ترکیب سے یہ عمل پڑھنا چاہئے انشاء اللہ چند روز بھی نہ گذریں گے کہ اسکو بر مل جائیگا اور اچھی طرح شادی بھی ہو جائے گی۔

● **دوسرا عمل:۔** اوقات میں تنہا یا کاؤں سے باہر جاکر باغ یا جنگل میں پہونچ کر صبح کاذب کا وقت ہو۔ مثلاً صبح کاذب کا وقت صبح صبح چار بجے ہوتا ہے۔ دو رکعت حاجت نماز ادا کیجئے۔ کسی صورت وغیرہ کی اس میں قید نہیں جو چاہیں پڑھیں بعد سلام کے ایک ہزار بار درود شریف اور ایک ہزار مرتبہ اس اسم کو پڑھیں بِسْمِ اللّٰہِ اَصْحَبُ فِی جَوَارِکَ انشاء اللہ جلد سے جلد ہفتہ عشرہ میں ملازمت مل جائیگی۔

روزگار بحالی، معطلی:۔ جس شخص کو روزگار نہ ملتا ہو یا معطل ہو گیا ہو تو شروع ماہ کے جمعرات وجمعہ کو روزہ رکھے۔ پہلے روزے کے دن شب جمعہ میں جب بستر پر سونے کو جائے یہ پڑھ کر سوئے وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۔۔۔ (پارہ وما ابرئ نفسی) پھر جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان اس سورت کو لکھے اور پھر افطار کر کے اسی سورت کو پڑھے اور سو بار لا الٰہ الا اللہ اور سو بار اللہ اکبر

سو بار الحمد للہ، سو بار سبحان اللہ اور سو بار استغفر اللہ اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر سو رہے جب ملی الصبح نماز کے واسطے اٹھے تو اسی آیت شریفہ کو جو ما بین ظہر و عصر کے لکھی ہے تعویذ بنا کر باندھ لے اور تجدید نیت اور عہد کے ساتھ کہے کہ اب میں کسی کو نہیں ستاؤنگا اور کسی پہ ظلم نہ کرونگا انشاء اللہ العزیز ہفتہ عشرہ میں بارو زگار ہوگا اور اگر معطل ہو گیا ہے تو بحال ہوگا اگرچہ پڑھا نہیں ہے تو اس آیت کو لکھا کے سرہانے رکھ کر سو جائے۔ فقیہ کا بارہا کا آزمودہ و مجرب ہے (بیاض ابوالوفا)

● **شادی کرنا**۔ اگرچہ کسی جگہ منسوب ہونیکے بعد رشتہ منظور نہ ہوتا ہو تو بعد ہر نماز کے آیۃ کریمہ سات مرتبہ اور اول و آخر تین بار درود شریف بعدہٗ دعا مانگے۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؀

مایوسی اولاد کیلئے

● جس کو اولاد سے مایوسی ہو اسکو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ اسکو پڑھا کرے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ؀

بچہ کا زندہ رہنا:۔ جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں تو اجوائن اور کالی مرچ دونوں پر ہر بار درود شریف پڑھ کر سورۃ والشمس چالیس بار پڑھے اور ہر مرتبہ اسپر پھونکتا جائے۔ روزانہ اس کو وہ عورت جسکے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔ صبح کے وقت پانچ کالی مرچ یا تین ذرا سی اجوائن جبتک بچہ کا دودھ نہ چھڑائیں کھاتی رہے کسی بزرگ نیک شخص سے پڑھوالیں۔ زیادہ بہتر ہوگا۔

● **حصول اولاد** جن کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو ایک پاؤ نیم گرم شیرینی پر گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل شریف پڑھ کر آدھا شوہر کو آدھا بیوی کو پینے کو دیں اور اسی رات ہمبستری

کرے۔ گیارہ دن کے بعد پھر یہی عمل کریں اور پھر تیسری مرتبہ گیارہ دن بعد یہی عمل کریں، خدا چاہے تو اولاد نرینہ پیدا ہو۔

● مایوس نہ ہو۔ یہ نقش واسطے اولاد پیدا ہونے کیلئے ہے۔ زعفران وغیرہ سے کسی پلیٹ پر لکھ کر دھوئے اور پیئے اور اسکے بعد سات روزے رکھے۔ روزہ افطار کیوقت یا پہلے یا مُصَوِّرُ اکیس مرتبہ شربت پر پڑھ کر دم کرکے عورت کو پلائے۔ یا عورت کو ترکیب بتلاوے عروج ماہ تا مقصود حصول اور ایام بیض کے روزے رکھے انشاء اللہ تعالےٰ اسی سال میں کامیابی ہوگی اور بعد خوشی کے ذکر میلاد پاک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کراوے نقش یہ ہے (از معمولات ابو الوقار) ایضاً بیاض

شیخ کی عطیات میں سے تھا اسلئے نقش لکھدیا ہے تاکہ آپ کے کام آئے بہت ہی پُر تاثیر اور زود اثر ہے میرا آزمودہ یہ نقش معظم ہے۔ آپ بھی اپنی قسمت آزمائیں اور دل کی مراد پائیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۷۹	۹۷	۷۸۶	۷۸۶
۷۶	۷۸۶	۱۸۶	۱۲۱
۵۶ ۹۹	۷۸۶	۱۲۱	۷۸۶

ہر مرض سے نجات نہ پھر دوا کی ضرورت اور نہ ڈاکٹر کی

فائدہ:۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور صلے اللہ

علیہ وسلم نے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک ایسی دوا بتلائی ہے کہ اس دوا کے ساتھ نہ کسی دوا، اور نہ کسی طبیب کی حاجت رہیگی۔ تو عرض کیا حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ تعالے عنہم نے وہ کون سی دوا ایسی ہے ؟ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں تو ایسی دوا کی سخت ضرورت ہے۔ فرمایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارش کے پانی کو لے کر تھوڑا سا اور اس پر تلاوت کرے سورۂ فاتحہ۔ سورۂ اخلاص والفلق، والناس اور آیت الکرسی ہر ایک ستر ستر بار اور اس پانی کو پیئے ناشتہ کے وقت اور شام کے کھانے کے بعد ہفتہ بھر تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ ہمیں مبعوث فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی کہا ہے یقیناً جس نے بھی اس پانی کو پیا اسکے بدن سے اللہ تعالے ہر روگ اٹھا لیگا اور تمام امراض اور دردوں سے عافیت دیگا اور جو اپنی بیوی کو پلائے اور اسکے ساتھ سو جائے باذن اللہ تعالے حاملہ ہو جائے اگر نامردوں کو پلائے تو وہ مرد ہو جائیں اور یہ زائل کرتا ہے جادو کو، بلغم کو سینے سے نکالتا ہے۔ اور سینے اور دانتوں کے درد کو فائدہ دیتا ہے اور تخمہ، اپھارہ، پیاس، استسقاء اور پیشاب بند ہونے پر کھولتا ہے اور اس پانی پینے کے بعد پچھنے لگوانے کی ضرورت نہیں رہتی اسکے فائدے اور منافع کو شمار نہیں کیا جا سکتا جو اللہ تعالے کیطرف سے ہیں اور اس کا ترجمہ میں نے کم سے کم اور مختصر کیا ہے۔

(واللہ اعلم)

اسکو میں نے بیاض مولانا نثار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد محترم سے اخذ کیا ہے اور ایک روایت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ واللہ اکبر ان سورتوں کے بعد ستر مرتبہ پڑھے لکھا ہے (بیاض غزنوی علامہ نثار احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

برائے شفاء جمیع امراض :- یَاقَدِیْمُ الْمَعْرُوْفِ یَاکَرِیْمُ الْاِحْسَانِ

احسن الینا باحسانک القدیم یا کریدم یا کریم یا کبیم اجب یا جبرائیل بحق یا بدوح بلاتعداد پڑھنا ہے انشاءاللہ شفاء کاملہ ہوگی۔

چند ضروری ہدایات برائے عملیات

*۔ وظیفہ پڑھنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ جس کام کے واسطے پڑھا جائے اس میں مہینہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے مثلاً یہ کون سا مہینہ ہے اور اس میں کون سا عمل پڑھنا چاہیئے صوفیاء کرام نے اس سے بہتر بات یہ اخذ کی ہے کہ وہ کام جلد سے جلد ہو جاتا ہے ترتیب درج ہے۔

ماہ ثابت :۔ جیٹھ۔ بھادوں۔ اگہن۔ پھاگن چار ماہ مانے جاتے ہیں۔ ان مہینوں میں وہ عمل ہوں جیسے ترقی وبلائے محبت۔ وزگی وغیرہ۔

ذوجسدین :۔ چیت۔ اساڑھ۔ کنوار۔ پوس۔ اس [illegible] دیا لاکے علاوہ دیگر عمل بھی پورے ہونگے۔ مثلاً کامیابی مقدمات۔ [illegible] محبت کی۔ تسخیر خلائق۔ حب دنیا۔ منظور عوام وغیرہ۔

منقلب :۔ بیساکھ۔ ساون۔ [illegible] [illegible] مہینے منقلب ہیں۔ برائے دشمنی وغیرہ کے جو عمل پڑھے جاتے ہیں، وہ یاد [illegible] ہیں۔

ہفتہ بھر کا سعد و نحس

اتوار - ۴½ بجے سے ۶ بجے تک نحس ہے

پیر - ۷½ " " ۹ " " "

منگل ۔ ۳ بجے سے ۹ بجے تک نحس ہے

بدھ ۔ ۱۲ " " ۱½ " " " " "

جمعرات ۔ ۱½ " " ۱۲ " " " " "

جمعہ ۔ ۱۰½ " " ۱۲ " " " " "

سنیچر ۔ ۹ " " ۱۰½ " " " " "

یہ حساب ہمیشہ کا ہے اور کسی راس سے خاص متعلق نہیں ، ہر ایک کیلئے ہے

تعویذات کس دن اور کب لکھیں؟

تعویذ برائے دوستی وغیرہ وعزو جاہ و حشمت عروج ماہ میں لکھیں۔

تعویذ ۔ برائے دشمنی و تبراعداو زبان بندی و خرابی نزول ماہ میں لکھیں۔

تعویذ لکھنے کا دن ۔ کس روز کونسا تعویذ لکھنا چاہئے

تعویذ دوستی ودشمنی وغیرہ اس فن کے علماء نے اس طرح فرمایا ہے کہ تعویذ دوستی وجاہ وغیرہ بروز اتوار لکھے ۔ اور تعویذ برائے حاکم و بادشاہ کے سامنے پیش ہونیکے اور حاجت روائی کیلئے بروز یکشنبہ لکھے ۔ تعویذ دوستی و دفع دشمن وافسون وغیرہ بروز دوشنبہ لکھے وتعویذ برائے جدائی دشمنی و تبہ و زبان بندی بروز سہ شنبہ لکھے ۔ وتعویذ دوستی و دشمنی برائے چہارشنبہ لکھے ۔ وتعویذ دوستی و زبان بندی بروز پنجشنبہ لکھے ۔ وتعویذ دوستی برائے جمعہ لکھے۔

ساعت نکالنے کا آسان طریقہ

ساعت سیارگان کی چوبیس گھنٹوں کی گھڑی کا نقشہ مندرجہ ذیل ہے ۔ سورج

نکلنے سے سورج ڈوبے تک دن میں اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے بارہ گھنٹے رات کے ایک ساعت ایک گھنٹہ کی ہوتی ہے چاہے دن میں ہو یا رات میں، مثلاً روز یکشنبہ طلوع آفتاب کے بعد پہلی ساعت ایک گھنٹہ آفتاب کی ہے دوسری زہرہ تیسری عطارد ایک ایک گھنٹہ کے بعد ساعتیں دن رات چکر لگایا کرتی ہیں اسیطرح یکشنبہ کے دن ختم ہونیکے بعد یعنی آفتاب غروب ہوجانیکے بعد دوشنبہ کی رات لگ گئی۔ شب دوشنبہ کی پہلی ساعت مشتری دوسری مریخ۔ تیسری آفتاب ہے اسی طرح پوری رات ایک گھنٹہ ساعت رہتی ہے۔ یوں ہی چوبیسوں گھنٹے شب و روز ساعتوں کی گردش رہتی ہے چونکہ ساتویں فلک پر زحل چھٹے پر مشتری، پانچویں پر مریخ، چوتھے پر آفتاب، تیسرے پر زہرہ، دوسرے پر عطارد، پہلے پر قمر، اور ہر ستارہ ہر دن سے منسوب ہے۔ اس کو نقشہ دوئم پر دیکھئے سو شرف و ہبوط اور اسی حساب سے ساعت بدلتی رہتی ہیں۔ یہ نقشہ میں نے بڑی تقویم قدیمی ۱۹۵۵ء سے نقل کیا ہے جو درج فہرست ہے۔

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین

نقشہ ساعت سیارگان
تقویم احمدی اوّل

ساعت	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
روز یکشنبہ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
شب دوشنبہ	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زہرہ	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد
روز دوشنبہ	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب
شب سہ شنبہ	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
سہ شنبہ	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر

شب چہار شنبہ	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ
چہار شنبہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ
شب پنجشنبہ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
پنجشنبہ	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد
شب جمعہ	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب
جمعہ	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
شب شنبہ	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	آفتاب	زہرہ	عطارد	عطارد	قمر
شنبہ	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ
شب یکشنبہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ

نقشہ سیارگان شرف و ہبوط دوم تقویم محمدی

ویسخر لکم ما فی السماوات وما فی الارض جمیعاً منہ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہار شنبہ	دوشنبہ
زحل	مشتری	مریخ	آفتاب	زہرہ	عطارد	قمر
ساتویں آسمان پر	چھٹے آسمان پر	پانچویں آسمان پر	چوتھے آسمان پر	تیسرے آسمان پر	دوسرے آسمان پر	پہلے آسمان پر
شرف برج میزان	شرف برج سرطان	شرف برج جدی	شرف برج حمل	شرف برج حوت	شرف برج سنبلہ	شرف برج ثور
ہبوط برج حمل	ہبوط برج جدی	ہبوط برج سرطان	ہبوط برج میزان	ہبوط برج سنبلہ	ہبوط برج حوت	ہبوط برج عقرب

برائے زبان بندی مخلوق

لا الٰہ الا اللہ برجانش عصاء موسیٰ برجگرش مہر سلیمان ابن داؤد علیہ السلام بردہنش

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؕ سات بار پڑھ کر صبح اور شام دونوں کاندھوں پر دم کرلیا کریں۔

(بیاض ابوالوقار)

حصار حفاظت جان از دشمنان و مخالفین

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ گرد من و گرد خانہ من و گرد فرزندان من و گرد دوستانِ من حاضر شدہ حصار شوی و نگہدار باشی و ضرر وار داری بحق ابن سلیمان ابن داؤد علیہما السلام و بحق اِهْیَا اِشْرَاهِیَا و بحق عَلِیْقًا وَّ مَلِیْقًا تَلِیْقًا اَنْتَ تَعْلَمُہٗ و بحق ماتلوبھم بحق لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ و بحق یَا مُؤْمِنُ یَا مُهَیْمِنُ ؕ سات مرتبہ صبح و شام پڑھکر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے سر سے پیر تک مسح کرے۔

● اگر جسم کسی جگہ پر شدید درد ہوتا ہو تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور انگلی گھماتا جائے فوراً درد رفع ہو۔ (ایضاً)

● دیگر سوتے وقت تین مرتبہ یہ پڑھے۔ یہ حصار سو سوار ستر پیادے حضرت علی بدر کے رہنے والے۔ جان ومال تمہارے حوالے۔ بعدہٗ چلو بنا کر دونوں ہاتھوں پر دم کرے اور پھر زور سے دستک دے یعنی تالیاں پیٹ دے جہانتک آواز جائیگی وہاں تک جان ومال کی حفاظت رہے گی۔ خاص طور سے ان عاملین حضرات کو یہ عمل روزانہ بلاناغہ کرنا چاہیے جو حضرات جھاڑنے یا پھونکنے کا کام کرتے ہیں۔ (ایضاً بیاض ابوالوقار)

● **برائے زبان بندی**: ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ در آخر اسم مطلوب نوشتہ نقش را تو ساختہ بر جائے بلند در مکان نہادہ میخ آہنی بر نام او سخت کند تغیر خیالات مطلوب زبان بندی خواہد شد (اعظم)

خوف کے مقام پر حفاظت کیلئے

اگر کسی ایسی جگہ پہنچنے کا اتفاق ہوجائے کہ وہاں جان کا خوف ہو تو جسقدر لوگ وہاں موجود ہوں وہ سب اسطرح بیٹھ جائیں کہ ایک کی پیٹھ دوسرے کی پیٹھ کیطرف جائے پھر ان سب لوگوں سے باہر باہر ایک دائرہ ایک دائرہ آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے کھینچ دیا جائے پھر اسطرح پڑھے۔ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ وَحِفْظًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۝ اَللّٰهُ حَفِیْظٌ عَلَیْهِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ ۝ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔
اسکے بعد تین بار یا حفیظ پھر تین بار یا حافظ حفظنا اللّٰهم احرسنا بعینك التی لا تنام واکفنا بکنفك الذی لا یرام پھر تین بار یا اللّٰہ یا رب العٰلمین پڑھے پھر خاموش ہوجائے اور سب ساتھی بھی خاموش رہیں۔ اگر ایک جماعت جنات یا انسان کی بھی لوگوں کی طرف آئیگی تب بھی وہ انشاء اللّٰہ تعالیٰ نہ تو دیکھ سکے گی اور نہ کوئی نقصان پہونچا سکے گی۔ بلکہ اللّٰہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو ان ضرر رساں جماعت کی نظروں سے پوشیدہ کردیگا۔

اسم اعظم

اسم اعظم کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ اسم اعظم پڑھ کر جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ لیکن اسم اعظم کون سا ہے؟ اسمیں علماء کا اختلاف ہے۔

ابن ماجہ شریف میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اسم اعظم قرآن شریف کی تین سورتوں میں ہے سورہ بقرہ اور آل عمران اور طٰہٰ میں ہے۔ بعض متقدمین نے کہا ہے کہ وہ اسم الحیُّ القیوم کیونکہ یہ اسم ان تین سورتوں میں آیا ہے۔ سورہ بقرہ میں، آیۃ الکرسی میں یہ اسم موجود ہے اور آل عمران کی پہلی آیات میں، اور طٰہٰ میں وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ کی آیت میں آیا ہے بہت سے اکابر علماء عظام کا یہی قول متین ہے کہ حی قیوم ہی اسم اعظم ہے۔

● جامع ترمذی میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی دشواری یا سختی پیش آتی تھی تو آپ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھا کرتے تھے۔ اور یہی عبرانی اور سریانی زبان میں توریت و زبور شریف میں اِهْیَا اشْرَاهْیَا معنی یَا حَیُّ یَا قیوم) انجیل مقدس عبرانی دعاء عیسیٰ علیہ السلام اَهْیُوْاشْرَاهِیُوْ اَدْهَشْتِنِی رجس کے معنی عربی میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے جو کوئی اس استغفار کے پڑھنے کا معمول رکھے گا تو حق تعالے اسے ہر ایک غم سے نجات دیگا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ الغرض اسمیں بھی اسم حی قیوم موجود ہے۔ گمان غالب ہے بلکہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسماء حیّ قیوم ہی اسم اعظم ہے۔ (واللہ اعلم و رسولہ)

نحوست سیارگان سے بچنے کیلئے

اگر عامل کو کوئی خطرہ سعد و نحس کالاحق ہو اسکو چاہیئے کہ ایسے خطرات کو دل میں جگہ نہ دے اور کسی وقت کو منحوس نہ سمجھے اور ستارہ کی نحوست اور

خطرات کو دور کرنے کیلئے یہ حرز دعا مبارکہ صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھتا رہے تاکہ تعویذ یا کوئی عمل کرتے وقت ستاروں کی نحوست اثر انداز نہ ہو۔

دعا :۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا هَادِيُّ يَا قَدِيْمُ يَا جَلِيْلُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا خَالِقُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ نُحُوْسَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْمِرِّيْخِ وَالْعُطَارِدِ وَالْمُشْتَرِيْ وَالزُّهْرَةِ وَالزُّحَلِ وَالذَّنَبِ بِحَقِّ يَا اَللّٰهُ يَا صَمَدُ مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

دفعیہ رجعت

اکثر عامل حضرات بازاری کتابوں سے پڑھکر وظیفے اور عمل کر بیٹھتے ہیں اور بد پرہیزی سے رجعت ہو جاتی ہے یعنی عمل ری ایکشن کر جاتا ہے بجائے فائدے کے نقصان اٹھا بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو دیکھا جان سے گئے بیوا اور بچے چھوڑ گئے لہٰذا ایسے لوگوں کو علاج فراہم کیا جاتا ہے۔ جس کسی کو رجعت ہو جائے سورج نکلنے کے وقت پہلے اول و آخر درود شریف اور درمیان دعاء قنوت تین مرتبہ اسکے کان میں پڑھے یا پڑھ کر دم کردے۔ تین روز اسی طرح تیار کرے انشاء اللہ رجعت کیسی بھی رجعت ہو جائے۔ کھانے میں اسے گڑ کا شربت گھی ڈال کر پلائیں بہت صحتیاب ہو۔

● دیگر۔ سورۂ کافرون سات بار۔ سورۂ اخلاص سات بار سورۂ فلق سات مرتبہ و سورۂ ناس سات مرتبہ اور سورۂ فاتحہ سات بار پانی پر پڑھ کر دم کر کے صبح و شام پلائیں انشاء اللہ العزیز سحر زدہ اور رجعت زدہ بہت جلد اچھا ہو جائیگا۔

● تعویذ بھی رجعت کرتی ہے اور دعائیں بھی۔ مثلاً کسی نے حب کیلئے کیا اور زیادہ نفرت ہو گئی یا محبت کیلئے کیا اور عداوت بڑھ گئی۔ وفا کیلئے کیا جفا بن گئی۔ حالانکہ

تعویذ لکھتے وقت یا نقش پُر کرتے وقت کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے نمبر میں لکھ جاتا ہے اور ایسا کبھی بار بار ہوتا ہے لیکن اس کا اندازہ نہیں کر پاتا ہے وہ متشابہ ہے جو عامل کو کامیابی سے روکتا ہے یعنی چاند کی تاریخوں کے مطابق جسے ہندی میں دِشا شول کہتے ہیں رجال الغیب کی چال کی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہو پاتا۔ اسی طرح سفر میں جو لوگ اس کا لحاظ رکھتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے یا تو وہ مردان غیب انسانوں میں سے یا جناتوں میں سے ہوتے ہیں اور جب انکا سامنا پڑ جاتا ہے تو آدمی شدید درد آزار میں مبتلا ہو جاتا ہے جو ڈاکٹر بھی نہیں سمجھ پاتے۔ اکثر لڑکیوں کی شادی کے موقع پر جب سسرال سے رخصت ہو کر آتی ہیں۔ لہٰذا دائرہ رجال الغیب آگے صفحہ پر دیا ہوا ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے تاریخ کے مطابق وظیفہ یا تعویذ لکھتے وقت اپنا رخ تھوڑا سا ادھر ادھر کر لیں پھر کوئی اڑچن و پریشانی نہیں ہوگی اور جس مقصد کیلئے کیا کر دیا جائیگا اس میں ہر حد تک کامیابی ہوگی۔ انشاءاللہ

دائرہ رجال الغیب ہے

دائرہ
رجال الغیب

مغرب

مصدقہ
جعفر شفیق رامپوری مرحوم

ایں نقشہ نقل کردہ
از بڑی تقویم محمدی است

ہمزاد کا خاص عمل تین دن میں

ترکیب ہمزاد :۔ یاردم طرنم یا اللہ ہمزادم کنتم علی ابراہیم۔ تین روز بعد نماز عشاء کے رات بھر پڑھے اور چمیلی کے تیل کا چراغ روشن کرے رکھے اور سات طرح کی مٹھائی یا میوہ سات قسم کا سرہانے رکھ لے اور مٹھائی یا میوے پر بزرگان دین، پنجتن پاک دوازدہ آئمہ کرام، اور کل بزرگان فاتحہ دیکر تیسرے روز بچوں کو تقسیم کرے۔ اور تیسرے روز سامنے آئیگا اور اسکے سر کی ٹوپی اتار لے دہمزاد سے عہد و قسم لے لیوے تاکہ کبھی دھوکہ نہ دیوے۔ اور تین تسبیح روزانہ برابر بعد نماز عشاء پڑھ لیا کرے تو وہ تابعدار رہیگا ورنہ دوبارہ محنت کرنی پڑے گی۔ اور پرہیز کرے لحم کلاں، ماہی، لہسن، پیاز اور جس کے یہاں بچہ پیدا ہوا ہو یا کوئی فوت ہو گیا ہو صرف چالیس روز کھانے کا پرہیز رکھے۔

دیگر ترکیب عمل ہمزاد :۔ لیکن یہ عمل جس کے ساتھ ہے بترکیب بالا بعد نماز عشاء مگر تڑکے پہلے اکیس مرتبہ سانس روک کر یہ آیتہ پڑھے۔ اسی طرح اکیس بار ایک رات میں، اکیس راتوں تک پڑھتا رہے۔ اکیسویں شب کو ہمزاد حاضر ہوگا۔ بطریق بالا قول و قرار لیلے۔ تاکہ خفت نہ اٹھانی پڑے اور ایام عمل میں پرہیز جلالی (جمالی) واجبی۔ بدپرہیزی کرکے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ دوسری ترکیب والا عمل فقیر نے کیا تھا۔ اور ایک ہفتہ میں کامیابی مل گئی۔ لیکن اپنی عادت کے مطابق کرنیکے بعد بطور آزمائش ترک کردیا اور پھر کبھی اسطرف ملتفت نہیں ہوئے کیونکہ اپنا مطلوب یہ سب کچھ بھی نہیں ہے اپنی مراد خاص رضائے مولا سے ہے۔

وہ آیت کاملہ یہ ہے رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝

وسوسۂ شیطانی :- جس شخص کے دل میں کثرت سے وسوسۂ شیطانی پیدا ہوتا ہو اسے چاہئے کہ بغیر زبان کو حرکت دیئے ہوئے بذکر خفی دل سے آیت مذکورہ بالا کی تلاوت بعد نماز عصر اکسٹھ مرتبہ کرے انشاء اللہ العزیز وساوس کا سلسلہ بند ہو جائیگا۔

سانپ کا عمل

پہلے اس کی زکوٰۃ ادا کرے (۳۱۲۵) بار چالیس یوم تک روزانہ ایک وقت مقررہ پر ادا کرے۔ جس جگہ پر اتفاق ہو پانی پر سات مرتبہ دم کر کے مار گزیدہ (یعنی جسکو سانپ نے کاٹا ہو) پر چھینٹا مارے فوراً ہوش میں آجائیگا۔ سننے پر فوراً جانا چاہیئے۔

" اَرۡ یَعۡ حَوَّا هِنۡدِیۡ مِهۡیَلاَ تَطۡ رَنۡ "

بچھو کاٹے کا عمل جس جگہ پر بچھو نے ڈنک مارا ہو مریض یا مریضہ کو سامنے بٹھلا کر خود یہ کہے کہ مریض اپنے درد کی جگہ ہاتھ رکھے اور اوپر سے نیچے تک رگڑتا ہوا آئے اور عامل سورۂ ناس پڑھے تین بار کر کے فوراً اچھا ہو جائے، روتا بلبلاتا ہوا آئے گا ہنستا ہوا جائیگا۔ یاد رہے یہ کلام اللہ ہے ہاتھ پیروں پر دم کرنے کیلئے نہیں آیا ہے بہت سخت وعید آئی ہے۔

- حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا کہ مجھے بچھو کا منتر آتا ہے آپ علیہ السلام نے اسے پڑھوا کر سنا پھر فرمایا ہے کہ اسکو کیا کرو۔ اور لوگوں کو نفع پہونچایا کرو۔ وہ منتر یہ ہے بِسۡمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرۡنِيَّةٌ مَلۡحَةٌ بَحۡرٌ قَطۡفَا۔ کئی بار اس کو پڑھ کر اسپر پھونک دیا جائے انشاء اللہ شفایاب ہو۔

کتے کاٹے کا عمل :- رنجھ بجاوے بندر ناچے کتا کاٹ بسٹ تا ...ے۔ کمہار کے چاک کی مٹی منگا کر سات گولی بنائے کوئی پر کس

اکیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے جس جگہ کاٹا ہو اس جگہ پھرا دے۔ اور ساتوں گولیاں ختم ہونے کے بعد ایک گولی سب گولیوں کی بنالے اور اکیس بار پڑھ کر گولی پر دم کرے زخم پر پھیرے اور گیارہ بار پھر پڑھ کر زخم پر دم کرے۔ گولی توڑے اگر اس میں بال ہو تو زہر ہے اور اگر نہیں ہے تو زہر یلا نہیں ہے بروز اتوار جنگل جھاڑ جائے۔ تو بان سلگاتا رہے۔ جو بی دیوالی میں اکیس بار ورد کر لیا کرے۔ گیدڑ یا شال کتے جتنے جانور ہیں سب کیلئے۔ مگر منتر میں کتے کی جگہ اسی جانور کا نام لے۔ یہ عمل بہت مجرب ہے ہزاروں بار کا آزمودہ ہے۔ (ایضاً)

● دیگر کتے کے کاٹے کیلئے :- سات دن ہر روز پارہ نان شبینہ پر دیا کی روٹی کے ٹکڑے پر یہ آیت کریمہ لکھ کر کھلانے کو دے انشاء اللہ العزیز الکافی کتے کے زہر کا اثر ختم ہو جائیگا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ پارہ ۳۰ سورہ طارق (القول الجمیل وبیاض)

عمل :- ایک موذی جانور کے کاٹنے پر جائے ماؤف پر یہ آیت تین تین بار پڑھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ اپنی انگشت شہادت درد کی جگہ پر رکھے انشاء اللہ العزیز افاقہ ہو جائیگا۔ (بیاض ابو الوقار)

دفعیہ آسیب، جن، بھوت، پریت

اگر کسی پر آسیب کا خلل ہو تو اس شخص کے بائیں کان میں آیت مندرجہ ذیل سات مرتبہ پڑھ کر کان میں پھونک دیا جائے انشاء اللہ آرام ہو جائیگا۔ آیت یہ ہے بعد بسم اللہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝ (۱۲ م ۲۳)

اگر کسی گھر میں جنات پریشان کرتے ہوں یا وہاں پتھر آتے ہوں یا

سا ان غائب ہوتا ہو، لوہے کی لمبی لمبی چار کیلوں پر آیات ذیل کو ہر ایک کیل پر ۲۵

۲۵ بار پڑھ کر دم کرے اور گھر کے چاروں کونوں میں ایک ایک کیل اس طور پر گاڑ دیجائے

کہ سورج نکلنے پر تین تین کونوں میں کیلیں پہلے گاڑ دیں اسکے چھ گھنٹے بعد چوتھی کیل بھی

جو کونہ خالی چھوڑ دیا تھا اس جگہ گاڑ دے۔ انشاء اللہ الغالب جنات کی تمام شکائتیں

دفع ہو جائیں گی۔ اگر کسی گھر کے چار سے زائد گوشے ہوں تو گوشوں کی تعداد کے برابر کیلئے

دم کئے جائیں اور ترکیب بالا کے تحت گاڑ دی جائیں آیت یہ ہے انھم یکیدون

کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا ہ (طارق ۳۰)

● **برائے آسیب زدہ**:۔ آب پاک پر فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں

اول تا آخر پڑھ کر اسکے منہ پر مارے باذن اللہ تعالےٰ افاقہ میں آجائیگا اور اگر وہ پانی اندر

گھر کے چھڑک دیا جائے تو آسیب گھر سے نکل بھاگے گا اور پھر نہ آئیگا۔ مجرب ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے خواص القرآن میں لکھا ہے ایک لونڈی

نے رات کو اٹھ کر پیشاب کیا ایسی جگہ جو معتاد نہ تھی (پیشاب کرنیکی جگہ نہ تھی) وہ مصروع

ہو گئی۔ جتنی صلی اللہ نے اس پر یہ پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ المص۔ طٰہٰ

طسم کہیعص یس والقرآن الحکیم حمعسق ن والقلم وما

یسطرون وہ فی الفور ہوش میں آگئی اور پھر عود آسیب کا نہ ہوا۔

● **ایضاً برائے مصروع**۔ داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت

کہے انشاء اللہ افاقہ ہو جائیگا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر انسان سے جن کا نکالنا

مراد ہو تو اسکی گوشت راست میں سات بار اذان اور سورۂ فاتحہ و معوذتین و آیۃ الکرسی

والسماء والطارق اور سورۂ حشر و سورہ صافات تمام و کمال پڑھے وہ آگ میں جل جائیگا۔

● اگر ان سب سے بھی آسیب دفع نہ ہو تو یا اور کوئی سخت بیماری ہو تو

مندرجہ ذیل آیت جلد بیمار اور آسیب زدہ کے پڑھ کر کان میں پھونکا جاتا رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفا ہوگی اور جن اپنی جان لے کر چھپتا ہوا بھاگے گا اور پھر کبھی لوٹ کر آنے کا نام نہ لیگا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس آیت کو یقین قلب کے ساتھ پڑھے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے۔

ف: یعنی بیماری ٹل جائیگی تو کیا حقیقت ہے اس آیت کے پڑھنے سے پہاڑ جیسی بھاری اور جمی ہوئی چیز بھی ٹلے بغیر نہیں رہ سکتی ہے۔

- واسطے آسیب دور ہونے کیلئے پڑھ کر دم کرے۔ آسمان سمیع زمین سمیع دن مہین دن سچ برحق یا علی یا عباس، گرو گرم تم یا میر میراں سبحانی قطب ربانی عرش کا گھوڑا نور کی تلوار، ہر دشمن کو زیر کرو یا زندہ شاہ مدار مل تو جلال تو صاحب کمال تو آئی بلا کو ٹال تو، بعد ازاں سورۂ مریم (پارہ ۱۶) کی پہلی آیت پڑھ کر دم کرے (کھیعص) صرف تین مرتبہ پڑھے آسیب و سحر جاتا رہے۔

(مجوزہ والد صاحب کرنل عبدالوحید صاحب نقشبندی)

بُری شے کی گننگ ۔ اول سات مرتبہ سورۂ قریش پڑھے ہر مرتبہ سات

سات بار سورۂ قریش پانی پر دم کرے۔

- دوسرے سورۂ فلق سات سات بار ہر ایک دفعہ سات سات بار پڑھ کر پانی پر دم کرے
- تیسرے۔ سورۂ ناس سات بار ہر ایک دفعہ سات سات مرتبہ پانی پر

دم کرے۔ اور اس پانی کو جس بدبخت ہو اسکو پیٹ بھر کے پلائے تین یوم انشاء اللہ شے بد چلا کر بھاگے گی پھر آنے کا نام نہ لے گی۔

عامل جن اور آسیب کو کسطرح اتارے۔؟

اگر کوئی آسیب زدہ مریض یا مریضہ عامل کے پاس آئے چاہیئے کہ آسیب زدہ کو بٹھلائے اور ایک مٹی کی ہانڈی یا ملیا میں پانی بھروے اور اسکے اوپر چراغ رکھے مندرجہ ذیل کا فتیلہ والا نقش لکھ کر نئی روئی اسپر لپیٹ کر بتی بنا کر خوشبودار تیل ڈال کر جلائے اور نابالغ لڑکا مگر ہوشیار اور دلیر ہو کہ ڈرے نہیں۔ چراغ کے سامنے بٹھلائے اور چراغ کی لو کیطرف دیکھے جسوقت موکلان حاضر ہوں ان سے اسوقت لڑکے کے واسطے سے بات کرے یعنی وہ لڑکا جو موکلان کو دیکھے گا تو عامل کو بتائیگا تب عامل اسی لڑکے کے ذریعہ سے بات چیت کرے اور موکلوں سے کہے کہ آسیب کو حاضر کریں اور جلائیں اگرچہ آسیب زبردست ہو اور موکلان کہیں کہ ہمارے قابو میں نہ آئیگا تو موکلان کے بادشاہ مع لشکر کے طلب کرے۔ اگر دیکھے آسیب کے ساتھ اسکی فوج بہت ہے تو بواسطہ موکلان میں سے ایک موکل حضور پرنوار سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ دربار درخواست گذارے حضور امداد فرمائیں پھر جیسے ہی سرکار مدار العالمین کی امداد ہوئی فوراً مشکل آسان ہوگی اور مریض صحت یاب ہوگا اور اس کا شکر

بری طرح پسپا ہوگا۔ بعدازاں سارے موکلوں کو سلام دعا کر کے رخصت کرے اور
شیرینی پر فاتحہ دیگر سرکار سرکاراں حضور مدار اعظم و جمیع بزرگان سلسلۂ مداریہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بچوں کو تقسیم کردے اور فتیلہ کو گل کردے۔ فقیر کا ہزارہا
بار کا تجربہ کیا ہوا ہے اور آج تک لوگ برابر مداری فتیلہ کے نام سے آتے ہیں اسکی
وساطت سے ہم حاضرات کر کے جو طریق بالا میں تحریر کیا ہے آسیب زدہ لوگوں کا
علاج بآسانی کرتے ہیں اور یہ مداری فتیلہ اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ ایک
تو یہ باموکل زبردست ہے دوسرے طریقے میں کسی عامل کی ضرورت نہیں پڑتی۔
اور اسکے موکل حاضر ہوکر آسیب زدہ کے جن یا سحر وغیرہ جو کچھ بھی ہو اسے حاضر کر کے جلا
دیتے ہیں صرف مریض کو تین رات کم از کم ایک گھنٹہ تک چراغ دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ
فتیلہ پردہ دار عورتوں کیلئے زیادہ مفید ہے۔ جیسیں شریعت زیادہ ملحوظ ہے۔

دم مدار بیڑا پار صلے اللہ علی النبی المختار و علی آلہ الاطہار۔

دیگر طریق فتیلہ مداری اینست ۔ اگر کسے را آسیب زیادہ تر شدید
ومظالم باشد ایں فتیلہ نوشتہ آمد آں فتیلہ پنبہ تو پیچیدہ در قرع آب نارسیدہ
روبروئے آسیب زدہ تا سہ روز و روز سہ شب روشن کن خواہ سہ فتیلہ در سہ
شب خواہ یک فتیلہ در سہ شب بعمل آرد انشاء اللہ دفع خواہد شد صدہا مرتبہ در تجربہ
آمدہ بے خطا تیر بہدف است۔ فتیلہ مذکورہ باموکل اینست۔

بحق اھیا شراھیا البجل البجل البجل الوحا الوحا الوحا الساعت
الساعت الساعت اجب یا جبرائیل اجب یا میکائیل اجب یا
دردائیل اجب یا حتمائیل بحق یا بدوح۔

فتیلہ مداری

نوٹ:۔ واضح رہے کہ فتیلہ کے سرکوک کا بالائی حصہ ہے اسی طرف بتی کی پاس کی جلائی جائے گی تینوں رات ایک فتیلہ یا تین صرف روئی ہی جو ایتل کے ذریعہ جلتی رہی اسکے اندر کا نقش والا کاغذ نہیں جلنا چاہیے.

اجب
یا جبرائیل،

بحق یابدوح | بحق یابدوح

٣	١٦	١
٨	١٠	١٣
٩	٤	٧

اجب یا دردائیل | اجب یا میکائیل

بحق یابدوح | بحق یابدوح

اجب
یا احتمائیل

بحق یابدوح | بحق یابدوح

فتیلہ میں گرمی پہونچانا مقصود ہے کیونکہ اپنا ایمانی ضمیر کبھی اسکو گوارہ نہیں کرے گا اہل محبت کے دستور نرالے ہیں۔ اور دیئے کا بچا ہوا روغن مریض کے کانوں میں ایک ایک بوند ڈال دیں جس سے اندرونی اثرات بھی زائل ہو جائیں۔ جو عمل

٨	١١	١٤	١
١٣	٢	٧	١٣
٣	١٦	٩	٦
١٠	٥	٤	١٥

بحق اھیا اشراھیا الجل الجل الجل
الوحا الوحا الساعت الساعت العت

حاضرات وغیرہ کے دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک آدھ اور معین عامل کے پہلے صفحوں پر آسیبی خلل کے لئے خاتم سلیمانی ہے۔ جب عمل آپ کا عمل کے آپ عامل بن جائیں جو، تو پھر یہ آپکی مرضی جا ہے۔ آئینہ پر، یا انگوٹھی پر بدست ہو جائے۔ یا انگوٹھے پر کاجل، سیاہی لگا کر جا ہے۔ یا بچے کی آنکھ بند کروا کر دیوار پر دیکھیں۔ ساری وضاحت برائے افادیت عوام میں کر دی ہے آپ فائدہ اٹھائیں اور مخلوق خدا کو نفع پہونچائیں اور فقیر کے حق میں دعاء خیر عاقبت فرمائیں۔

دیگر فتیلہ آسیب کا فوراً

اللہ دار	اللہ دار	اللہ دار
اللہ دار	اللہ دار	اللہ دار
اللہ دار	اللہ دار	اللہ دار

دفع ہونا :۔ یہ فتیلہ جلائیں فوراً دفع ہو اور جنون و پاگل پن کیلئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

نوع دیگر :۔ یہ فتیلہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی جنکو ہمارے سرکار سیدنا سردار العالمین روحی فداہٗ سے خرقہ بیعت یعنی خلافت و اجازت عطا ہوئی اور حضرت مخدوم سمنانی لطائف میں رقمطراز ہیں کہ آٹھ سو بزرگوں سے میں نے استفادہ کیا لیکن میری تشنگی نہیں مٹی۔ تب حضرت قطب المدار کی صحبت فیض بابرکت میں بارہ سال گذارے اور اپنی مراد کو پہونچے تو یہ بھی ہمارے ہی بزرگ ہیں۔

برائے دفع بلیات چراغ میں روشن کرے۔

(جد کریم مولانا شاہ احمد صاحب حنفی علیہ الرحمۃ)

ححححححح ححححححح ححححححح ححححححح ححححححح ححححححح

نوع دیگر

یہ نقش قل ہو اللہ فتیلہ سید مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس وقت حاضرات کرانا منظور ہو یہ فتیلہ لکھ کر آسیب زدہ کے سامنے چراغ میں جلادے۔ آسیب زدہ کے دیکھتے ہی دیکھتے آسیب حاضر ہوگا اور دفع ہونا چاہے۔ یا پھر جل جائیگا۔

فتیلہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

۵۸۶

١٠	٣	٨
٥	٧	٩
٦	١١	٤

اللہ الصمد

٩	٠	٥
٤	٧	١٢
=	٣	٤

٢٥	٢٨	٣١	١٨
٣٠	١٩	٢٤	٢٩
٢٠	٣٣	٢٦	٢٣
٢٧	٢٢	٢١	٣٢

٤	٥	٠
=	٨	٤
٦	٥	٧

ا•	اد	الم
اہ	الم	اا
الد	ط	ام

نوع دیگر: ۔۔ برائے آسیب زدہ مثل بھوت و چڑیل وغیرہ کیلئے اس فتیلہ کو لکھ کر چراغ میں روشن کرے آسیب حاضر ہو کر عاجزی کرے

فتیلہ یہ ہے

ھاھاھا	= = =
ھاھاھا	= = =

ایضاً۔ واسطے دفع آسیب کے یہ پلیتہ جلائے۔

ســ ۸ ۸ ۸ ــــ ہ

ایضاً۔ اس طلسم کو لکھ کر فتیلہ بنا کر دھواں آسیب زدہ کی ناک میں پہونچا دے۔

صـــ ۱۸۸۹۹ ــــ ہ

ایضاً۔ اس طلسم کو لکھ کر آسیب زدہ کو دھونی دے

طلسم یہ ہے

صـــ ۱۱۱۹۹ ــــ ہ

ایضاً۔ جن کے جکوتا یا ہو اس فتیلہ کو لکھ اس کی ناک میں دھونی دے

فرعون	ابلیس	ہامان	فرعون	ابلیس
ہامان	فرعون	ابلیس	ہامان	فرعون
ابلیس	ہامان	فرعون	ابلیس	ہامان

جن بھاگ جائیگا یا جل جائیگا اور نیچے نقش کے یہ لکھدے ہر کہ در وجود فلاں بن فلاں مستولی گشتہ بسوزد۔ پیر مرشد اکثر و بیشتر ایسے مریضوں کے لئے یہی نقش لکھ کر دیتے تھے اور فائدہ ہو جاتا تھا۔ (نقل کردہ از بیاض ابو الوقار)

ایضاً۔ اس نقش کو لکھ کر بازو پر باندھے

نقش یہ ہے ←

۷۸۶

لا الٰہ	الا اللہ	محمد	رسول	اللہ
یا اللہ	یا رحمٰن	یا رحیم	یا ستار	یا غفار
یا کریم	یا وھاب	یا سبوح	یا غفور	یا شکور

ایضاً: نقش کو گھول کر پلائے نقش یہ ہے ←

۷۸۶

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

ایضاً۔ جس گھر میں دیو یا چڑیل وغیرہ ہو اس گھر میں اِس نقش کو پورب سمت لگادے نقش یہ ہے ←

۷۸۶

۱۷	۱۹	۱۵	۴
۱۹	ع	۳	۳۰
۱۱	۲	۱۲	۸
۱۸	۳۱	۹	۲۷

ایضاً۔ جس مکان میں آسیب کا خطرہ ہو اور جن پتھر وغیرہ پھینکتے ہوں یا مال و اسباب چوری کرتے ہوں یا خبیث روحیں عورتوں کو پریشان کرتی ہوں تو اس نقش کو لگادے۔ یہ ہے ←

۷۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

ایضاً۔ ہر مرض و ہر آفت کیلئے شیخ علیہ الرحمۃ یہی نقش اکثر بانٹتے تھے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن عورتوں و مردوں کے لئے برابر ہے ←

۷۸۶

ہ	لا	ل	ا
د	م	ح	م
ر	ا	د	م

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

ایضاً۔ دوسرا نقش پندرہ کا۔ یہ بھی کثرت سے عرس کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے اور لیجاتے تھے۔

یہی نقش پہننے اور دھو کر پینے کیلئے بھی بتاتے تھے اور خاص طور سے برادرانِ وطن

کیلئے دیتے تھے۔ نقش یہ ہے ←

۵۸۶

۶	۷	۹
۸	۵	۲
۱	۳	۴

ایضاً۔ بچوں کیلئے۔
اس طلسم کو لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالے

۱۱۲ ... ۱۱۱۱ لع ... بچہ ہر مرض و سحر و نظر بد اور رونے سے بچا رہیگا۔

ف۔ جو شخص اللہ محمد سار مذکور ہے اگر کوئی شخص شکایت کرے زیادہ خوف اور ڈر کا تو اس آیت کا اضافہ کرے ولا یئودہ حفظھما وھوالعلی العظیم۔
اگر شکایت کرے کہ اختلاج قلب کا تو اضافہ کرے اس آیت کا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اگر ذکر کرے مقدمات کا تو لکھے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بحق کھیعص حمعسق کا اگر ذکر کرے کہیں اپنی بات منوانے کیلئے تو یہ آیت لکھنے کا اضافہ کرے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم
اگر زیادہ بیمار ہے تو واذا مرضت فھو یشفین۔ اور کفار کیلئے وہی نقش پندرہ کا دیتا ہے۔ اگر بخار ہے تو قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم۔
اگر کسی کا شوہر ناراض ہے تو یہ آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العظیم۔
اور زہر سے بچنے کیلئے بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم لکھے۔

- تعظیم اور عظمت کیلئے یہ آیت واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعنہ مکانا علیا۔
- اور کافروں کے لئے ہر کام کے واسطے بغیر کسی آیت کے سادہ نقش اللہ محمد مدار کاریں انشاء اللہ ہر مہمات و مقدمات وغیرہ میں کامیابی ہوگی (بیاض ابوالوفاء)

ایضاً:۔ یہ نقش آیات شفا کا ہے لاعلاج مریضوں کو دھو کر پلائیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ نقش یہ ہے

۴۸۶

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

ایضاً:۔ بخار کیلئے یہ نقش لکھ کر دے اور داہنی کلائی میں باندھے۔ کیسا بھی بخار ہوگا اتر جائیگا اور یہی پینے کو دے۔ اور اگر دروازہ پر یہ نقش لگادے تو سحر و آسیب سے محفوظ ہے

۴۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

نظر پھر نظر ہے

سب سے پہلے سمجھ لینا چاہیے کہ نظر مثل زہر ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بعض آدمیوں کی آنکھ میں پیدا کر دیا ہے جسطرح کہ بچھو کے ڈنک میں اور سانپ کے منہ میں زہر دیدیا ہے اسی طرح بعض آدمیوں کی آنکھ میں یہ زہریلی تاثیر پیدا کر دی ہے۔

نظر شیشہ تو کیا پتھروں کو چٹخا دیتی ہے۔ دریاؤں کے پانی کو سکھا دیتی ہے یہی نظر بد جب کبھی ہرے بھرے باغوں پر پڑتی ہے تو درختوں کو جھلسا دیتی ہے۔ اور انسان کو جب یہ لگ جاتی ہے تو قبرستان تک پہونچا دیتی ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ نظر صرف انسان ہی کو لگا کرتی ہے بلکہ جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ حیوان، لکڑی، درخت، کھیتی، باغ، مکان، دوکان، کارخانہ، آمدنی، پیداوار، مال و دولت، غرضکہ ہر چیز کو لگ جاتی ہے اسلئے نظر لگنے کی حفاظت کیلئے اللہ رب العزت نے

اپنے پیارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس کا علاج بھی ظاہر فرما دیا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے یا اپنے مال وغیرہ پر نظر لگنے کا اندیشہ ہو تو اسے چاہیے کہ سورہ نون کی آخری آیت تین مرتبہ پڑھ کر اندیشہ والی چیز پر دم کر دے۔ وہ آیت یہ ہے۔ وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون ۵ وما ھو الا ذکر للعلمین۔ اگر کسی کو کوئی چیز بہت اچھی معلوم ہو خواہ وہ اپنی ہو یا دوسرے کی ہو اور وہ مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان اور باغ ہو یا کھیت، یا کوئی کاروبار بہر کیف اسی وقت ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لینا چاہیے۔ کیونکہ اسکے پڑھنے سے اللہ تعالےٰ کی نظر بد کی تاثیر کو روک دیتا ہے اور اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اسکی نظر بہت سخت لگ جاتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے کسی چیز کو دیکھا ہی نہ کرے۔ اور اگر اتفاقیہ کسی چیز پر نظر پڑ جائے تو اسی وقت اسکو یہ دعا پڑھ لینا چاہیے۔ اللھم بارک علیہ

حضرت امام شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے صراط میں بیان کیا کہ ایک بار ایک لڑکا سخت بیمار ہوا کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو ایک روز میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں تو آیاتِ شفا سے اب تک کیوں غافل رہا؟ یعنی ان آیات کے ذریعے علاج کیوں نہیں کیا۔ آیاتِ شفا یہ ہیں۔

(۱) وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ (۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (۳) یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۔ چنانچہ شیخ ابو القاسم قشیری علیہ الرحمۃ

کہتے ہیں کہ میں نے ان آیات کو چینی کی رکابی یا کاغذ وغیرہ پر لکھ کر پھر پانی میں گھول کر مریض کو پلایا تو اس نے ایسی شفا پائی کہ گویا وہ بیمار ہی نہ تھا۔

حضرت عبداللہ علیہ الرحمۃ جو کہ ایک عالم ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں سفر میں تھا اور میرا اونٹ بہت اچھا اور تیز رفتار اور چالاک تھا رستہ میں ایک جگہ قیام کیا تو وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ اس مقام پر ایک شخص ایسا ہے کہ اسکی نظر بہت تیز ہے اور وہ نظر بد لگانے میں بہت مشہور ہے چونکہ تمھارا اونٹ عمدہ اور تیز رفتار ہے اسلئے خطرہ ہے کہ وہ تمھارے اونٹ کو نظر نہ لگادے اور اونٹ ضائع ہوجائے میں نے کہا کہ میرے اونٹ کو اسکی نظر نہیں لگے گی یہ خبر جب اس نظار شخص کو پہونچی تو وہ میرے اونٹ کو دیکھنے آیا اور خوب نظر جما کر اونٹ کو دیکھا اسکے دیکھتے ہی وہ اونٹ گر پڑا لوگوں نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ بد نظر تمھارے اونٹ کو نظر لگا گیا ہے۔ یہ سنکر میں نے اس شخص کو بلوا کر اپنے روبرو بٹھایا اور یہ منتر پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ حَبْسٌ حَابِسٌ وَّ شَجَرٌ يَابِسٌ وَّ شِهَابٌ قَابِسٌ رَّدَدْتُ عَيْنَ الْعَائِنِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ چنانچہ جسوقت میں نے اس منتر کو پڑھا اسی وقت اس شخص کی آنکھ نکل پڑی اور میرا اونٹ اچھا ہو گیا۔

ف:۔ زیادہ تر گنوار اور پس ماندہ عورتیں اور بعض آدمی منتروں کے ذریعہ یا سفلی عمل سے نظر بد لگانے کی مشق کرتے ہیں اور ان کی ابتداء اپنی یقینی معلومات میں اس ڈھنگ سے ہے کہ پرکار عمل سے پہلے سفلی گر سات سینکیں غلیظ نشں چکھتے ہیں۔ یہ اسطرح اسکی سدھی ہوجاتی ہے اور اسے فن سفل کی اصطلاح میں ڈیٹ اور ٹونہ لگانا کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کی نظر بد اسطرح کارگر ہوجاتی

جو لوگ ایام طفلی میں پاخانہ پیشاب کر بیٹھتے ہیں تو خاک یا چونا کی قسم کھاتے کھاتے وہ اپنا غلیظ یعنی پاخانہ کھانے لگتے ہیں اور یہ نادانستہ ہوتا ہے لیکن دانستہ ضرورت کے تحت کیونکہ بچوں کے دانت نکلتے وقت شمیت یعنی کیلشیم کی کمی ہو جاتی ہے اور وہ بچے فطری حاجت کی وجہ سے زمین یا دیواروں پر انگلیاں مار مار کر چونا کچھ مٹی وغیرہ چاٹا کرتے ہیں جس سے پیٹ میں کرم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ضرورت اب بچے کی نہیں بلکہ ان کیڑوں کی ہوتی ہے جو معدہ میں پاخانہ کھاتے رہتے ہیں اور یہی بچے جب اس حرکت نازیبا کا ارتکاب کرتے ہیں تو اپنے آپ ان میں وہ زہریلی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ بنا بریں کہے ہوئے ان کی سدھی بدھی سدھ ہو جاتی ہے۔

ف: منتر سے نظر کو فائدہ ہوتا ہے۔ نظر لگانیوالے منتر کیوقت موجود ہوں تب بھی اثر ہوتا ہے اسکی عقلی دلیل یہ ہے کہ جبکہ جادو ٹونہ غائب شخص پر اثر انداز ہو جاتا ہے تو اسماء الہٰی جو کہ بہت برکت اور لطافت رکھتے ہیں وہ کیونکر اثر انداز نہ ہونگے۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نہاتے ہوئے دیکھا تو ان کا جسم دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم ایسا خوبصورت جسم ہے کہ میں نے ایسا جسم نہ کسی مرد کا دیکھا اور نہ عورت کا۔ عامر رضی اللہ عنہ کے ایسا کہتے ہی سہیل رضی اللہ عنہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔ یہ خبر نبی کریم رؤف صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ علیہ السلام حضرت عامر رضی اللہ عنہ پر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ہم میں سے ایک بھائی دوسرے بھائی کو کیوں ہلاک کرتا ہے اور وائے عامر تو نے اس (سہیل)

کیلئے برکت کی دعا کیوں نہیں کی تھی (یعنی جب تو نے اس کا جسم خوبصورت پایا تھا تو تو نے دعا اللھم بارك علیہ کیوں نہیں پڑھی تھی) اگر تو اس کیلئے برکت کی دعا کر دیتا تو اسکو نظر نہ لگتی۔ پھر آپ نے انھیں اپنے اعضاء دھونے کا حکم دیا تو عامر رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں اپنے مقامات استنجاء اور منہ کہنیوں سمیت ہاتھ اور پیر دھوئے اور اس پانی کو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ پر ڈالا گیا چنانچہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ اسی وقت ہوش میں آ گئے۔

ف۔ مواہب میں اعضاء دھونے کی ترکیب اسطرح لکھی ہے کہ ایک برتن (طشت یا بالٹا، بھگونہ وغیرہ) میں پانی بھر کر نظر لگانے والے سے کہا جائے کہ داہنے ہاتھ میں پانی لیکر کلی کرے۔ کلی کا پانی اسی برتن میں ڈال دیا جائے پھر ہاتھ کہنیوں تک اسی برتن میں دھوئے پہلے داہنا پھر داہنے پیر کو بائیں ہاتھ سے اور بائیں کو داہنے ہاتھ سے اسی برتن میں دھوئے پھر ازار کے اندر کا بدن دھو کر وہ پانی بھی اسی برتن میں ڈال دیا جائے اس عمل میں یہ خیال رہے کہ وہ برتن جسمیں دھوون کا پانی جمع ہو زمین پر نہ رکھا جائے پھر اس پانی کو نظر زدہ شخص پر ڈالا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اسی وقت وہ اچھا ہو جائیگا۔ اس علاج کو اگر عقلی طور پر دلنشین کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ بے سود اور بے فائدہ ہے اس علاج میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ اور اگر دخل ہے بھی تو طوالت کی وجہ سے میں عامل میں نہیں تحریر کر رہا ہوں تیسرے حصہ معمولات ابوالوفاء میں مدلل اور جامع بحث کی گئی ہے جو آپ کو تسکین و یقین دے پائے گی۔ مسلمان کیلئے تو بس یہی لائق ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کے فرمان پر یقین کامل رکھے کہ وہ ضرور سچا ہے عقل میں آئے یا نہ آئے کیونکہ اگر پیغمبر علیہ السلام کی بات کو عقل اور

سمجھ میں آنیکے بعد مان لیا تو یہ تو سمجھ میں آنے کی وجہ سے ماننا ہوگا۔ غیر مسلم لوگوں سے جھاڑ پھونک گنڈا تعویذ کرانا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں شرک کفر کا امکان غالب ہے۔ یعنی غیر اللہ کے ناموں اور انکی دعائیوں وغیرہ کو شفایابی کی کوشش اور ذریعہ بنانا ہوگا۔

اسی طرح جاہل عاملوں سے بھی گنڈے کرانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عمل کفریہ شرکیہ الفاظ سے بوجہ جہالت احتیاط برتنے سے قاصر ہوتے ہیں۔"

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اپنی اہلیہ کے گلے میں ایک گنڈہ پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے ؟ کیسا گنڈا ہے۔ بیوی نے کہا کہ میری آنکھوں میں درد رہتا تھا۔ لیکن جس دن سے فلاں یہودی نے مجھے گنڈا بنا کر دیا ہے میری آنکھ اچھی رہا کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیری آنکھ میں شیطان چبھن دیتا رہتا تھا اور جب اس نے تجھ سے شرک کروالیا (یعنی غیر مسلم پر عقیدت کروائی اور غیر اسلامی طریقہ کے گنڈے پر تو رضامند ہو گئی) تو اس روئے دو تیرے پاس نہیں آتا اب تجھے لازم یہ تھا کہ تو وہی پڑھتی جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے کہ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

ف۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم سے بنوایا ہوا گنڈا یا تعویذ استعمال کرنا درست نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیان کردہ دعا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آنکھ دکھنے کو بھی فائدہ کرتی ہے اور اس دعا کے الفاظ بھی اس قسم کے ہیں کہ ہر مرض اور ہر تکلیف میں اس کا پڑھنا مفید ہوگا۔

اگر کسی کو نظر لگ جائے تو اسے یہ دعا پڑھنا چاہیے۔ بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصَبَھَا۔ اگر کسی جانور کو نظر لگ جائے تو اس دعا کو چار بار پڑھ کر اس کے نتھنے میں پھونک دیا جائے لَا بَاْسَ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا یَکْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ۔

نقش سیفی

مشکلات کے حل کرنے میں اور ہر مراد و ہر حاجت کو بر لانے کیلئے یہ نقش معظم اکسیر صفت رکھتا ہے جو کوئی شخص اس تعویذ کو اخفاء کے ساتھ لکھ کر یا کسی بزرگ اور صالح مسلمان سے لکھوا کر اپنے پاس رکھے گا اسکو کوئی مشکل پیش نہ آئیگی اور آنے والی مصیبت حکم خدا سے ٹل جائیگی جو کوئی اس نقش کو اپنے گلے میں ڈالے گا عزیز خلائق ہوگا جسکے سامنے جائیگا وہ عزت کریگا۔ ظالم مہربان ہوگا، دشمن دوست ہوگا، دوست مطیع ہوگا فرمانبردار و تابعدار ہوگا۔ اگر کسی بیمار کے گلے میں ڈالا جائیگا تو اسکو خدائے تعالےٰ شفاء کامل عطا فرمائیگا اور جسکو آسیب کا خلل ہو سات روز تک برابر اس نقش کو گھول کر پلانے سے آسیب دور ہو جائے گا۔ نظر بد یا سحر کا گمان ہو گلے میں ڈالنے سے آرام ہوگا۔

۷۸۶

۱۸	۲۱	۲۵	۱۶۵۶۱۱
۲۴	۱۶۵۶۱۲	۱۷	۲۲
۱۶۵۶۱۳	۲۷	۱۹	۱۶
۲۰	۱۵	۱۶۵۶۱۴	۲۶

فلیتہ واسطے درد سر کا اور دور کرنے اجنہ وغیرہ کیلئے۔ فلیتہ بنا کر جلائے اسکی ناک میں دھونی دینے سے جن وغیرہ دور ہوں اور سر کا درد فوراً جاتا رہے۔ وہ یہ ہے۔

ایضاً۔ اس نقش کو بخار کے دفیعہ کیلئے لکھ کر گلے میں ڈالے اور پینے کیلئے بھی دے

برائے امراضِ چشم

وضعف بصیرت و بصارت اسی آیت شریفہ کو، مرتبہ صبح و شام پڑھ کر آنکھوں پر دم کرے اور یہ نقش پہنے اور پینے کیلئے دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْنَا یَانَارُ کُونِی بَرداً وسلاماً علیٰ ابراہیم

۴۸۶

۳۰۲	۳۱۷	۳۱۶	۳۰۵
۳۱۴	۳۰۷	۳۰۸	۳۱۱
۳۰۹	۳۱۲	۳۱۳	۳۰۶
۳۱۵	۳۰۴	۳۰۳	۳۱۸

صلے اللہ علی النبی الامی وآلہ واصحابہ اجمعین

نقش یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید

۵۴۴	۵۵۸	۵۵۴	۵۵۱
۵۵۵	۵۵۰	۵۴۵	۵۵۷
۵۴۹	۵۵۲	۵۶۰	۵۴۶
۵۵۹	۵۴۷	۵۴۸	۵۵۳

والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم

دوسری ترکیب

زیادتی روشنی آنکھوں کیلئے نہایت مجرب ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت اذان ہو اثنائے اذان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم مبارک آئے تو درود شریف پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے پر دم کر کے آنکھوں پر لگائے۔ یہ عمل، حدیث تریب موضوع کی بحث سے علیحدہ ہے یہ طریقہ، عمل قُرَّۃُ عَیْنِی بِکَ یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَسَلَّمْ

نقش برائے حفاظت:۔

حفاظت حمل وحفاظت اطفال، و حفاظت مکان واز ظلم ظالم وحفاظت شیاطین وحفاظت زراعت وآتش ودزد وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

۵۹۶	۶۱۰	۶۰۷	۶۰۴
۶۰۸	۶۰۳	۵۹۷	۶۰۹
۶۰۲	۶۰۵	۶۱۲	۵۹۸
۶۱۱	۵۹۹	۶۰۱	۶۰۶

ایضاً۔ برائے دفع بدخوابی وحفاظت

از سحر و شیاطین وچڑیل بھوت وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ

التامۃ من غضبہٖ وعقابہٖ وشر عبادہٖ

۴۸۶

۱۳۲۳	۱۳۲۷	۱۳۲۷	۱۳۱۶
۱۳۲۹	۱۳۲۲	۱۳۲۸	۱۳۲۸
۱۳۱۸	۱۳۲۴	۱۳۲۵	۱۳۲۱
۱۳۲۶	۱۳۲۰	۱۳۱۹	۱۳۳۱

ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون وصلوٰۃ اللہ علی النبی الکریم

ایضاً۔ برائے نظر بچہ یا جانور یا کھیتی کیلئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ ومن شر کل عین لامۃ وصلے اللہ علی النبی الامی وآلہٖ المرسل الی الخلق اجمعین الکریم

ایضاً۔ بلاو آفت وباد وطاعون وچیچک سے حفاظت کیلئے اس دعا کو لکھ کر دروازے پر لگائیں۔ حفظ ماتقدم کیلئے ہے شاہ مردان شیر یزدان قوت پروردگار لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار المدد یا سید بدیع الدین مدد شاہ مدار لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمہ المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمہ

نقش برائے زیادتی شیر

زیادتی شیر عورت یا جانور یا کسی کا پاخانہ وپیشاب بند ہوگیا ہو لکھ کر گلے میں ڈالے اور حیض جاری ہونے کیلئے مجرب ہے۔

نقش یہ ہے ← مرج البحرین یلتقین بینھما برزخ لا یبغیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش بچہ کے بڑھنے کیلئے

اور شکم میں جن بچوں کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ یا جو ماں کے پیٹ میں

۷۸۶	۰۹۷	۷۹۸	۷۸۳
۷۹۲	۷۸۹	۷۸۸	۷۹۵
۷۸۷	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۰
۷۹۹	۷۸۴	۷۸۵	۷۹۶

بڑھنے سے بند ہو جاتا ہے اور جس کے اولاد نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بھی اولاد نرینہ عطا فرما دیتا ہے غیر مسلموں کو بھی یہ نقش دے سکتے ہیں بس اتنا خیال رکھیں کہ آئیتیں نہ لکھیں۔

۷۸۶

۹۳۳	۹۴۲	۹۴۴	۹۳۰
۹۳۸	۹۳۶	۹۳۵	۹۴۱
۹۳۴	۹۴۰	۹۳۹	۹۳۷
۹۴۵	۹۳۱	۲۳۲	۹۴۲

ایضاً۔ برائے زیادتی شیر۔ جس گائے بھینس یا بکری کا دودھ کم ہو گیا ہو تو یہ نقش لکھ کر اس جانور کے گلے میں موم جامہ کر کے باندھیں خدا تعالیٰ چاہے تو دودھ جاری ہو جائیگا۔ ←

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ	مفضل	ذالک
یشاء	من	یؤتیہ
العظیم	ذوالفضل	واللہ

ایضاً۔ اگر گائے یا بھینس کے یا عورت کا دودھ کم ہو گیا ہو تو اس نقش کو باطہارت اور پاک کپڑے میں باندھ کر گلے میں ڈال دیں بحکم خدا دودھ زیادہ ہوگا اگرچہ مدھانی میں باندھ کر چلائیں مکھن زیادہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فی کل سنبلۃ	مثل الذین	انبتت
اموالہم	کمثل حبۃ	سبع سنابل
فی سبیل اللہ	مائۃ حبۃ	ینفقون

برائے اسقاط حمل

اس نقش کو لکھ کر موم جامہ کر کے کمر میں حاملہ باندھے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ شکم میں بحفاظت رہے۔ ←

۷۲	۷۵	۷۸	۶۵
۷۷	۶۶	۷۱	۷۶
۶۷	۸۰	۷۳	۷۰
۷۴	۶۹	۶۸	۷۹

برائے دردِ زہ

دردِ زہ کیلئے لکھ کر گلے میں باندھے بوقت ولادت خلاصی کیلئے آیۃ مذکور قند سیاہ یا بنگلہ پان پر پڑھ کر دم کر کے کھانے کیلئے دے۔ فی الفور انشاء اللہ فائدہ ہو جائے گا۔

نقش یہ ہے۔ ←

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والقت ما فیہا وتخلت واذنت لربہا وحقت

۱۲۲	۱۱۸	۱۳۱	۱۱۵
۱۲۰	۱۱۶	۱۲۱	۱۱۹
۱۱۷	۱۲۳	۱۱۶	۱۲۰
۱۱۷	۱۱۹	۱۱۸	۱۲۲

نقش برائے ہر مرض و زہر و درد کیلئے

پینے کیلئے اور پہننے کیلئے دیا جائے
اور نقش پندرہ تمام تعویذات کی ام
ہے اور یہ نقش اسم ذات و رجال الغیب
کا ہے۔ اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ نقش
حوا کا ہے اسکی اگر شرح کیجائے تو طوالت
ہوگی۔ یہ نقش تمام حروف اور تمام اسماء جلالی و جمالی سے ہے

نقش یہ ہے

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

ایضاً۔ برائے حاملہ۔

رفع درد شکم جو حاملہ کو عارض ہو یا بچہ
حرکت نہ کرے یا اور کوئی خلل واقع ہو۔ یہ
نقش لکھ کر ناف پر باندھے صحتیاب ہو
مجرب ہے۔

۷۸۶

۹	۳	۶	۲
۵	۳	۸	۴
۴	۸	۱	۷
۲	۶	۵	۰

برائے دفع درد۔ درد جگر و قولنج یعنی سول

۵۵۵۵۵ ۵ ح ح ۱۱۱۱۱ ع ع

اس عزیمت طلسم کو لکھے اور پانی سے دھو کر پلاوے۔
بفضلہ تعالیٰ فی الفور دفع ہو جائے مجرب ہے

نقش برائے عورت۔ خون از اندام نہانی بلا عادت کے
جاری ہو اور کسی طرح سے بند نہ ہوتا ہو۔ اس نقش کو لکھ کر
کمر میں باندھے صحت ہو اور اسی نقش کو شیشی میں پانی
ڈالدے اور بوقت ضرورت پیتی رہے۔ نقش یہ ہے

۷۸۶

۱۰	۵	۱	۸
۵	۴	۴	۱۱
۱۶	۹	۷	۲
جمال	۶	۱۲	۱۳

بازوبند حضرت قطب المدار سید بدیع الدین احمد رضی اللہ عنہ جامع النقوش دافع الوحوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح
یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابجوح یابدوح	یابدوح یابدوح
یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح
یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح	یابدوح یابدوح

اگر کوئی لکھ کر بازو پر باندھے تو تمام افتاد وبلاء سے بے خوف وخطر ہو۔ آگ سے جلنے اور پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رہے اور بدنظر وجادو سحر سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے کا اثر زہر نہ کرے نقش بازوبند حرز جاں ہے ہزار ہا لوگوں کو دیا گیا اور کامیاب ہوئے اسکے فائدے بسیار ہیں۔ طوالت کی بنا پر لاچار ہیں اور دو چار بھوکے لوگوں کو کھانا کھلائے۔ پرہیز اس نقش معظم کو زچہ خانہ اور فوت خانہ جہاں ہو وہاں نہ لیجائے اور ناپاکی و وقت مباشرت الگ رکھدے۔

بازوبند حضرت مولا علی شیر خدا فاتح خیبر کشا کرم اللہ وجہہ اس کے وسیلے سے قادر مطلق ناممکنات کو بھی ممکن بنادے

اس نقش بازوبند کے فوائد وخواص بیشمار ہیں جو عبارت سے ادا نہیں ہوسکتے مختصر و چند یہ ہیں کہ سحر و نظر اور آسیب و زہر و بیماری و آزار تنگی رزق و کاروبار و آتش زنی و عقرب کل آفات سماوی ہوں یا ارضی ہر بلا و تنگی سے محفوظ رہے۔ تسخیر خلائق ہو

منظور ملائک اور اگر بازو بند پاس میں ہے تو عاقبت بخیر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ زعفران اور گلاب سے لکھے ورنہ جو میسر ہو تحریر میں لائے اور مقدمات وغیرہ تسخیر حکام وسلاطین کیلئے تیر بے خطا ثابت ہے۔ ہزار ہا بار کا آزمودہ ہے اور تجربہ میں لایا ہوا ہے۔ فقراء ومساکین کو طعام تناول کرائے۔

بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بحرمت حضرت جبرائیل علیہ السلام

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بحرمت حضرت اسرافیل علیہ السلام

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بحرمت حضرت میکائیل علیہ السلام

یا اللہ

یا رحمٰن

یا رحیم

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

حمعسق کھیعص حمعسق

زود جلد فائدہ پائے (بیاض) اور چاہے کہ بازو بند شیر خدا آتنا بڑا لکھے کہ اسکے اندر بازو قطب المدار آجائے تو پھر نور علیٰ نور ہے۔

بازو بند حضرت سیدنا ابو الوقار قدس سرہٗ

یہ نقش لکھ کر اپنے بازو میں باندھے تو ہرگز خدا کے حکم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا اور اسے روزی غیب سے ملے۔ فقیر کا بارہا کا آزمودہ ہے۔

بازو بند وقاری کے دونوں نقش نیچے لکھے ہوئے ہیں۔

(۱) ھوالرزاق علی الاطلاق ۹۱۱۱ بسط ۱۱ ۱۱ ھا لحمہ ولہ دعہ

(۲) ھوالرزاق علی الاطلاق ۹۱۱۱ بسط ۱۱ ۱۱ ھا

دیگیں۔ اگران دونوں نقشوں کو اچھی طرح ساعت نیک میں باطہارت لکھ کر اپنی تھیلی میں رکھے کبھی تھیلی خالی نہ رہے گی۔ اور اسکے مثل وغیرہ

۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ل	ط	ی	ن
ف	ی	ط	ل
ط	ل	ن	ی
ی	ن	ل	ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن	ت	ا	ح
ح	ا	یالطیف یا فتاح رزق [illegible]	ن
ت	ف	ج	ا
ا	ح	ن	ت

دوسرے خانہ میں ۸۰ یالطیف یافتاح روزی غیب سے پہونچے لکھے۔ پھر اس نقش کے خانے بڑے بنائے تاکہ عبارت صاف آجائے۔

۷۸۶ (۱)

٦	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

۷۸۶ (۲)

۹۱۱۱	ھو	۱۱ ۱۱ ھا
بسط	طلاق	علی
الرزاق	ولعس	الا

نقش غیبی حالات معلوم کرنے کیلئے

یہ نقش سرہانے رکھ کر سو جائے جو حالات چاہے خواب میں اسے معلوم ہو جائے یہ نقش عجیبہ وغریبہ ہے بارہا تجربہ کیا ہے۔

۷۸۶

۲۲	۹۹	۴۴
.۷۷	۵۵	۳۲
.۶۶	۱۱	۸۸

یہ نقش خود رکھے ساری خلائق فرمانبردار ہو۔ منظور خلائق کیلئے نہایت مجرب ہے اور آزمودہ ہے۔

۷۸۶

۸	۲	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

برکت مال دکان میں بکری زیادہ ہو

چاند دیکھنے پر جو پہلا پیر کا دن آئے تو بعد طلوع آفتاب اس نقش کو لکھیں پہلے کوئی پاک جگہ مقرر کریں اور چند اگربتیاں سلگائیں لکھنے والا باوضو گلاب میں مشک اور زعفران ڈال کر نئے قلم سے یہ نقش لکھیں اور پھر اس نقش کو عطر میں معطر کرکے اور لوبان کی دھونی دیکر موم جامہ پاک وصاف میں لپیٹ کر مال تجارت یا دکان میں رکھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ومن اوفی بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم

۴۲۲۱ / ۱۹۵۹	۴۲۲۵ / ۱۹۶۳	۴۲۲۸ / ۱۹۶۶	۴۲۱۴ / ۱۹۵۲
۴۲۲۷ / ۱۹۶۵	۴۲۱۵ / ۱۹۵۳	۴۲۲۰ / ۱۹۵۸	۴۲۲۶ / ۱۹۶۴
۴۲۱۶ / ۱۹۵۴	۴۲۳۰ - ۱۹۶۸ بحکم خدا زود فروخت شود	۴۲۲۳ / ۱۹۶۱	۴۲۱۹ / ۱۹۵۷
۴۲۲۴ / ۱۹۶۲	۴۲۱۸ / ۱۹۵۶	۴۲۱۷ / ۱۹۵۵	۴۲۲۹ / ۱۹۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم یا فتاح من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائیگا اور غیب سے خریدار پیدا کریگا۔ اگر دکان میں رکھیں تو بکری زیادہ ہو اور نفع بھی حسب دل خواہ ہو بارہا کا تجربہ کیا ہے۔ مجرب ہے۔ خود محنت کرو۔ نقش مبارک اوپر درج ہے۔

جمعرات اور جمعہ کے

دیگر۔ زیادہ ہونے دوکان داری اور مال بکنے کیلئے۔ روز پہلی ساعت میں لکھے۔ دیکھنے والے شیشے میں چسپاں کر کے دوکان میں سامنے ایسی جگہ لگائے جہاں گاہک اور آنے والے کی نگاہ اسی آئینہ پر پڑے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کاروبار میں خوب برکت دے اور دن دونے اور دولت چوگنے ترقی عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ

٣٠٨٠	٣٠٨٤	٣٠٨٧	٣٠٧٣
٣٠٨٦	٣٠٧٤	٣٠٧٩	٣٠٨٥
٣٠٧٥	٣٠٨٩	٣٠٨٢	٣٠٧٨
٣٠٨٣	٣٠٧٧	٣٠٧٦	٣٠٨٨

بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون

ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم

یا رزاق ذو القوۃ المتین و یا باسط الذی یبسط الرزق من یشاء بغیر حساب

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علی طٰہٰ ویٰسین و آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین اجمعین

نقش مداری برائے حاصل ہونے کیمیا و سیمیا و لیمیا و ہیمیا و ریمیا: اس نقش کو اپنے داہنے بازو پر باندھیں اور اللہ الصمد کو پانچ دن پڑھے۔ ہر روز سات ہزار مرتبہ

پڑھے ایک شخص نمودار ہوگا جو عامل کو علم کیمیا وغیرہ بتادے گا پرہیز جلالی وجمالی ومحرمات کی رعایت کرے یہ ہمارے سرکار سیدنا قطب المدار کا خاص عطیہ ہے۔ جوان کے غلاموں کیلئے دولت لازوال ہے۔

۴۸۶

۵	۲۱۳	۹	۴
۱۰	۳	۶	۲۱۲
۸	۲۱۰	۱۲	۱
۱۱	۲	۷	۲۱۱

نقش برائے بواسیر خونی وبادی

گردنامہ یہ ہے

	۵	
۵۵	۵۵ ۵	۵۵
	۵	

اس گردنامہ کو خوش ہوکر حضرت مولانا سید بدر عالم جعفری المداری نے مجھے اجازت دے کر عطا کردیا تھا۔ جانے کتنے مایوس العلاج مریض جاں بلب صحت یاب ہوگئے۔ امروز بھی لاکھوں تعویذ جانے کہاں کہاں کے لوگ لیجاتے ہیں۔ اور فائدہ اٹھاتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ صرف سنیچر کے روز ہی یہ نقش لکھا جائیگا۔ اور موم جامہ کرکے بائیں ہاتھ میں باندھے دو بھوکوں کو روٹی کھلادے۔

زوجین میں اور لڑکوں کی محبت والدین سے

جو شوہر اپنی بیوی کے علاوہ دوسری کسی غیر منکوحہ عورت سے الفت کرنے لگے اور بیوی سے بے تعلقی برتتا ہو تو بیوی اس طلسم کو اپنے سیدھے ہاتھ پر باندھے اور اگر بیوی کی رغبت کسی غیر منکوحہ مرد سے ہو تو شوہر اپنے سیدھے بازو پر باندھے۔ اور اولادیں اگر ماں باپ کا کہنا نہیں مانتی ہوں تو باپ اور ماں اپنے سیدھے

ہاتھ پر یہ طلسماتی تعویذ باندھیں انشاءاللہ جو جس کے لئے کریگا وہ تابعدار ہوگا۔ طلسم یہ ہے

۱۱۶	ح	وددد
۱۱	سح ع سمطم م	

دیگر :- کسی بیوی کا شوہر

رنڈی کے پاس جاتا ہو یا اس سے تعلق رکھتا ہو اور اپنی بیوی سے ملتفت نہ ہوتا ہو یا اسکے برعکس بیوی بدچلن ہو اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد سے تعلق رکھتی ہو یا اس کے پاس جاتی ہو۔ بیوی شوہر کیلئے اور شوہر بیوی کیلئے اپنے بازو پر باندھے اور فلاں کی جگہ شوہر کا نام لکھ دے۔

قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم

۱	۱۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۲	۱۳
۶	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۵	۱۰

اے الٰہی بحق اسمار متبرکہ خود چہاردہ معصوم ۱۱ ۱۱۵ ۱۱ ۵۰ فلاں بنت ازان زوجہ خود جائے نرود

دیگر :- بروز اتوار صبح ایک رقعہ پر بازو پر باندھنے کیلئے غیر مسلموں کو

کو دے۔ بلم رسے چتو و موری اور

دیگر :- یکشنبہ کے روز پہلی ساعت میں یہ آیہ کریمہ لکھ کر دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم

محبت زوجین کیلئے یا اور کسی کیلئے

لکھ کر دے۔ آپس میں خوب محبت ہو۔ اور زندگی خوشگوار گذرے نقش کے نیچے فلاں ابن فلاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل	ھو	اللہ	احد
اللہ	الصمد	لم	یلد
ولم	یو	لد	ولم
یکن	لہ	کفوا	احد

بنت فلاں
کن فلاں علی حب فلاں بنت
الفت بین قلب فلاں
الٰہی بحرمت ہذہ السورۃ

فلاں فلانہ بنت فلاں کے نام ضرور لکھدے مگر جائز اور حلال کام کے لئے استعمال کرے حرام کیلئے ہرگز نہ کرے ورنہ بہت دردناک عذاب دنیا و آخرت دونوں میں ہے

برائے مغرور اور مطلوب کے : یا شیغوشا" عبرانی۔ اس اسم کو سات ٹھیکریوں پر لکھے ایک طرف اسم مذکور اور دوسری طرف طالب و مطلوب ہر چہار کے نام لکھ کر آگ میں جلائے۔ مطلوب یا مغرور بے چین ہو کر طالب کے قدموں پہ آئے۔ **ایضاً** یہ نقش یا بدوح دو پیالوں کے اندر شکر سفید بند کر کے آگ میں دفن کرے کم از کم ایک ہفتہ بھر آگ کی گرمی میں رہے اور مغرور کیلئے پتھر کے نیچے دبائے۔ اثر جلد کرتا ہے۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

ب ۸	بدوح ۱	د ۶
بدوح ۳	بدوح ۵	بدوح ۷
د ۴	بدوح ۹	ح ۲

الٰہی بحرمت ایں نقش فلاں ابن فلاں درحب فلاں ابن فلاں بیقرار حاضر شود

ایضاً : برائے گریختہ و مغرور کیلئے یہ تعویذ مجرب ہے لکھ کر وزنی پتھر کے نیچے دبائے اور مغرور کے واپس آنے پر پتھر کے نیچے کے برابر شیرنی فاتحہ بزرگان سلسلۂ عالیہ مداریہ دیکر بچوں میں تقسیم کرے۔ گریختہ جلد واپس آئے۔ انشاءاللہ

نقش یہ ہے

۷۸۶

۸۱	۶۵۸	۲۴۳
۴۰۵	فلاں ابن فلاں جلد واپس آئے	۷۷ د
۴۹۶	۳۲۴	۴۶۲

الٰہی بحرمت حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار

زود اثر نقش

یہی نقش معظم ہمارے شیخ محترم ہمیشہ لکھ کر دیتے تھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے لکھ کر اور گھر کے بیچ در میں ڈورے سے لٹکائے تاکہ ہوا میں ہلتا ہے جتنا ہلے گا اتنا ہی مفرور بے چین ہوگا اور بھاگا ہوا آئیگا تین روز کے خود حاضر ہوگا یا تو جہاں وہ ہے اسکی خبر مل جائیگی مفرور کے واپس آنے پر جو اسماء نقش میں لکھے ہوئے ہیں یعنی دادا آدم و دادی حوا علیہما السلام کی ارواح پاک شیرینی پر فاتحہ دے کر بچوں میں تقسیم کرے۔ اور نقش دبھاگے ہوئے کو بلا کر اسکے لئے دعا کرے۔

حوا	[illegible]	آدم
	الٰہی بحرمت خواجہ عبدالرحیم شرقی	
	فلاں بن فلاں گریختہ	
	باز آید بر مکان حاضر شود	
حوا	[illegible]	آدم

ف ۔ یہی نقش گمشدہ جانوروں کیلئے بھی ہے ان کی قسم اور مالک کا نام لکھے اور دیسا ہی کرے۔

اگر خود کہیں راستہ بھول جائیں تو راہ یابی کیلئے

دورانِ سفر میں اگر کہیں راستہ بھول جائیں، تو اس صورت میں اذان کہیں، رجال الغیب میں سے کوئی آئیگا اور فوراً راستہ بتائیگا۔ میرا وطن درہ بولان ہے۔ ان سرحدی علاقوں میں خاص طور سے ضرورت پڑتی ہے جہاں پیدل کے راستے ہیں۔ کئی بار اتفاق ہوا اذان پکاری اور کوئی نہ کوئی حاضر ہوگیا۔ کبھی چرواہے کی شکل میں یا کبھی اجنبی صورت میں راستہ بتلایا اور غائب ہوگیا اور اذان کے علاوہ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ کہکر تین یا سات بار پکارنے سے رجال الغیب یعنی غیبی

آدمی کسی نہ کسی صورت میں آگر اعانت کرتے ہیں اور راہ بتلاتے ہیں لیکن سخت مشکل کے وقت آواز دینی چاہیئے اور ان سے نہ کوئی دوسرا سوال کرنا چاہیئے بلکہ وہ خود بھی اس قسم کا کوئی موقع نہیں دیتے کہ ان سے کوئی دوسری مفید طلب بات دریافت کی جاسکے۔ خصوصاً وہ دہقان، لکڑہارے و راعی وغیرہ کی شکل میں ملاقی ہوتے ہیں جنکے باعث یہ خیال تک پیدا نہیں ہو پاتے کوئی کچھ ان سے پوچھے گچھے۔

عاملین کیلئے کچھ ضروری تحفے

اور جس کسی کی زبان گندی اور بری باتوں کے بولنے کی عادت ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ پڑھا کرے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ میری زبان میں فحش بہت ہے تو فرمایا کہ تو استغفار کیوں نہیں پڑھتا میں تو روزانہ سو مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں۔ ف۔ اس روایت پر غور کرنا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونیکے روزانہ حق تعالےٰ سے مغفرت کی دعا مانگا کرتے تھے تو ہم تو معصوم بھی نہیں ہیں۔ ہمکو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ اپنے لئے دعائے مغفرت کرنا چاہیئے۔

● حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی کو وسوسہ کی شکایت ہو تو چاہیئے کہ وہ آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُوْلِہٖ پڑھا کرے۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ یہ پڑھا کرے۔ اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور بعض حدیث میں آیا ہے کہ جو شیطان وسوسہ ڈالا کرتا ہے اس کا نام خنزب ہے پس چاہیئے کہ اعوذ پڑھے اور اپنے بائیں طرف تھتکار دے۔

● حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کی رحمتیں

اس شخص پر ہوں جسکو کہ خدائے تعالےٰ کیطرف سے کوئی نعمت ملے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھے اور فرمایا کہ جو کوئی اسکو پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو دی ہوئی نعمت سے زیادہ بہتر نعمت عطا فرماتا ہے۔

● حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی کی خواہش ہو کہ اس کے مال میں زوال نہ ہو اور مال میں برکت ہو تو چاہیئے کہ یہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

ف۔ جاننا چاہیئے کہ درود شریف کے فوائد بہت کثیر ہیں اور معتبر روایتوں سے ثابت ہیں ان میں سے چند فوائد بیان کئے جاتے ہیں۔

● اگر کوئی ایک بار درود شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھتا ہے تو پروردگار عالم اور اسکے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں اور اسکے دس درجات بلند ہوتے ہیں اور اسکے لئے دس نیکیاں لکھدی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور حضور پر اسکی شفاعت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ درود پڑھنے سے دنیا کی سب حاجتیں روا ہو جاتی ہیں اور اسکے پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت بھی ہوتی ہے۔ درود شریف کا پڑھنا صدقہ کرنیکا بھی قائم مقام ہوتا ہے اور اسکی برکت سے ہر سختی دور ہوتی ہے اور بیماری بھی اسکے پڑھنے سے دفع ہو جاتی ہے اسکے پڑھنے سے دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی رضامندی بھی حاصل ہوتی ہے اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ درود پڑھنے والے پر فرشتے ہر وقت رحمت بھیجا کرتے ہیں اور درود پڑھنے سے بھولا ہوا خواب بھی یاد آجاتا ہے۔ اور اسکے گھر اور مال میں برکت

ہوتی ہے۔ سکرات موت سے نجات ہوتی ہے اور قیامت کے ہول میں اسکو امن حاصل رہیگا۔ جس مجلس میں درود پڑھا جاتا ہے اس تمام مجلس کو خدا تعالیٰ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور درود پڑھنے والے کیلئے قیامت میں پل صراط پر نور ہوتا ہے اور پل صراط پر اسکے قدم جمے ہوئے رہینگے اور وہ بہت جلد اس پر سے گذر جائیگا کثرت سے درود پڑھنے والے کو خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے اور قیامت میں اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مصافحہ بھی نصیب ہوگا۔

درود شریف کی خاصیت یہ بھی ہے کہ اسکے پڑھنے والے کے گناہ تین روز تک نہیں لکھے جاتے ہیں تاکہ وہ توبہ کرے تو وہ گناہ مٹ جائیں اور جس شخص کے کان میں شور و غل رہتا ہو تو چاہیے کہ درود شریف کو کثرت سے پڑھا کرے۔

اعمال و اشغال کے عنوان کے تحت جو اوراد و ظائف و تعویذات درج کئے گئے ہیں وہ مخصوص طور سے صرف سلوک کی منزلیں طے کرنے والے بھائیوں کے لئے ہیں جو معین عامل ہیں عملیات و وظائف پیش کئے ہیں۔ یہ عملی زندگی کے مختلف شعبوں پر حاوی ہونگے یا بالفاظ دیگران اعمال سے خاص و عام دونوں یکساں طور پر مستفیض ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ شاید ہوتا ہے کہ ایک شخص دنیوی الجھنوں سے کچھ وقت بچا کر خالص نیت سے نماز ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن دل یکسوئی کی نعمت سے محروم ہے اور یہ کسی طرح خدا کی محبت کو قبول نہیں کرتا یا کوئی شخص نماز تو برابر پڑھتا ہے اور دوسرے دینی امور میں بقدر استطاعت حصہ لیتا ہے لیکن اسکی یہ دیرینہ تمنا کہ حضور رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھوں پوری نہیں ہوئی یا کوئی اپنے آپ پر جبر کرکے اللہ اللہ کرتا ہے لیکن کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی اس طرح کے صدہا نیم روحانی امراض ہیں جن سے نجات حاصل کرنیکی خواہش قدرتی طور پر ایک شخص کے دل میں پیدا

ہوتی ہے لیکن چند در چند وجوہ کی بنا پر خالص اور آزمودہ عملیات سے وہ محروم رہتا ہے اور اس لئے جائز ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مفید اور مجرب اعمال لکھدیئے ہیں تاکہ فرزند لوگوں کی دعاؤں سے محروم نہ ہوں، ہر چند کہ یہ عملیات خالص دینی نہیں ہیں، لیکن انھیں دین سے علیحدہ کبھی نہیں بتایا جا سکتا۔ کیونکہ ہمارے دین مقدس کی یہ بھی ایک بڑی خوبی ہے کہ دین اور دنیا دونوں کے توازن کو قائم رکھتے ہوئے یکجا طور پر استعمال کرنیکی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس کے نزدیک رہبانیت (ترک دنیا) ناپسندیدہ ہونیکے علاوہ ناقابل عمل بھی ہے چنانچہ اسی لئے یعین عامل میں آپ کو ہر غرض کے عمل ملیں گے اور نہایت ہی سہل و آسان انداز میں فارسی اور عربی کو سلیس اردو میں پیش کئے ہیں۔ اور سب باتوں کے آخر میں اپنی طرف سے صرف اتنا کہدینا کافی سمجھتا ہوں کہ آپ کیلئے کافی سے زیادہ ہونا چاہئے کہ میرے پیش کردہ تمام عملیات ایسے ہیں جو صرف اپنے "پیران سلسلہ شجرہ" سے مجھے کسی نہ کسی ذریعہ سے پہونچے ہیں اور بذات تو دیا کسی اہلیت والے کو زیر عمل رکھکر ہر پہلو سے کامیاب و کامراں ثابت ہوئے ہیں۔

عاملین کیلئے کچھ مخصوص عملیات

جو عامل کیلئے بیحد ضروری ہیں اور غیر عامل کے لئے بھی اشد ضروری ہیں۔ آپ فیضیاب ہوں اور فقیر خاکپائے ابوالوقار رضی اللہ عنہ کے حق میں عاقبت بخیر کی دعا فرمائیں اللہ رب العزت خاتمہ بالخیر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

روشنیٔ قلب:۔ ہر نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ اَللّٰھُمَّ نَسْتَعِیْنُكَ بِكَ عَلٰی طَاعَتِكَ پڑھے بس سے تھوڑے عرصہ میں نور باطنی سے دل منور ہوگا اور عبادت میں لطف آئیگا۔

صَلٰوۃُ القلب:۔ دل کی نماز جس کسی کا دل سیاہ ہو چکا ہو اور نیکی کرنیسے

بھاگتا ہو اسے چاہیئے کہ کچھ دنوں تک طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت صلوٰت قلب پڑھا کرے اور ہر دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ایک بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نیت سے شروع کر کے آخر نماز تک ہر چیز دل میں پڑھے زبان سے کوئی حرف نہ نکلنے پائے اور بعد سلام کے بحضور قلب ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

خوابِ پریشان:۔ جس کسی کو خوفناک اور بھیانک خواب دکھائی دیتے ہوں۔ اسے چاہیئے کہ سوتے وقت تین دفعہ اعوذ معہ بسم اللہ کے پڑھ کر تین ہی مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے مگر وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ کو تین مرتبہ دہرائے اور سو جائے انشاء اللہ الحفیظ ڈراونے خواب سے نجات مل جائیگی۔

سکونِ قلبی:۔ جس کے دل پر غم و حزن و ملال کا تسلط اور شنبہ ہو اور قلق و اضطراب چین نہ لینے دیتے ہوں اسے چاہیئے کہ سورۂ الم نشرح چینی کی پلیٹ پر لکھے اور گلاب سے دھو کر پیئے انشاء اللہ السلام فوراً ہی تسلی و حاصل ہوگی۔

بدزبانی:۔ جس کسی کو فحش گوئی اور بدزبانی کی عادت ہو اور وہ ان علادآید کے ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو چاہیئے کہ عصر کی نماز کے بعد بآواز بلند ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

جو شخص ہر نماز کے بعد صرف پانچ مرتبہ اس چیز کو پڑھ لیا

محبتِ الٰہی

:- کریگا اسکے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا اور یہ پیدا شدہ محبت کا جذبہ عامل کو خدا کی محبت کی راہ میں مرنا سکھا کر حیاتِ جاوید سے قریب تر کردیگی۔ اَللّٰهُمَّ حَرِّقْ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِكَ وَارْزُقْنِیْ اِزْدِیَادَ مَحَبَّتِكَ حَتّٰی لَا یَبْقٰی شَیْءٌ غَیْرُكَ۔

ہر روز بلا ناغہ بعد نماز عشاء اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا

زیارتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

:- صَاحِبَ الشَّفَاعَةِ وَیَا سَیِّدَ النَّبِیِّیْنَ اکتالیس مرتبہ پڑھنے سے حضور کی محبت کا سمندر دل میں موجزن ہوتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد سے مسلسل طور پر حضور کی زیارت ہونے لگتی ہے۔ اس نعمت کی مشرف ہونیکی کوشش میرے نزدیک ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ وہ دل نہیں پتھر ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا موجود نہ ہو میں اپنی طرف سے زیارت کے تین مختلف طریقے حوالۂ قلم کئے دیتا ہوں انمیں سے جو آپ کو آسان نظر آئے اسکے ذریعہ کوشش کیجئے۔ یہ اعمال میں نے صدہا لوگوں کو بتائے ہیں اور تقریباً سبھی کو کامیابی ہوئی ہے۔

اگرچہ بعض لوگ محروم بھی رہگئے ہیں لیکن بعد کو چھان بین سے پتہ چلا کہ کی محرومیت سے عمل سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ محرومین اسی منہ سے جھوٹ بولنے کے عادی تھے اور اس سے عمل پڑھنے کی سعی لاحاصل میں بھی مصروف رہے، چنانچہ ناکام ہوئے۔ لہٰذا عامل کو صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے کے علاوہ اکل حلال اور صدق مقال کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ عمل کا پورا پورا اثر ظاہر ہو اور مدامت سے علی التواتر زیارت نصیب ہوا کرے۔ چونکہ اس عمل کے کلمات ندائیہ ہیں اسلئے

اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی شخص قریب بیٹھا ہو تو وہ بآسانی سن سکے، اور فعل کا ذہنی طور پر یہ مفہوم تصور کریں کہ فرشتے میرے اس عمل کی خبر حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو دینگے یا یوں تصور کرے کہ میں مدینہ طیبہ میں حضور کے روضہ اقدس کی جالی کے قریب بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں اور حضور مع ان صحابہ کرام کے جنکی قبریں حضور کے گرد بنی ہوئی ہیں سن رہے ہیں۔ دوسرا طریقہ سب سے افضل لائق صد ترجیح ہے مگر تھوڑا وقت طلب ہے کیونکہ غیر حاجی یا وہ شخص جس کا مشق تصور پختہ نہیں کامیاب نہیں ہو پاتا لیکن جیسا علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا ہے کہ اہلِ زبان کا درود فرشتے حضور پر پیش کرتے ہیں اور اہلِ دل کا حضور اکرم علیہ السلام بنفس نفیس سماعت فرماتے اور اسی قول پر تمام اولیاء و صوفیہ کا اتفاق ہے۔

زیارت کا دوسرا طریقہ ۔ جمعرات کا دن ختم کر کے رات یعنی شب جمعہ کو مغرب بعد غسل کریں اور پاک وصاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائیں اور عشاء کی نماز پڑھ کر اول اکتالیس مرتبہ توبہ استغفار اور پھر سو بار یہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ كُلِّ شَيْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّكَ پڑھ کر ہزار بار سورۂ کوثر کی تلاوت کریں اور پھر آخر میں ایک سو مرتبہ پڑھکر پاک وصاف بستر پر سو جائیں انشاء اللہ البدیع ایک ہی رات کی محنت میں جمال پاک سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو گا۔ اگر خدا نخواستہ پہلی شب کو ناکامی ہو تو دوسری اور پھر تیسری جمعرات کو بھی کوشش کریں۔ ہر چند کہ اس عمل سے ایک ہی شب میں مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر ہم کو رہ کے اعمال کہاں جاتے ہیں جو محرومیت کے اسباب میں داخل ہیں اور کامیاب نہیں ہونے دیتے۔

دیدارِ مصطفیٰ کا تیسرا طریقہ:- تو پنڈی جمعرات کو روزہ رکھیں اور فجر والی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار پڑھیں اور ظہر کے بعد ایک سو ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور عصر کی نماز کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ایک سو ایک مرتبہ مغرب کے بعد استغفار سو مرتبہ اور عشاء کے بعد پانچ سو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھکر اسی جگہ مصلےٰ پر سو جایا کریں اسی طرح روزانہ یہ عمل کریں لیکن روزہ صرف ہر جمعرات کو رکھیں اور بدن کے علاوہ کپڑوں کو بھی ہمیشہ پاک وصاف رکھیں چالیسویں روز ضرور زیارت ہوگی اور حضور اکرم رسالت پناہ کے ہمراہ صحابہ کرام کے علاوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی نظر آئینگے عجیب و غریب عمل ہے اور بارہا کا تجربہ کیا ہوا ہے جس رات کو زیارت نصیب ہو اسکی صبح کو کسی وقت دو رکعت نماز نفل بہ نیت شکرانہ ادا کریں اور ممکن ہو تو اس عمل کو دائمی طور پر اپنے عمل میں رکھیں تاکہ دائماً زیارت ہوتی رہے۔

زوالِ عشق:- جب کسی کو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے عشق کا غم لاحق ہو جائے اور وہ اس غم سے چھٹکارا چاہے تو لازم ہے کہ فجر کی نماز سے پہلے کسی پاک برتن یا کسی درخت کے بڑے پتے پر سورہ الم نشرح لکھ کر آب زمزم، اولے، بارش بدرجہ مجبوری دریا کے پانی سے دھوکر ہفتہ عشرہ تک پیئے یا پلایا جائے تو اس غم سے نجات حاصل ہو جائیگی۔

دعائے مہجوری:- اگر کسی کی جدائی شاق ہے یا وطن عزیز کی یاد ستاتی ہے یا کسی خاص علم وہنر کی آرزو بے چین کرتی ہے تو آسمان

کے نیچے ننگے سر کھڑے ہو کر ستر مرتبہ روزانہ بلاناغہ چالیس دن تک اشراق کے
وقت صدق دل سے یہ دعا پڑھ لیا کیجئے انشاء اللہ چالیس روز کے اندر ہی اندر
کامیابی کی صورت غیب سے پیدا ہو جائیگی دعاء متبرک یہ ہے اَللّٰھُمَّ یَا جَامِعَ
النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ
فلاں ابن فلاں اسکی جگہ پر اسکے بجائے جس سے ملنا چاہتے ہوں اس کا نام یا
مقام کا نام یا اس علم و ہنر اور چیز کا نام لے کر پڑھیں خدائے پاک اس دعا کی برکت
سے دونوں کو اکٹھا کر دیگا۔ اگرچہ اس عمل کو آپ تواتر کے ساتھ مواظبت فرمائیں تو
ہر مفرور و گریختہ و مطلوب و محبوب شے کیلئے جب چاہیں کریں جسکے لئے انشاء اللہ
کامراں ہوں گے۔

بے خوابی:۔ اکثر اوقات ورد و وظیفہ پڑھنے والے حضرات کو یہ شکایت
پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی وقت بھی نیند نہیں آتی ہے جس کے
سبب بڑی پریشانی ہو جاتی ہے لہٰذا ایسی شکایت سے چھٹکارہ کیلئے سوتے
وقت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ سے وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تک چند مرتبہ پڑھیں انشاء
اللہ فوراً نیند آئے گی۔ وظیفہ پڑھنے والوں کے علاوہ عام شکایت کیلئے بھی آزمودہ
ہے۔

دیدارِ خداوندی:۔ جو شخص پوری طرح حدود شرعیہ
کا پابند ہو وہ اگر بلاناغہ ایک سال تک تہجد پڑھ کر کم سے کم بارہ ہزار مرتبہ۔ اَللّٰہُ
الصَّمَدُ۔ زبان کو حرکت دیئے بغیر دل سے پڑھے تو خواب میں جناب باری تعالےٰ
کے دیدار سے مشرف ہوگا اول و آخر سات بار درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔
انتہائی کوشش کے باوجود اگر کسی روز تہجد قضا ہو جائے تو خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھ کر

عمل جاری رکھے اور اس عمل کو اشراق کی نماز کے بعد تہجد کی نفلیں پڑھ کر پورا کرے۔ اللہ پاک بہت مہربان معاف فرمانے والا رحیم ہے۔ ربیع الاول شریف سے شروع کرے چاند رات سے۔ اس عمل پر چند آدمیوں نے ایمان آزمائی کی اور کامیاب ہوئے کچھ باتیں راز کی ہوتی ہیں جسکے اظہار سے خوف طاری ہوتا ہے۔ اور وقائع آئندہ مسدود ہو جاتے ہیں (بیاض ابوالوقار)

شوقِ عبادت

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کرتے کرتے یک بیک عبادت سے دل اچاٹ ہو جاتا ہے اس دل کی تنگی یعنی انقباض قلبی کے زمانہ میں خود پر جبر کر کے جب بھی موقع ملے۔ اَللّٰھُمَّ قَلِّبْ قَلْبِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ انقباض نہایت مختصر مدت میں از سر نو شوقِ عبادت عشق محویت کے درجے تک پہونچ جائیگا اسکے علاوہ جس کسی کا دل اللہ کی یاد سے بھاگتا ہو اور سرکشی و نافرمانی کی طرف راغب ہو اس کو بھی اس چیز کے پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالےٰ کی محبت سینے میں موجزن ہو کر عبادت پر مجبور کرے۔

سیرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف حزب البحر)

دعائے حزب البحر کے مصنف شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نسباً حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی اولاد سے تھے۔ آپکے آباء و اجداد مراکش مغرب اقصیٰ کے باشندے تھے ۵۹۱ھ میں شیخ صاحب کی پیدائش مراکش میں واقع ہوئی۔ عبدالسلام بن شیش سے علوم باطنیہ حاصل فرمائے۔ آپ کا طریقہ باطنیہ سب سے جداگانہ ہے جو ایک زمانہ تک طریقہ شاذلیہ کے نام سے موسوم رہا۔ یہ طریقہ

حضرت جابر جعفی کے ذریعہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے اس سلسلہ میں علماء اور محدث گذرے ہیں آپ ایک مدت تک تیونس میں قیام پذیر رہے۔ اور پھر وہاں سے ترک سکونت فرماکر مصر میں قیام اختیار فرمایا۔ جہاں انکے نام فیض سے اہل اسکندریہ، قاہرہ اور صحرائے عیذاب مستفیض ہوتے رہے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور یمن میں انکے نام کا غلغلہ بلند ہوا اور ہزار ہا علماء اور صوفیاء ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے ۶۵۶ھ میں ایک سو پانچ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔

شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ اپنے مریدین کو کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنے سے منع نہ فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم وہ نہیں ہیں جو ایک چشمہ سے سیراب ہوں بلکہ جو بھی میٹھا چشمہ نظر آئے اس سے سیرابی حاصل کرو۔ اور فرماتے ہمارا طریقہ تمام اہلِ مشرق و مغرب سے جداگانہ ہے۔ ہمارے ہاں شجرہ و سند کی کوئی ضرورت نہیں، ہمارے اصل مربی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آپ ہی کے اتباعِ سنت سے یہ مقام حاصل ہوا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ پر ترجیح دیتے اور فرماتے ہیں کہ امام شاذلی کا مقام تو بہت بلند ہے۔ اگر شیخ عبدالقادر جیلانی اس وقت موجود ہوتے تو میرا بھی ادب کرتے۔

ترجمہ شان ظہور دعائے حزب البحر: معتبر علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ شہر قاہرہ میں تھے کہ حج کے دن قریب آ گئے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ان ایام میں اپنے دوستوں سے فرمایا کہ ہمکو اس سال غیب سے حج کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جہاز تلاش کرو۔ دوستوں مریدوں کو بہت تلاش کے بعد ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے سوا اور کوئی جہاز نہ ملا۔ سب اسی جہاز میں سوار ہو گئے۔

جب بادبان اٹھا دیا تو قاہرہ سے نکلتے ہی مخالف ہوا چلنے لگی اور ایک ہفتہ تک قاہرہ کے قریب اسی طرح ٹھیرے رہے کہ قاہرہ کے پہاڑ دکھائی دیتے تھے۔ مخالف لوگ طعنے دینے لگے کہ شیخ فرماتے ہیں کہ مجھ کو (غیب سے) حج کا حکم کیا گیا ہے اور حالت یہ ہے کہ حج کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہم مخالف ہوا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ بات شیخ کیلئے دلی بےچینی کا باعث ہوئی مگر وہ ضبط کی قوت سے پی جاتے تھے۔ اتفاقاً شیخ دوپہر کو سو رہے تھے (قیلولہ فرما رہے تھے) کہ خدا نے ان کو اس دعا کا الہام کیا۔

شیخ نے نیند سے اٹھ کر یہ دعا پڑھنی شروع کی۔ جہاز کے افسر کو بلا کر فرمایا خدا کے بھروسہ پر بادبان اٹھا دے اس نے جواب دیا کہ اگر ہم بادبان اٹھا دینگے تو ہوا اسی وقت ہمارا منہ پھیر دے گی اور آپ کو قاہرہ میں پہونچا دے گی۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تو دل میں دھکا پکڑ مت کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اسپر عمل کر اور خدا کی عجیب مہربانی دیکھ۔ جوں ہی بادبان اٹھایا، وہیں موافق ہوا زور شور سے چلنے لگی۔ یہاں تک کہ اس رسی کو جسکے ساتھ جہاز کو میخ سے باندھ رکھا تھا کھول نہ سکے (ناچار)، اسکو کاٹ دیا اور بڑی جلدی امن وامان اور سلامتی کے ساتھ مبارک مقصد پر پہونچ گئے اور بوڑھے عیسائی کے بیٹے مسلمان ہو گئے اور وہ دل میں بہت غمگین ہوا۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ شیخ علیہ الرحمۃ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بہشت میں تشریف لئے جا رہے ہیں اور اسکے لڑکے بھی شیخ کے ساتھ جا رہے ہیں اس نے اپنے بیٹوں کے پیچھے جانا چاہا مگر فرشتوں نے جھڑکا کر توان لوگوں کے دین والوں میں نہیں ہے ان سے تیرا کیا مطلب،

صبح کے وقت خدا کی ہدایت اسکی مددگار ہوئی اور اس نے کلمۂ توحید پڑھ لیا اور شیخ اس کا مرتبہ یہاں تک پہونچ گیا کہ وہ بڑے (باطنی) مقامات والا ہو گیا اور اس طرف کے لوگ اسکی نزدیکی اور صحبت کے طالب ہونے لگے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس

کتاب میں جتنی دعائیں ہیں سب احادیث میں موجود ہیں اور ان دعاؤں کا میں نے ایک ایک حرف حضور اکرم علیہ السلام کی زبان مبارک سے حاصل کیا ہے۔ اس وقوعہ کے بعد مصر میں آپ کے معتقدین اور خلفاء نے اس دعا کا ورد شروع کیا اور آپ کے خلیفہ خاص حضرت ابوالعباس المرسی نے اپنی کتاب "لطائف المنن فی مناقب ابی العباس وشیخہ ابی الحسن" میں یہ دعا درج فرمائی ہے۔ ہندوستان میں اس کا سلسلہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے

طریق زکوٰۃ حزب البحر:۔ ماہ صفر کی ۶، ۷، ۸ تاریخ کو روزے رکھے اور بطریق سُنت تینوں روز معتکف رہے اور تین بار اس طرح کہ بعد مغرب ایک بار اور بعد عشاء ایک بار، بعد نماز چاشت ایک بار، روزمرہ تین دن تک یعنی مذکورہ تاریخوں میں پڑھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد (یعنی ۸ صفر کے بعد جو رات ہو اسکی مغرب کے بعد) چند ساکین کو اپنے ہمراہ کھانا کھلائے۔ پھر روزمرہ ایک ہی وقت پڑھے۔ ہاں کسی روز خاص وقت کوئی عذر ہو جائے تو کسی دوسرے وقت پڑھ لے۔ زکوٰۃ کے طور پر اس دعا کا پڑھنا ۸ صفر کی چاشت کے بعد ختم ہو جائیگا۔ اور ۵ صفر کے بعد جو شب آئیگی جب سے شرعاً ۶ صفر شروع ہوگی اور اس شب کی مغرب کے بعد زکوٰۃ کی نیت سے حزب البحر پڑھنا شروع ہوگا۔ اعتکاف کے مسائل ہر رمضانی کلنڈر میں اور بہار شریعت، احکام شریعت وغیرہ اردو کی فقہ کی سبھی کتابوں میں ملے گا نہیں تو کسی عالم ذیشان سے دریافت کر لے زیادہ مناسب ہوگا اور یہ سب سے آسان طریق ہے۔ اس طریق میں ترک حیوانات ہے نہ پرہیز جمالی نہ جلالی نہ اور کسی قسم کا خطرہ ہے۔ سنت کے موافق سہل عمدہ طریقہ ہے۔

عاملین کیلئے ضروری ہے:۔ ہر عامل کیلئے ضروری ہے کسی ایسے عمل کو یاد کرے کہ وہ تمام عملیات پر بھاری ہو۔ عمل حزب البحر گویا ایسا ہی ہے جو سوتے میں

محافظ کا کام کرے اور جاگتے میں ایک پُر اثر ہتھیار، دو دھاری تلوار، وقائع میں جسپر کچھ اثر نہ کرے۔ زرہ بکتر ہے۔ ہاں پڑھنے میں للہیت اور رضائے الٰہی مقصود ہو۔ اگر اسکے عامل کی ساری دنیا دشمن بن جائے جب بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ اگر دشمن کی دشمنی ظاہر ہو چکی ہو تو ایک بار آپ پڑھتے ہی ہیں اور ایک بار مغرب کے بعد اور ایک بار بعد نماز عشاء پڑھ لیا کریں۔ پڑھتے وقت دشمن کا تصور کرکے پڑھئے۔ دشمن بری موت مرے۔ خدارا کسی مسلمان کیلئے نہ کرے اسلئے کہ وقتی طور سے دشمنی کر بھی رہا ہے لیکن تیرا بھائی ہے۔ دوسرے ہو سکتا ہے وہ حق پر ہو اور تو غافل رہے۔ تو اس عمل کے الٹنے کا اندیشہ ہے اور اگر تو حق پر ہے اور وہ ظالم تو خدائے تعالےٰ ظالم سے بدلہ لینے کو کافی ہے۔ تو اس فیصلہ کو خدا کے سپرد کرکے یہ عمل پڑھے کہ انشاء اللہ الذی لایطاق انتقامہ حق پر فیصلہ ہوگا اور دشمن کی جگہ شیطان کی ہلاکت کا تصور کرے۔ اللہ تعالےٰ چاہے گا تو جتنے دشمن ہیں سب دوست بن جائینگے اور تیرے سامنے سرنگوں ہوں گے اسکی سند واجازت شاذلیہ سلسلہ سے وابستہ ایک عظیم بزرگ اور ہمارے استاد محترم حضرت علامہ شاہ محمد یوسف صاحب والی ریاست پٹنہ قدس سرہٗ ونوراللہ مرقدہٗ سے ہے۔ بعد میں میں نے اپنے پیران عظام سے مزید سند اجازت عمل حزب البحر حاصل کرلی۔ میری طرف سے ہر برادر روحانیت سلسلۂ مداریت مجاز ہے اور اس دعا میں لوگوں نے بڑے اضافے کئے ہیں۔ اقسام اور اعتصام اضافت عبارات وغیرہ سب کو قطع نظر کرتے ہوئے جو نسخہ قلمی شاید کسی نے نقل کی تھی۔ حضرت کی وساطت سے پٹنہ لائبریری میں لطائف المنن فی مناقب ابی الحسن میں نقل کیا تھا اور بعد میں اس کا ترجمہ کیا، اور بزرگوں سے اس کا صحیح طریقہ سیکھا جو آپ کے سامنے ہے۔

باقر وقاری جائسی عفی عنہٗ

دعاءِ حزب البحر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ اَنْتَ رَبِّيْ وَعِلْمُكَ حَسْبِيْ فَنِعْمَ
الرَّبُّ رَبِّيْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِيْ تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ
نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَ
الْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ
مُطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا
(اس جگہ انگشت شہادت سے آسمان کیطرف اشارہ کرے۔)

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا (اس جگہ دل میں اپنے مقصود
کا خیال کرے۔)

وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
سَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ
لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَالشَّيٰطِيْنَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمٰنَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْكِ
وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ شَيْءٍ يَا مَنْ
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ (تین بار

کھٰیٰعٓصٓ کہتے وقت جب کٓ کہے داہنے ہاتھ کی چھنگلیا کو بند کرے پھر ھا کہتے وقت اسکے برابر والی پھر یا کہتے وقت اسکے برابر والی پھر عین کہتے وقت اسکے برابر والی پھر ص کہتے وقت انگوٹھا بند کرے پھر دوسری بار کھٰیٰعٓصٓ کہے تو اسی ترتیب سے ہر حرف پر انگلیاں کھولتا جائے اور جب تیسری بار کہے اسی ترتیب سے بند کرتا جائے اب اس کے آگے پڑھے اور پہلے لفظ اُنْصُرْنَا پر انگلی کھولدے)

اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ وَافْتَحْ لَنَا (یہاں دوسری انگلی کھولدے) فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا (یہاں تیسری انگلی کھولدے) فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ وَارْحَمْنَا (یہاں چوتھی انگلی کھولدے) فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا (یہاں اپنے مقصد کا دل میں خیال رکھے۔)

مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ صَاحِبَنَا فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَتَنَا فِيْ اَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ

(اس جگہ یعنی وُجُوْہِ پڑھتے وقت اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کا رخ آسمان کی جانب کرکے مٹھی بند کرے اور ہاتھ کو الٹ کر مٹھی کھولدے گویا دشمن کو الٹ دیا)

اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيَّ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ وَ

نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ۔

يٰسٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ

اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ

لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

یہ کلمہ تین بار لکھا گیا۔ ہر بار یہاں دل میں اپنے دشمنوں کا خیال رکھے کہ تباہ ہو جائے

اور الٹا ہاتھ زمین پر مارا جائے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۔ طٰسٓمٓ

حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۔ حٰمٓ

حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ پہلی بار حٰمٓ پڑھ کر داہنی طرف پھونک

مارے اور دوسری بار حٰمٓ پڑھ کر بائیں طرف اور تیسری بار حٰمٓ پڑھ کر سامنے۔

چوتھی بار حٰمٓ پڑھ کر پیچھے۔ پانچویں اوپر۔ چھٹی بار نیچے۔ ساتویں بار حٰمٓ پڑھ

کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر ملیں۔

حٰمٓ حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ۔ حٰمٓ تَنْزِيْلُ

الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ

الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ رُبَيْمِ اللّٰهِ

بائینا تبارک جیطا نئا یس سقفنا کھیعص یہاں داہنے ہاتھ کی انگلیاں بند کرکے چھنگلیا سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور حمعسق کہتے وقت کھول دے۔ یعنی ح پر چھنگلیا پھر م پر اسکے برابر والی پھر ع پر اسکے برابر والی پھر س پر اسکے برابر والی پھر ق کہتے وقت انگوٹھا کھول دے۔

کفایتنا حمعسق حمایتنا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم ستر العرش مسبول علینا وعین اللہ ناظرة الینا بحول اللہ لایقدر علینا۔ یہ فقرہ پانچ مرتبہ پڑھے۔

واللہ من ورائھم محیط ہ بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ ہ فاللہ خیر حفظا وھو ارحم الراحمین ہ یہ فقرہ تین بار پڑھے۔

ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین یہ فقرہ بھی تین بار پڑھے۔

حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم یہ فقرہ سات مرتبہ پڑھے۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم یہ فقرہ تین بار پڑھے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہ یہ فقرہ بھی تین مرتبہ پڑھے۔

وصلی اللہ علی محمد النبی الامی

وآلہ واصحابہ اجمعین ہ برحمتک

یا ارحم الراحمین ہ

نقشِ آخر!

صد شکر پروردگار کہ معین عامل منزلِ تحریر سے بامراد ہوئی، جو کچھ میں نے معین عامل میں لکھا ہے وہ سب اپنے ذاتی تجربے و تحقیق کی بنا پر، چاہے وہ عملیات ہوں یا نقوش، سب کے سب آزمودہ اور تجربات سے ہیں، جو بھی عمل یا نقش کریں یا لکھیں، ضروری ہدایت پوری ہونے کے باوجود کامیابی نظر نہ آئے تو خدا کے واسطے اسے ترک نہ کریں۔ بلکہ یقین کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

اور آپ کو یقین ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہے اور بتانے والے نے بتایا کہ دس ہاتھ کھودو پانی نکل آئیگا اور کھودنے والا کھودتا ہے پانی نہیں نکلتا تو وہ ناامید نہیں ہوتا بلکہ کھودے ہی جاتا ہے آخرکار پانی نکال ہی لیتا ہے۔

تو مسلمان کو اللہ کے کلام اور بزرگانِ دین کے ارشادات پر کتنا یقین ہونا چاہیے جتنا کم از کم اس کھود کر پانی نکالنے والے کو ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ یقین کامل ہونا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہر عامل نیک کو منزلِ مراد پر پہونچائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ دَائِمًا اَبَدًا

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ عالیہ طبقاتیہ مداریہ وقاریہ

ہر کہ را باشد تمنائے دین پروردگار — ہر زباں با صدق خواند شجرۂ قطب المدا

رحم کر اے دستگیرِ بیکساں — بہرِ سردارِ دو عالم نورِ جاں

سُن لے دل کی اے خدا بہرِ علی — مجھ پہ کر دے رازِ طریقت منجلی

فقر کی سب منزلیں ہو جائیں طے — واسطہ یارب حسن بصری کا ہے

اے خدا بہرِ حبیب پاک دل — عشق کی ہو آگ دل میں مشتعل

بہرِ حضرت بایزید پاک باز — کھول مجھ پر عشق سربستہ کے راز

بہرِ حضرت سید قطب الدوام — مجھ پہ کر رازِ دو عالم آشکام

بو محمد کے لیے اے کبریا — حمد میں مصروف رکھ صبح و مسا

یا الٰہی شاہ پیارے کے لیے — اپنی چاہت اور اپنا عشق دے

بہرِ خواجہ شاہ شاہن ربنا — انتہائے فقر کر مجھ کو عطا!

شاہِ ہمن کے لیے اے ذوالکرم — دور کر دل سے مرے سب رنج و غم

اس شہِ محمود ثانی کے طفیل — ہو نہ یارب سوئے دنیا دل کو میل

صدقے میں حضرت شہ معروف کے — کر منور نورِ عرفاں سے مجھے!

بہرِ شاہ مولوی عبد الجلیل — دے بزرگی کر نہ عالم میں ذلیل

صدقۂ خواجہ شاہ فضل اللہ کا	مجھ کو کر دے نقش اپنی راہ کا
صدقۂ خواجہ شاہ پیارے کیلئے	یا خدا حُبِّ محمد مجھ کو دے
بہرِ ثانی مولوی عبد الجلیل	تو ہی ہے ہر حال میں میرا کفیل
بہر خواجہ مولوی نجم الدین	کر دے اپنی مہر سے روشن جبیں
بہر ذاتِ پاک شمس الدین حق	منکشف ہوں مجھ پہ اسرارِ طبق
بہر مرشد سیدِ کلبِ علی!	سامنے تیرے ہوں یارب ملتجی
ہو عطا مہر جنابِ ابوالوقار	میرے ہونٹوں کو نوائے دم مدار
دل ہو میرا تیری رحمت کے قریب	سایۂ دامانِ یاقر ہو نصیب
دل نہ ہو مانند نقشِ کم سواد	خوب ہی پھولے پھلے نخلِ مراد
وسعتِ انوار کا اندازہ دے	قلب کو میرے فضائے تازہ دے

دین دنیا کے بنیں سب میرے کام
مشکلیں بھی سہل ہوں یا ربِّ انام

الٰہی عاقبت بخیر گردان بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد صلے اللہ علیہ وسلم

خلیفہ و مجاز حضور غوث العالم ہادِ دنیا و مرشدنا مولانا ابوالوقار سید

کلب علی جعفری المداری قدس سرہٗ العزیز

الشاہ ابوالناصر محمد باقر علی خاں جانشین مداری وقاری عفرلہٗ ولوالدیہ

سول لائن ۱۶/۱۴۸ کانپور ۲۰۸۰۰۱

۸۶

ضیائے مُرشدِ کاملؒ

نہیں دعویٰ کہ میں ہوں آشنائے مرشدِ کامل
مگر سو جان سے میں ہوں فدائے مرشدِ کامل

مرا آئینہ دانش ادائے مرشدِ کامل
مری یہ کاوشیں ساری برائے مرشدِ کامل

مرے وجدان کا محور وہی چہرہ وہی پیکر
یہ سب ہوش و خرد زیرِ قبائے مرشدِ کامل

کسی سے کچھ طلب کرنے کی حاجت ہی نہیں ہوتی
ہوئی سایہ فگن جب سے دعائے مرشدِ کامل

اسی جزوِ حسیں میں کر رہا ہوں کُل کے نظارے
نہیں منظور کچھ مجھ کو بجائے مرشدِ کامل

مرے احساس پر ایسا بھی اک عالم گذرتا ہے
کہ جب کچھ بھی نہیں ہوتا سوائے مرشدِ کامل

مری فردِ عمل کو اے فرشتو دیکھتے کیا ہو
یہاں کچھ بھی نہیں جز اقتدائے مرشدِ کامل

مخالف کوئی بھی ہو اس کا جادو چل نہیں سکتا
عجب معجز نما شے ہے عصائے مرشدِ کامل

جو یہ اشغال و معمولات کی تصویر ہے آسیبؔ
مرا کچھ بھی نہیں سب ہے عطائے مرشدِ کامل

ہوا و حرص کے بندوں کی بھی دنیا بدل ڈالی
قلم زد ہوں کہاں تک کارہائے مرشدِ کامل

قلم میرا ابھی با حسرت مگر اسکی روانی میں
چمکتی ہے جو شے وہ ہے ضیائے مرشدِ کامل

اجراً عظیماً

یہ وہ صدقۂ جاریہ ہے جس کا اجرِ عظیم ان شہداء کو روزِ حشر تک ملتا رہے گا

عزت مآب عالیجناب محمد وثیق نیتاجی صاحب جنرل سکریٹری سماجوادی پارٹی کانپور نے آپکے ادارہ اشاعت بزمِ ابوالوقار کی جو خدمت دامے درمے سخنے کی ہے ہر نوعیت سے دا فرامداد فراہم کیا جنکے والد مرحوم جناب عبدالعزیز صاحب حق والنصاف کی ڈگر پہ ڈٹے رہے۔ جنھیں کافروں نے اپنی بربریت کا ننگا ناچ کرتے ہوئے چمن گنج گھسیانہ میں چاقوؤں سے ان کا سینہ چھلنی کرکے شہید کر دیا۔ ابھی سوگواروں کی آنکھیں بھیگی ہی ہوئی تھیں کہ نیتاجی کے برادر معظم مرحوم محمد رئیس عرف بابو جو اسی راہ ہمدردی کے راہرو تھے انھیں بھی حملہ کرکے نابنجاروں نے قتل کرا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپکا بھی فرض بنتا ہے کہ ان شہداء حق و صداقت کیلئے بارگاہ ربِ غفور میں دست دراز کریں اور انکی بخشش و نجات اور رفع درجات و مراتب کیلئے دعائیں کریں۔ ادارہ کی افادیت خاص و عام سے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کریں کہ اللہ پاک اپنے حبیب پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صدقہ میں انکی قبروں کو انوارات سے بھر دے۔

اور برخوردار نورِ چشم محمد وثیق نیتاجی سلمہٗ کے کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی و برکت عطا فرمائے اور اسطرح کی سعادتوں سے روز افزوں نوازتا رہے۔ آمین

ھمارا ادارہ مشکور گذار ہے اور دعا گو ہے۔

از ادارہ اشاعت بزمِ ابوالوقار نواب گنج و مدظلہ العالی سولائن کانپور